خُرم بہاولپوری

شخصیت، فَن اور منتخب سرائیکی کلام

تحقیق، اِنتخاب و ترجمہ

حفیظ خان

Scanned with CamScanner

وقار اسلم ایم فل سکالر سرائیکی
0306-1446635

اِس کتاب کے ذریعے پہلی بار اکیسویں صدی عیسوی کے ادب کا قاری خُرم بہاولپوری کی اُنیسویں اور بیسویں صدی میں لکھی گئی سرائیکی غزل کی حلاوت سے بھی آشنا ہو رہا ہے۔
خُرم کی شاعری سے گزرتے ہوئے اُس کی سرائیکی غزل کا لب و لہجہ اور خالص مقامی بانکپن خود میرے لئے حیرت کا باعث بنا رہا ہے۔ میرے سامنے اِس امر کی کوئی توجیہہ کوئی وضاحت نہیں آ سکی کہ خُرم بہاولپوری کی سرائیکی غزل کو قاری سے چھپا کر رکھنے کی کوشش میں ایک صدی کیوں صرف کر دی گئی۔ لیکن ہوا کیا۔ یہ سعی، پھر بھی لا حاصل ہی رہی۔ جب کہ خُرم کی غزل کسی آفتاب کی مانند حلقۂ گرہن سے آزاد ہو کر پھر سے جہانِ ادب پر ضوفشاں ہو چکی ہے۔

خُرم بہاولپوری

شخصیت، فن اور منتخب سرائیکی کلام

تحقیق، اِنتخاب و ترجمہ

حفیظ خان

یکے از مطبوعات

سرائیکی ادبی مجلس (رجسٹرڈ) بہاولپور

Scanned with CamScanner

خرم بہاولپوری (درمیان) اپنے صاحبزادوں محمد مقیم (دائیں) اور نعیم الدین اربیلہ (بائیں) کے ساتھ

Scanned with CamScanner

انتساب

سرائیکی شاعری کی عظمت کے نام

جو

خُرم بہاولپوری جیسے زمیں زادوں کی

دانش سے عبارت ہے

Scanned with CamScanner

ضابطہ

باراوّل	فروری 2007ء
تعداد	250
ٹائٹل پورٹریٹ	ذوالفقار علی بھٹی
مطبع	ضوریز پرنٹرز ملتان
قیمت	تین سو پچھتر روپے

ناشر

سرائیکی ادبی مجلس (رجسٹرڈ) بہاول پور

Scanned with CamScanner

ترتیب

1۔خرم بہاولپوری اور حفیظ خان	9
2۔ایک شاعر کی بازیافت	11
3۔دور تک زیست ڈھونڈنے آئی	17
4۔خرم کی شاعری کی اصناف،موضوعات و محاسن	58
5۔کافیاں	93
6۔غزلیں	207
7۔نظمیں	337
8۔چوکڑیاں	373

Scanned with CamScanner

وقار اسلم ایم فل سکالر سرائیکی
سرائیکی ایریاء سٹڈی سنٹر بہاءالدین
زکریا یونیورسٹی 0306-1446635

جتی وَس لگی مانجھ دِلڑی کوں خُرم
نہیں کالے رنگ تے کوئی رنگ چڑھدا

Scanned with CamScanner

خُرم بہاول پوری اور حفیظ خان

خُرم بہاولپوری سرائیکی ادب کے سنجیدہ قاری کے لئے ہمیشہ سے ایک دیومالائی کردار رہا ہے۔ایک ایسا کردار جس نے بیک وقت محبوب اور مطعون ہونے کے لبادے اُوڑھ رکھے ہوں۔خُرم سے محبت کرنے والے ایسے بھی ہو گزرے ہیں کہ جنہیں اُن کا معلوم کلام زبانی یاد ہوتا تھا اور یہ خطہ ایسے مہربانوں سے بھی کبھی تہی نہیں رہا کہ جو اُسے فراموش کر دیے جانے کی جستجو میں ہی رہے۔مگر حضرت خُرم کی وفات کے پچپن برس بعد بھی نہ تو اُن کے گرد محبوبیت کے ہالے کی لو کم کی جا سکی اور نہ ہی اُنہیں بھلایا جا سکا۔

اب یہ بات الگ کہ ہر دور کی سماجی طور پر اہم شخصیات کی چکا چوند میں خُرم جیسے مسکین شاعر پر کوئی اپنے شب و روز کیوں رائیگاں کرے کہ جو نہ تو کسی کو کوئی منصب عطا کرنے کی حیثیت رکھتا ہے اور نہ ہی دنیاوی مراعات سے نواز سکتا ہے۔مگر یہ حقیقت بھی اپنی جگہ اٹل کہ کوئی بھی تخلیق اپنی قوتِ نمو سے کبھی محروم نہیں رہی۔اُس کی تفہیم اور شناخت کے واسطے اکثر اوقات صدیوں کے ادوار بھی کوئی معنی نہیں رکھتے۔خُرم صاحب سے برتے جانے والے تغافل کے لئے کوئی اور نہیں، اِس وسیب کے دانشور، نقاد اور ادبی اجارہ داریوں کے سرخیل ہی ذمہ دار ہیں۔ایسے میں جناب حفیظ خان کی خُرم بہاولپوری کی شخصیت، فن اور منتخب سرائیکی کلام پر مبنی کتاب کا تصنیف ہونا ہمیشہ یاد رہنے والا کارنامہ نہیں تو اور کیا ہے۔

Scanned with CamScanner

جناب حفیظ خان اپنی خدا داد دانش اور سرائیکی، اردو اور انگریزی ادب میں اپنی کاوشوں کے حوالے سے اِس وقت شہرت کی بلندیوں پر ہیں۔سینتیس برسوں پر محیط اُن کے ادبی سفر نے اُنہیں ایسے مقام پر لا کھڑا کیا ہے کہ جس کی آرزو ہی کی جا سکتی ہے۔جدید سرائیکی ڈرامے کے بانی کی حیثیت سے اُن کی اپنی منفرد شناخت ہے۔سرائیکی افسانہ، تحقیق و تنقید، بچوں کا ادب، قومی اخبارات میں کالم نگاری، براڈ کاسٹنگ، ٹیلی کاسٹنگ اور تحریر و تقریر میں یکساں مہارت نے اُن کی شخصیت کو ہمہ جہت بنا دیا ہے۔لہذا اُن کی جانب سے مُرم بہاولپوری پر کتاب کا تصنیف کیا جانا ہی،اس کتاب کو اعتبار اور جامعیت کی سند عطا کرتا ہے۔

میں اِس کتاب کو اعتبار کے ایک اور پس منظر میں بھی دیکھتا ہوں۔مُرم بہاولپوری اور حفیظ خان، دونوں کی پیدائش احمد پور شرقیہ کی ہے مگر کم وبیش ایک سو سال کے فرق سے۔دونوں کی طبع اِسی مردم خیز مٹی کی خوشبو میں پروان چڑھی ہے۔دونوں اِسی ثقافت کے رچاؤ میں رچے بسے ہیں۔اُن کا فکری محور ایک ہی چاک پر استوار ہے۔تو پھر آج کے عہد میں ''مُرم فہمی'' کا اعزاز حفیظ خان سے زیادہ اور کسے زیب دیتا ہے۔میں حفیظ خان کی اِس تحریک سے بھی متفق ہوں کہ سرائیکی ادب کے فروغ اور بین اللسانی تفہیم کے لئے اِس کے اُردو اور انگریزی میں تراجم اور اُردو ہی میں نقد و نظر کی طرف توجہ دینی چاہئے۔

میں ممنون ہوں کہ جناب حفیظ خان نے سرائیکی ادبی مجلس بہاولپور کو یہ موقع دیا کہ وہ اپنے زمیں زاد، اپنے فرزند مُرم بہاولپوری کے بارے میں اُس کتاب کو شائع کرنے کا اعزاز حاصل کر سکے کہ ماضی میں جس کی ہمیشہ محض خواہش ہی کی جاتی رہی۔

جاوید اختر پیرزادہ

صدر سرائیکی ادبی مجلس (رجسٹرڈ) بہاولپور

Scanned with CamScanner

ایک شاعر کی بازیافت کا سفر

کہنے کو تو نصیرالدین خُرم بہاولپوری نے 27 رمضان المبارک 1271ھ کو مولوی محمد حسن کے ہاں جنم لیا۔ لیکن اکیسویں صدی عیسوی کے آغاز میں ہم اُن کا ایک نیا جنم دیکھ رہے ہیں۔ کیونکہ جب بھی کسی عہدِنو کے لوگ اپنی تہذیبی بازیافت کے سفر پر نکلتے ہیں تو اُن کی تاریخ اپنی آنکھوں میں شعوری تفہیم کا نیا کاجل سجاتی ہے اور اُن کے لجنڈ بھی نئے سرے سے سامنے آتے ہیں۔

بیسویں صدی عیسوی خُرم بہاولپوری کی خلاقیت اور شہرت کی صدی رہی۔ لیکن ایک شہرتِ ناتمام، جس میں بظاہر ایک شاعر کی سماجی پذیرائی اور عزت وتوقیر تو دیکھنے میں آئی لیکن اُن کے ادبی مقام کے تعین کے واسطے تنقید وتحقیق تو دور کی بات کہ اُس کے کام کا عشرِ عشیر بھی سامنے نہ آسکا۔ اور پھر یہ غضب بھی کہ خُرم اپنے تخلیقی کام کے بجائے، اپنی افسانوی مجلسی زندگی کے حوالے سے زیادہ نمایاں ہونے لگا۔ بیسویں صدی کے اختتام تک یہ خدشہ بھی اُبھرا کہ خُرم کہیں ایک فراموش شدہ شاعر نہ بن کر رہ جائے۔ اوّل اوّل خُرم کی شہرت ایک کافی گو شاعر کے طور پر اُبھری۔ ایک ایسا کافی گو شاعر جس نے خواجہ غلام فرید کے بعد اِس صنف کو ایک نیا رنگ ڈھنگ اور معنوی صورت عطا کی۔ محبوب کے ہجر میں سلگتے ہوئے عاشق پر، محبوب کے حضور آ کر کیا

Scanned with CamScanner

گزری، یہی اِن کافیوں کا غالب موضوع ہے۔ لیکن یہ کتنی کافیاں تھیں جو طبع ہو کر اہلِ دل کے سامنے آئیں۔ صرف چند کافیاں اور چند غزلیں جو پہلے ''یادِ رفتگان عرف گنجِ شائیگان'' اور پھر ''خیابانِ خُرم'' کی صورت میں طباعت کی احسان مند ہوئیں۔ اُن کا باقی بیشمار کلام کہاں گیا، سرائیکی میں پہلے غزل گو شاعر کے طور پر اُن کا نام نامی کیوں سامنے نہ آنے دیا گیا، اُن کی مِلّی اور مزاحمتی شاعری کو قاری کی نگاہ سے کیوں اوجھل کر دیا گیا، اِس خطے کی تہذیبی اور ثقافتی وراثت کے حوالے سے یہ اہم سوال ہیں۔

''خیابانِ خُرم'' کی ترمیم و ترتیبِ نو کے لحاظ سے سرائیکی شعر و ادب پروفیسر دلشاد کلانچوی کا ممنونِ احسان رہے گا لیکن یہ سوال اپنی جگہ کہ ترتیبِ نو کے ساتھ ساتھ یہ ترمیم کس بنیاد پر۔ اِس کتاب کی قرات اِس بات کی غماز ہے کہ یہاں خُرم کی سرائیکی شعری اوزان میں لکھی کافیوں اور غزلوں کو عربی فارسی عروض میں بٹھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ شاید اِسی مساعی جمیلہ کو ترمیم کا نام دیا گیا ہو۔ بہر طور خُرم کے کلام کو مجتمع کرنے کی یہ اہم کوشش آج ہمارے لئے ایک ماخذ کا درجہ رکھتی ہے، کیونکہ اِس کے بعد کلامِ خُرم کی ترتیب و تدوین کا سلسلہ آگے نہ بڑھ سکا۔ خُرم کی زندگی ہی میں اُن کے کلام کی گمشدگی کا چرچا اور بعد از وصال مختلف جگہ پر اُن کے کلام کی موجودگی کا قصہ سننے کو ملتا رہا۔ اُن کے ورثاء کے ہاں اُن کے قلمی مسودات کی موجودگی کی شہادت آج بھی ملتی ہے۔ ایسے میں اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے شعبہ اُردو کے ایک مہم جو مقالہ نگار ملک محمد اکرم نے 1988ء میں اپنے تحقیقی مقالہ ''خُرم بہاولپوری۔ شخصیت و شاعری'' کے حوالہ سے کلامِ خُرم کا کچھ ایسا حصہ دریافت کیا جو ابھی تک اہلِ نظر کی نگاہوں سے اوجھل تھا۔ مکرمی انیس شاہ جیلانی کی طرف سے اِس مقالے کی عکسی نقل کی فراہمی میرے لئے جہانِ خرم کا ایک نیا در کھلنے کا باعث بن گئی۔

خوش نصیبی اور بد نصیبی دونوں خُرم کے ہمرکاب رہیں۔ قدر اور محبت کرنے والے بے شمار لوگ کہ جنہوں نے کلامِ خُرم کو حرزِ جاں بنائے رکھا، مضطرب رہے کہ اِس لافانی کلام کا اصل جوہر کسی طور جہاں میں آشکار ہو جائے۔ اِن میں ایسے گائیک بھی تھے جنہوں نے خُرم کے کلام کی

Scanned with CamScanner

غنایت کو پہچانا، ریاست بہاولپور کی معروف مغنیہ مائی اللہ وسائی خُرم کے کلام کی محبت میں ایسی ڈوبی کہ خود بھی امر ہوگئی۔ اِن میں ایسے دانشور بھی تھے جنہوں نے اِس عظیم شاعر کے بارے میں نئے سرے سے گفتگو کا آغاز کیا۔ معروف شاعر، دانشور اور براڈ کاسٹر نصر اللہ خاں ناصر نے دنیا کو نہ صرف اِس شاعری کے بارے میں آگاہ کرنے کی کوشش کی بلکہ بطور میوزک پروڈیوسر اپنی ملتان تعیناتی کے دوران خُرم بہاولپوری کی چند کافیوں کو خاص طور پر عمارہ نسیم اور ثریا خانم کی آوازوں میں جدید آہنگ کے ساتھ ریکارڈ بھی کیا۔ اِن میں ایسے شاعر، درویش، ملنگ اور صوفی سرشت بزرگ بھی تھے، جنہوں نے کلامِ خُرم کو اپنی نظریاتی میراث کے طور پر حفظ کیئے رکھا۔ ریاست بہاولپور کے ممتاز شاعر سفیر لاشاری کو اُن کا بے شمار ایسا کلام یاد تھا جو شاید کسی بھی قلمی ریکارڈ کا حصہ نہ ہو۔ اُن کی یاداشت میں سے ایک کافی ملک محمد اکرم کے متذکرہ مقالے میں درج ہے جو اِس کتاب میں بھی شامل ہے۔ میں نے خود احمد پور شرقیہ میں سفیر صاحب کی زبانی کئی مرتبہ کلامِ خُرم سنا۔ ملنگ اور درویش اُن کی شاعری کو اِس لئے یاد رکھتے تھے کہ دنیا کی بے ثباتی اور رب کے ساتھ خُرم کی اپنے مخصوص ڈھب کی عارفانہ گفتگو اُن کو اِس شاعر خوش نوا سے منسلک کر دیتی تھی۔ میرے نانا اللہ ڈوایا خان مغل جو خود ایک صوفی منش انسان اور ہر وقت درویشوں کی صحبت میں رہنا پسند کرتے تھے، کلامِ خرم کے شیدائی تھے۔ میں نے خُرم کی کئی چوکڑیاں اور کافیاں اُنہیں کی زبانی سنیں۔ مجھے یہ کلام لوری کے طور پر بھی یاد ہے جو مجھے سلانے کے لئے وہ سنایا کرتے۔

بد قسمتی اِس حوالے سے کہ خُرم کا بیشتر کلام اُن کی زندگی ہی میں ضائع ہوگیا۔ جو باقی بچا وہ بھی ذاتی کتب خانوں کے پاتال سے باہر نہ نکل سکا۔ اِس کا نقصان یہ ہوا کہ خُرم کی شاعری کے بے شمار رنگ نگاہوں سے اوجھل رہے۔ ایک ایسے خُرم کا بار بار ذکر ہوتا رہا جو بازاری محاورہ استعمال کرنے کا رسیا ہے، کوٹھے پر اُس کا آنا جانا، چھبنا چھٹی اور چھیڑ چھاڑ اُس کا مرغوب مشغلہ۔ سراپا اِس طرح کھینچا گیا کہ سفید داڑھی کے ساتھ ایک پیر مرد طوائفوں کا قصیدہ یا ہجو لکھنے کے لئے قلم کان پر دھرے ہر وقت اُدھار کھائے بیٹھا ہے۔ ریاست بہاولپور کے مخصوص تہذیبی ماحول میں یہ کسی شاعر کا نہیں بلکہ ایک مسخرے کا حلیہ تھا۔ جو اہلِ ریاست کو محظوظ کرنے کے لئے صبح دم اپنے گھر سے

Scanned with CamScanner

نکلتا اور رات گئے گھر کو لوٹتا۔ ایسے میں تمام تر ہمدردی اور ''قاآنیِ دوراں و سعدیِ زماں'' کہنے کے باوجود اصل خُرم کا چہرہ کہاں سے اجاگر کیا جا سکتا تھا۔

ہر عہد اپنے ساتھ تخلیق، تنقید اور تحقیق کے نئے اعتبار لے کر آتا ہے۔ سرائیکی زبان اور تاریخ بھی اپنے احیا کے دور سے گزر رہی ہے۔ نہ صرف وادیِ سندھ کے اِس خطے کا نیا رُخ دنیا کے سامنے اجاگر ہوا ہے بلکہ کلاسیک کی تفہیم نو بھی سامنے آ رہی ہے۔ بابا فرید کے اشلوک، شاہ شمس کے گنان سے لے کر خواجہ فرید کی کافیوں تک گفتگو کا انداز بدل چکا ہے۔ یہ ادبی، تحقیقی اور تنقیدی کام دراصل قوموں کی سیاسی اور سماجی بیداری کا غماز ہوتا ہے۔ زندہ قومیں اپنے مشاہیر کو بھی زندہ رکھتی ہیں کیونکہ اگر مشاہیر غائب ہو جائیں تو قومیں بھی غائب ہو جاتی ہیں۔ خوش قسمتی سے سرائیکیوں کو بیسویں صدی میں ہی اِس بات کا اندازہ ہو گیا تھا کہ خُرم بہاولپوری ہمارے مشاہیر میں شامل ہے۔ یہاں شہاب دہلوی کی کتاب ''مشاہیرِ بہاولپور'' کا ذکر نہ کرنا بعید از انصاف ہوگا جس میں انہوں نے اِس جینئس کی زندگی کا بہت سا ریکارڈ جمع کیا ہے۔

کسی عظیم شاعر کے نئے جنم کی بات کرنا بظاہر اتنا آسان نہیں۔ یہ ایسا ہے کہ ہم کہیں کہ اب تک اِس شاعر کی تفہیم کا مرحلہ پوری طرح طے ہی نہیں ہو سکا۔ یا پھر یوں کہا جائے کہ ہم اِس شاعر کی تفہیم کا ایک نیا در کھولنے چلے ہیں۔ یہ بظاہر ایک بلند بانگ دعویٰ ہے لیکن اگر کسی خطے کی زبان اور اُس کی ادبی روایات کی توانائی کے لحاظ سے بات کی جائے تو اِسے ایک مخلصانہ کوشش کہا جائے گا۔ اِسے ایک علمی و ثقافتی تسلسل بھی کہا جا سکتا ہے جس کا پھیلاؤ ہمارے اندازے سے کہیں زیادہ ہے۔ بہرطور خُرم بہاولپوری کے ایک نئے جنم کی بات میں اِس لئے بھی کر رہا ہوں کہ مجھے اُن کا چہرہ پہلے سے روشن تر دکھائی دے رہا ہے۔ اور وہ چہرہ ایسا نہیں ہے کہ جسے ہم نفسوں کو دکھایا نہ جا سکے۔ اُن کی مطبوعہ اور غیر مطبوعہ شاعری کے منتخبات اور ان کے تراجم پیش کرتے ہوئے میں ایک تحیر سے آشنا ہوا ہوں کہ جیسے ہمارے اجداد میں سے کوئی بزرگ اپنی تصویر کے چوکھٹے سے نکل کر ہمارے سامنے چلنے پھرنے لگے اور اپنی بھرپور توانائی اور خوشبو کے ساتھ دوبارہ ہماری زندگی میں رچ بس جائے۔

Scanned with CamScanner

''خُرم بہاولپوری۔شخصیت،فن اور منتخب سرائیکی کلام''......خُرم کے اِسی تابندہ چہرے کے درشن کی سعی ہے۔اُن کی عشق میں گندھی ہوئی زندگی، کائنات کے ذرے ذرے سے محبت، خالق سے عارفانہ مکالمہ،فلسفۂ حیات پر کامل دسترس،محبوب کے مزاج اور جمالیات کا ادراک، رشتوں کے اسرار کھولتی ہوئی آگہی،مُلایت اور منافقت کا پردہ چاک کرتی ہوئی نشتریت، بندگانِ خدا کے ساتھ والہانہ عقیدت اور ملت و مذہب کے جامع مگر منفرد تصور تک رسائی اُن کے شعری جہان کے پھیلاؤ کا وہ حصہ ہیں جن کی خوشبو سرائیکی وسیب کے علاوہ پورے جہان کو عطربار کرسکتی ہے۔ مجھے امید ہے کہ اِس سرائیکی شاعر کے فن اور شخصیت پر یہ اُردو میں مرتبہ کتاب اور اُن کے منتخب شعری کلام کا اردو ترجمہ مداحین خُرم کے حلقے کو اور زیادہ وسیع کردیگا۔

اِس کتاب کے ذریعے پہلی بار اکیسویں صدی عیسوی کے ادب کا قاری خُرم بہاولپوری کی اُنیسویں اور بیسویں صدی میں لکھی گئی سرائیکی غزل کی حلاوت سے آشنا ہورہا ہے۔خُرم کی شاعری سے گزرتے ہوئے اُس کی سرائیکی غزل کا لب ولہجہ اور خالص مقامی بانکپن خود میرے لئے حیرت کا باعث بنارہاہے۔اِس امر کی کوئی توجیہہ کوئی وضاحت کسی گوشے سے میرے سامنے نہیں آسکی کہ خُرم بہاولپوری کی سرائیکی غزل کو قاری سے چھپا کر رکھنے کی کوشش میں ایک صدی کیوں صرف کردی گئی۔لیکن ہوا کیا۔یہ سعی، پھر بھی لاحاصل ہی رہی۔ جب کہ خُرم کی غزل کسی آفتاب کی مانند حلقۂ گرہن سے آزاد ہوکر پھر سے جہانِ ادب پر ضوفشاں ہوکررہی۔

اب ایک اعتراف۔میں اپنی تمام تر کوشش کے باوجود خُرم بہاولپوری کے بچپن، اوائلِ جوانی، خانگی معاملات کی تفصیل، جوانی کا حلقۂ دوستاں، احمد پور شرقیہ کے قیام کا عرصہ، اُس دور کی مسرتیں اور تلخیاں، محبتیں اور رنجشیں، وسائل ومسائل اور مقام وقیام کی جزیات اکٹھی کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکا۔لوگ اپنے مشاہیر کو کس طرح فراموش کردیتے ہیں، اِس کا اتنا تلخ اندازہ اِس سے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔کسی تخلیق کار کے شہ پارے شاید ہی اُس کے اہلِ خانہ کے لئے کبھی اہم رہے ہوں۔ نہ اُس کی زندگی میں اور نہ مرنے کے بعد۔ میں چاہوں بھی تو میری دلچسپیاں اور مشاغل میرے ورثاء کے لئے کیونکر پسندیدہ ہوں۔اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کسی قریبی دوست کی وفات

پر بار بار سوچنا پڑتا ہے کہ اُس کا پرسہ دیں تو کسے کہ اُس کے گھر میں کوئی ہمیں جانتا تک نہیں۔ یہی حال شاید خُرم بہاولپوری کا بھی رہا ہوگا۔

'' خُرم بہاولپوری۔ شخصیت، فن اور منتخب سرائیکی کلام'' کا آغاز 1991ء کے موسم سرما میں ہوا تھا۔ اب 2007ء کی سردیاں اپنے شباب پر ہیں۔ سولہ برس گزر چکے۔ خُرم صاحب کے لئے وقت نکالنے میں مجھے جن اپنوں کا وقت ''مارنا'' پڑا، اُن کی تلخیاں برداشت کرنا پڑیں، اُن سے تو معذرت خواہ ہوں۔ مگر اپنے پروردگار کا شکر بجالاتا ہوں کہ اُس نے مجھے استقامت دی اور ہمت سے سرفراز فرمایا کہ میں خُرم صاحب کی روح کے سامنے سرخرو ہوسکوں۔ تشکر کی اِس گھڑی میں اپنے دوست جاوید اختر پیرزادہ صدر سرائیکی ادبی مجلس کا بھی ممنون ہوں کہ اُن کی توجہ سے یہ کتاب طباعت کے مراحل سے گزر سکی۔ میں انیس شاہ جیلانی صاحب کا ایک بار پھر شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جن کی وساطت سے خُرم صاحب کے غیر مطبوعہ کلام کا جتنا حصہ مجھ تک پہنچ سکا وہ اِس کتاب کے حُسن میں اِضافے کا موجب بنا۔ اِسی طرح صادق بشیر صاحب کا بھی احسان ہے کہ انہوں نے خُرم بہاولپوری اور اُن کے دو صاحبزادوں کی تصویر عنایت کی۔ میں سپاس گزار ہوں اپنے دوستوں رفعت عباس، شمیم عارف قریشی، لطیف بھٹی، تنویر سحر اور قاسم سیال کا، جنہوں نے اِس کتاب کے متن کی صحت کے لئے اپنے قیمتی وقت سے مجھے سرفراز کیا۔

حفیظ خان
B-62، گُلشن سخی سلطان۔ سورج میانی روڈ
ملتان
hafeezkhan_3@yahoo.com

25 جنوری 2007ء

Scanned with CamScanner

دور تک زیست ڈھونڈنے آئی

سانولا رنگ، درمیانہ قد بُت، سَر اور داڑھی کے بال سفید، دُھلی دُھلائی سفید پوشاک یعنی عمامہ، کُرتہ اور تہ بند، پاؤں میں نوکدار ریاستی کھسہ، ہاتھ میں عصا، گفتار میں کڑاک، طبیعت میں بے نیازی، لبوں پہ خفیف سی مسکان، پیشانی پر بَل، سرائیکی ریاست بہاولپور کی، فارسی میں محاورہ مضبوط، اُردو جان کمپنی کے زمانے کی، مصائب سے آزردہ مگر اپنے عہدِ شباب میں نواب بہاولپور صادق محمد خاں رابع کے ہاں تشریف فرما خواجہ غلام فرید سے اس بظاہر ہنستے مسکراتے شاعر نے نام پایا بھی تو کیا پایا...... خُرم بہاولپوری۔

بقول سید نذیر علی شاہ...... ''اُن سے مِل کر اور اُن کا کلام سُننے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ وہ جنہیں سعدی، حافظ، سودا یا داغ کہتے ہیں، کچھ اِسی شان وشوکت اور حال حُلیے کے بزرگ رہے ہوں گے۔ خُرم کے زمانے کا بہاولپور کیسا تھا، کوئی مصور خُرم کے زمانے کے بہاولپور کی تصویر پیش کر سکے، ناممکن ہے۔ خُرم کے زمانے کی ہو بہو تصویر خود خُرم تھا، یا خُرم کا کلام ہے۔ جس طرح ہومر کی اوڈیسی یا فردوسی کا شاہنامہ پڑھتے ہوئے قاری ہومر اور فردوسی کے زمانے میں کھو جاتا ہے، خُرم کی تصویر، خُرم کا کلام پڑھنے دیکھنے سے خُرم کے زمانے کا بہاولپور آنکھوں کے سامنے گھومنے لگتا ہے''۔

Scanned with CamScanner

خُرم صاحب کے دادا حاجی علی محمد خان رند بلوچ کا ڈیرہ غازی خان میں قالینوں کا کاروبار تھا۔ بعد میں وہ بہاولپور منتقل ہوئے اور پھر یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ اُن کی ذہانت اور راست بازی کا چرچا ہوا تو امیر بہاولپور نواب محمد بہاول خان رابع (پیدائش 1837ء وفات 25 مارچ 1866ء) نے اُنہیں معقول مشاہرہ پر قاضی شہر مقرر کرنے کا عندیہ دیا۔ حاجی صاحب نے تقرر کی پیشکش تو قبول کر لی مگر معاوضہ وصول لنے سے انکار کر دیا۔ اِسی طرح جب خُرم کے والد مولوی محمد حسن نے بطور مدرس تنخواہ لینا شروع کی تو حاجی علی محمد نے اپنی بیگم کو سختی سے حکم دیا کہ محمد حسن کی تنخواہ سے گھر کا خرچ مت چلاؤ اور اُن کی آمدنی گھر کی باقی آمدنی سے علیحدہ رکھو کیونکہ اس شخص نے علم کو بیچا ہے جو کہ گناہ کے زمرے میں آتا ہے۔ یہ اِسی کڑی تربیت کا نتیجہ تھا کہ اپنے علمی قد کاٹھ کے سبب خُرم کے والد بعد میں نواب صبح صادق خان رابع (پیدائش ۱۱ نومبر 1861ء وفات 14 فروری 1899ء) کے اتالیق مقرر ہوئے اور یوں بہاولپور چھوڑ کر احمد پور شرقیہ میں سکونت اختیار کر لی جہاں 27 رمضان 1271ھ کو نصیرالدین پیدا ہوئے۔

زمانہ حافظ نصیرالدین کی ناقدری کرتا تو کچھ ایسی بھی بات نہ تھی کہ کئی نصیرالدین آئے اور اپنے حصے کی روٹی مانی کھا کر رخصت ہوئے مگر یہ تو نصیرالدین خرم تھا، خرم بہاولپوری۔ سرائیکی، فارسی اور اُردو کا قادرالکلام شاعر۔ مگر کیا کیجئے کہ بدقسمتی نے مرنے کے بعد بھی اِن کا دامن نہیں چھوڑا۔ ہوتا یوں ہے کہ ہر زمانے میں ادب کے آسمان پر کوئی نہ کوئی شخصیت ایسی اُبھرتی ہے کہ جس کی چکاچوند سے آنے والے کچھ عرصے میں دیگر معاصر یا غیر معاصر شخصیات گرہن کا شکار ہو کے رہ جاتی ہیں۔ یوں جس طرح اُن کی پذیرائی اور نام ہونا چاہئے تھا، نہیں ہو پاتا۔ دور کیوں جائیں، اُردو ادب ہی کی مثال لیں تو دیکھتے ہیں کہ میر تقی میؔر کے بعد غالبؔ تک کیا ہوا۔ غالبؔ اور اقبالؔ کے درمیانی عرصے میں ادبی فضا گرہن زدہ کیوں رہی اور پھر اقبالؔ کے بعد فیضؔ تک کا طویل فاصلہ، اور خود فیضؔ کے ساتھ کیا ہوا!

خُرم بہاولپوری نے جس زمانے میں شعور کی منازل طے کرنا شروع کیں وہ خواجہ فرید جیسی ہستی کے عروج کا زمانہ تھا۔ دیگر زبانوں کی شاعری کی طرح، سرائیکی شاعری بھی ابتدائی

Scanned with CamScanner

مراحل میں، مذہبی اثرات سے علیحدہ نہیں کی جا سکتی تھی۔تصوف کے غالب رنگ میں لوکائی کو اپنے گوشت پوست کے محبوب سے مخاطب ہونا جہاں سہل لگتا تھا وہاں معاشرہ بھی اس منافقت کے چلن کا شکار تھا کہ براہِ راست اظہار کی بجائے، واسطے یا وسیلے تلاش کئے جاتے تھے۔اب ان میں سب سے آسان، موثر، معاشرتی طور پر پسندیدہ اور تسلیم شدہ واسطہ صوفی شعراء کا کلام سمجھا جاتا تھا۔مست ملنگ ہوں، درویش یا قوال۔نٹ میراثی، تماشے وال ہوں یا کوئی دل فگار عاشق، یہ شاعری اپنے اپنے انداز کے برتاؤ سے سب کا بھرم رکھے رہتی تھی۔وعظ کی محفلوں میں مُلا کی تقریر کے موثر حوالے اسی شاعری کے ناطے سے اور نوجوان لڑکے بالوں کے بول بچن اور راہ چلتے کی چھیڑ چھاڑ اسی کے دَم قدم سے۔

تو پھر اس زمانے میں سیدھی سادھی اور کسی لگی لپٹی کے بغیر بات کہنے والا خُرم بہاولپوری کس طرح ادبی گدی نشینوں کے حضور سنجیدہ شناخت کی خلعت یا خرقے کا مستحق قرار پاتا اور وہ بھی کسی ادبی خلیفہ یا مجاور کے ہاتھ پر بیعت کئے بغیر۔لوگوں نے جو حال اُردو کے نظیر اکبر آبادی کا کیا، وہی سرائیکی وسیب میں خُرم کا ہوا۔جب خُرم کی شاعری کی پذیرائی کا مرحلہ آیا تو خواجہ فرید اگرچہ وفات (24 جولائی 1901ء) پا چکے تھے مگر سرائیکی شاعری ابھی تک خواجہ فرید کے طلسم سے باہر نہیں آئی تھی۔ایسا طلسم جو انسانی توفیق سے ماورا کہیں آسمانی خوش بختیوں کے جلو میں پروان چڑھتا ہے اور اپنی تفویض شدہ اثر پذیری سے اطراف کے ہر عام و خاص کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ایسی عطا چاہے فکر میں ہو، تکلم یا تحریر میں، کوئی بھی اُس کی ہمہ گیری سے بچ نہیں پاتا۔اس مضمون میں گو کہ خواجہ فرید سئیں اور خُرم بہاولپوری کی شخصیت اور شاعری کا موازنہ مطلوب نہیں لیکن خُرم کی شاعری اور شخصیت کو سمجھنے کے لئے جہاں اُن کے زمانے کو پیشِ نظر رکھنا ضروری ہے وہاں اُن کے ہمعصروں کا تذکرہ بھی از بس اہمیت کا حامل ہے۔

خواجہ فرید کی شخصیت کی قد آوری اپنی جگہ مسلمہ کہ آپ کا ایک صوفی خانوادے سے تعلق اور خود صوفی کہلوایا جانا بھی شاعری سے جدا اُن کی پہچان تھا۔اِس حوالے سے اُن کی خدمت میں دن رات حاضری دینے والے عقیدت مند بھی اُن کے کلام کے ابلاغ میں موثر کردار ادا

کرتے تھے۔ پھر اس سے بھی سوا یہ کہ اُس وقت کی سب سے خوشحال اور پُر امن ریاست بہاولپور کا نواب اُن کا مرید اور عقیدت مند تھا، اِس لئے خواجہ فرید سئیں کو اُن معاشی اور سنجیدہ ابلاغی مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑا کہ جو اُس وقت دیگر اہل علم کا مقدر تھیں۔ یہ بخت بھی خواجہ صاحب کا کہ اُن سے قبل خطے کی کسی بھی ہستی میں وہ سارے عوامل اور خوبیاں ایک ساتھ جمع نہ ہو سکیں جو حضرت خواجہ صاحب کی ذات میں موجود اور اُن کے نام سے منسوب ہو کر اُن کی شاعری کے لئے ایسی فضا اور ایسے سحر کا موجب ہوئیں جو اُن کے عقیدت مندوں کے واسطے شاعری یا گائیکی سے بڑھ کر عبادت کا کوئی بلند تر درجہ تھا۔

یہی وجہ ہے کہ نہ صرف اُن کے دور میں بلکہ آج تک ''دشتِ کافی'' کی مسافت کو شاعروں کے لئے شجرِ ممنوعہ قرار دیا جاتا رہا ہے اور مذہبی بنیادوں اور حوالوں سے اِس کی حوصلہ شکنی کی جاتی رہی ہے۔ اِسے سماجی غاصبیت کے چلن کے علاوہ کیا کہا جا سکتا ہے کہ جن طبقات کو خواجہ فرید کی شاعری مذہب سے متصادم لگی وہی طبقات بعد کی سرائیکی شاعری خاص طور پر کافی گوئی کو خواجہ فرید کی مذہبیات سے متصادم قرار دے کر رد کرنے لگے اور اب تک کئے جا رہے ہیں۔ اِس سے بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ خواجہ فرید کی شاعری کے نصف النہار میں خُرم بہاولپوری کی سرائیکی شاعری کا پنپنا کِس قدر مشکل تر تھا۔

خُرم بہاولپوری نے اگرچہ دَس برس کی عمر میں قرانِ پاک حفظ کر لیا، عربی فارسی بھی اپنے والد مولوی محمد حسن سے پڑھ لی لیکن اُس خاندانی انا، وقار اور خودداری کا کیا کرتے کہ جس کے پاسِ خاطر نے اُنہیں مصلحت پسندی سے کہیں دور بے خوف، آزاد منش اور رند صفت بنا دیا۔ یوں اُنہوں نے اصولوں پہ سمجھوتہ تو کیا کرنا تھا، کبھی کسی کو خلافِ مزاج دخل اندازی کا موقع تک نہ دیا۔ یہ خودداری ہی تھی جو ہمیشہ حصول معاش میں آڑے آتی رہی۔ عمر بھر نہ کسی کے آگے دستِ سوال دراز کیا، نہ کسی سے قرض، نہ کسی کی خوشامد اور نہ ہی کسی کی تعریف کر کے روپیہ حاصل کرنے کی کوشش کی۔ اور یوں خُرم بہاولپوری کی ساری زندگی معاشی جدوجہد میں صرف ہو کر رہ گئی۔ کبھی محکمہ چونگی میں پندرہ روپے ماہوار کا ملازم، کبھی دَس روپے ماہوار کا معلم، جیل خانے میں

Scanned with CamScanner

جمعداری، توشہ خانے کی نگرانی اور پھر عباسیہ ہائی اسکول احمد پور شرقیہ میں پچاس روپے ماہوار پر مدرس کی نوکری۔

چونگی محرری اس وجہ سے چھوٹی کہ اپنی شادی پر بھی محکمہ رخصت دینے سے انکاری تھا۔لہذا نوکری چھوڑ دی اور بہاولپور کے ایک عالم دین کی دُختر غلام جنت بی بی سے شادی کر لی۔شادی کے بعد ایک دوست کے وسیلے سے افریقہ میں پانچ سو روپے کی ملازمت کی پیشکش ہوئی مگر والد صاحب نے جانے نہ دیا۔محمدی برادران کے ہاں پچیس روپے ماہوار کی ملازمت اِس وجہ سے چھوڑ دی کہ خلافِ مزاج تھی۔جیل کی جمعداری چھوٹنے کا سبب تبادلے کی وہ درخواست تھی جو منظور نہ ہوئی۔توشہ خانہ کی ملازمت، سرکار سے زیادہ افسر کی ذاتی ملازمت تھی تو پھر بھلا خُرم وہاں کیسے ٹِکے رہتے، لہذا استعفیٰ دے دیا۔چیف کورٹ بہاولپور میں چالیس روپے ماہوار کی ملازمت اِس لئے ترک کی کہ وہاں کا ماحول اُس تربیت سے لگا نہیں کھاتا تھا جو دادا کے ہاتھوں پختہ ہو چکی تھی۔ اس در بدری نے اُن کی شاعری کو درد و سوز تو عطا کیا، لیکن تمام تر سماجی پذیرائی کے باوجود اِن معمولی ملازمتوں کے گرداب میں چکراتے شاعر کا بھلا کیا سنجیدہ ابلاغ ہوتا اور کیا حقیقی پہچان بنتی۔ کیسے مثبت شناخت کا عمل زمانے میں رائج و راسخ ہو پاتا۔

خُرم کے حلقہِ احباب میں بڑے بڑے سرکاری افسر بھی ہمیشہ شامل رہے جن میں ریاست کے وزیر تعلیم میجر شمس الدین، چیف جسٹس بہاولپور سر عبدالقادر، ملٹری سیکریٹری امیر آف بہاولپور بریگیڈیر سید نذیر علی شاہ، چیف جج بہاولپور محمد سراج الدین اور محمد فاضل سیکریٹری سفارت خانہ دولت افغانستان جیسی شخصیات شامل تھیں۔خُرم چاہتے تو نہایت سہولت سے اپنے لئے مالی مراعات اور طباعتِ کلام کا بندوبست کر سکتے تھے لیکن اُنہیں تو اِس ڈھب کی دنیا داری اور اِس درجہ کی نمود و نمائش سے رغبت ہی نہ تھی۔یہی وجہ تھی کہ خُرم اپنے صاحبِ حیثیت دوستوں سے کم کم ہی ملنے جاتے، بلکہ خرم کی اِس طبع کے باعث اکثر وہ خود ہی آپ کے گھر آ کر ملاقات کرتے تھے۔مگر اس کے برعکس فاقہ مست دوستوں کے پاس خود چل کر جاتے، بار بار جاتے اور رات گئے سے دن چڑھے تک وہیں رہتے۔کچھ اِس طرح مست الست ہو کر وہ خُرم کو اپنے

Scanned with CamScanner

جیسا اور خُرم اُنہیں اپنے اندر کا محسوس کرتے تھے۔

عزیز نشتر غوری اپنے مضمون ''خُرم دا اصلی روپ'' (سہ ماہی سرائیکی، اپریل 1971ء۔صفحہ 19) میں لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ خُرم ایک وزیر کی کوٹھی کے سامنے سے گزرے جا رہے تھے کہ میں نے پوچھا ''چچا آج تو آپ وزیر صاحب سے ملاقات کر کے آ رہے ہیں''۔فرمایا ''بیٹے بالکل نہیں، وزیر صاحب بے شک مجھ پر مہربان ہیں، اُن سے میرے خصوصی مراسم بھی ہیں، وہ میری بہت عزت کرتے ہیں لیکن میں ایسے لوگوں کے پاس اِس لیے نہیں جاتا کہ وہاں آدمی کی حیثیت بہروپئے کی سی ہوتی ہے اور یہ میرے بس کی بات نہیں ہے''۔

اپنے مزاج کی زمانی انفرادیت کے سبب کبھی نہ ختم ہونے والی مالی مشکلات کا سامنا اپنی جگہ لیکن عمر بھر کسی کے بھی سامنے اپنی سفید پوشی کا بھرم نہ کھولا۔ یہ معاملہ ویسے تو ہر دور میں ہرانا پرست شخصیت کا خاصہ رہا ہے مگر خُرم کے سلسلے میں اِس کی تفہیم انتہائی حد تک دیانتداری کی متقاضی ہے کہ کیا اُن کی انا پرستی مردم بیزاری کی بنیادوں پر استوار تھی یا وہ اپنی علمی اور معاشی حیثیتوں کے عدم توازن کا بھرم رکھنے کی سعی میں تند خو، زود رنج اور ضرورت سے زیادہ حساس دکھائی دیتے تھے۔اگر اِس بارے میں دوسری دلیل کو اُن کی مخصوص طبع کا جواز گردانا جا سکتا ہے تو کچھ ایسا غیر فطری بھی نہیں۔ بقول شہاب دہلوی ''خُرم اپنی غربت کا حال کسی سے بیان نہیں کرتے تھے، انتہائی خوددار انسان تھے''۔خُرم بہاولپوری کی خودداری کا عالم یہ تھا کہ شہر کے امیر و کبیر رہے ایک طرف، وہ تو ریاست کے بااثر عہدیداروں اور زعماء تک کو بھی خاطر میں نہ لاتے۔خلافِ مزاج بات اگر کسی وزیر نے بھی کہہ دی تو اُس کو بھی کھری کھری سنا دیتے اور بعض اوقات تو اُن سے اُلجھ بھی پڑتے، یہ جانتے ہوئے کہ اُنہیں اِس کی کیا قیمت چکانا پڑے گی۔

آپ کی قابلیت کی دھوم حیدرآباد دکن کے نظام میر عثمان علی خان تک پہنچی تو اُنہوں نے اپنے پاس بُلا کر خوب آؤ بھگت کی۔نظام نے نہ صرف اپنا ذاتی کُتب خانہ دیکھنے کی اجازت دی بلکہ بیش بہا انعام و کرام سے بھی نوازنا چاہا۔لیکن خُرم کی خودداری نے یہ سب کچھ گوارا نہ کیا، لہٰذا انعامات لینے سے انکار کر دیا، ہاں البتہ کچھ کتابیں بطور تحفہ قبول کر لیں۔ صادق بشیر کے مطابق

Scanned with CamScanner

حضرت نظام صاحب خُرم کے اِس رویے سے اِس قدر مسحور ہوئے کہ واپسی پر اُن کو سترہ توپوں کی سلامی دے کر اُن کے ''علم کا بادشاہ'' ہونے کا اعلان کیا۔

خُرم کے پوتے خان معین کا کہنا ہے کہ اُنہوں نے دو شادیاں کیں لیکن ولی اللہ اُحد کے مطابق خُرم صاحب نے شادیاں تو تین کیں لیکن اولاد صرف پہلی بیوی سے ہوئی، یعنی تیرہ بچے۔ جن میں سے سات لڑکے اور چھ لڑکیاں تھیں۔ مگر اِن میں سے گیارہ بچے اُن کی اپنی زندگی ہی میں داغِ مفارقت دے گئے اور یوں خُرم صاحب کی اپنی وفات کے وقت صرف ایک بیٹا منشی نعیم الدین اور ایک بیٹی بقیدِ حیات تھے۔ اپنے پیاروں کا یوں ایک ایک کر کے آنکھوں کے سامنے رُخصت ہو جانا خُرم کے لئے سانحات کا وہ سلسلہ تھا کہ جس نے اُنہیں ہر لحاظ سے توڑ پھوڑ کر رکھ دیا۔ مگر اِس کا گلہ نہ تو قدرت سے اور نہ ہی زمانے سے۔ سب کچھ اپنے اندر سمو لیا اور اُس کے اوپر ایسی جامع بُنت کا ہمہ صفت فکری لبادہ اُوڑھا کہ جس سے اُن کی شخصیت کی بطور خُرم بہاولپوری کے تشکیل ہوئی۔

خُرم صاحب نے بچپن ہی سے شاعری شروع کر دی۔ شعر وسخن سے طبعی مناسبت کے سبب عالمِ شعور کی جانب قدم بڑھاتے ہی فارسی اور اُردو میں شعر کہنے لگے۔ اُنہوں نے محض طبع آزمائی ہی نہیں کی بلکہ جملہ اصنافِ سخن میں نام بھی پیدا کیا۔ خُرم نے صرف چودہ برس کی عمر میں فارسی قصیدہ لکھا، جس کا مطلع تھا:

عنبریں زلفت کہ رشکِ مُشک تاتار آمدہ
عالمے خم از کمندش را گرفتار آمدہ

خُرم بنیادی طور پر فارسی کے مدرس تھے کہ جو اُس وقت سرکار کی زبان تھی۔ لہٰذا پہلے فارسی پھر اُردو اور پھر والد صاحب کے کہنے پر سرائیکی میں شاعری کی جانب آئے جہاں ناموری اُن کا مقدر ہو کر انتظار میں تھی۔ گو کہ بنیادی طور پر خُرم طبیعت کے ظریف، شگفتہ مزاج، لطیفہ گو اور کمال کا مطالعہ اور مشاہدہ رکھنے والے شاعر تھے۔ لیکن جیسا کہ پہلے ذکر ہوا بنیادی طور پر اِس طبع کے حامل ہونے کے باوجود زمانے کی ناقدری اور ذاتی بے بسی نے اُن کو ضرورت سے زیادہ

Scanned with CamScanner

حساس اور زود رنج بنا دیا۔ زمانے کی ناقدر شناسی سے رنجیدہ، اپنے علمی مقام کی غیر سنجیدہ تفہیم سے ہزیمت زدہ اور ذاتی آلام میں بے بسی کی حد تک گرفتہ۔ خُرم بہاولپوری جب کسی پر بگڑتے تو پھر ساری عمر شکل دیکھنے کے روادار نہ ہوتے۔ یونہی حظ اُٹھانے اور تماشہ دیکھنے والے خوشامدیوں نے بھی خُرم صاحب کے اس مزاج کو جان بوجھ کر بڑھاوا دیا اور یہاں تک لے آئے کہ خُرم جس سے خوش ہوتے تو بے حد تعریف کرتے اور اُس کی مدح میں قصیدہ کہنے سے بھی گریز نہ کرتے۔ لیکن جس سے ناراض ہوتے اُس کی اس طرح ہجو لکھ ڈالتے کہ وہ زمانے کو منہ دکھانے کے قابل بھی نہ رہتا۔ اس سلسلے میں کالج کے ایک گریجویٹ کے بارے میں فی البدیہہ کہی گئی ہجو کا بطور خاص ذکر کیا جاتا ہے کہ جس نے صادق ایجرٹن کالج بہاولپور میں اُن کی زیرِ صدارت ہونے والے مشاعرے میں اُنہیں ہوٹ کرنے کی کوشش کی تھی۔ اسی طرح اُن کی محبوب رہ چکی اُس دور کی معروف ترین مغنیہ حیدر باندی کے بارے میں لکھی گئی ہجو کا بھی ایک عرصے تک خاص و عام، ہر دو طبقات میں بے پناہ چرچا رہا۔

حیدر باندی بنیادی طور پر ملتان کی رہنے والی تھی مگر اُس کے بے مثال حُسن اور غیرتِ ناہید آواز نے اُسے کم سنی ہی میں مقبول تر بنا دیا۔ کہا جاتا ہے کہ جب وہ اشرافیہ کی محفل میں بن سنور کر اپنی آواز کا جادو جگاتی تو ایک زمانہ اُس کے ساتھ جھومتا اور کائنات رقصاں ہو جاتی۔ رفتہ رفتہ اُس کی شہرت ملتان سے نکل کر وسیب کے اطراف میں پہنچی تو بہاولپور کے اُمراء بھی اُس کے قدردانوں میں شامل ہوتے چلے گئے۔ پری رو اور قیامت قامت حیدر باندی بھی قدردانی کے اس مسلسل عمل سے اتنی متاثر ہوئی کہ بغرض قیام بہاولپور چلی آئی جہاں پہلے سے موجود اُس کی آواز اور حُسن کے چرچے، اُسے شہرت کی رفعتوں پر لے آئے۔ اب بھلا بہاولپور میں حیدر باندی جیسی اپسرا اُترے اور اُس کا جمال، خُرم کے دل کو نہ چھوئے، ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ اِس طرح کی محفلیں تو اُمراء اور اشرافیہ کے زعماء اپنے اپنے ذوق اور اخلاقی معیار کے مطابق سجایا کرتے مگر اُس وقت کے سماجی اوصاف اور تقاضوں کی پاسداری کی خاطر مدعوعین میں خُرم جیسی شخصیات بھی ہوا کرتی تھیں کہ جن کی شمولیت ہی میز بانوں کی توقیر میں اضافے کا باعث ہوتی۔ حیدر باندی

Scanned with CamScanner

جونہی پہلی بار خُرم صاحب کے روبرو رونق افروز ہوئی وہ بے اختیار کہہ اُٹھے:

واہ مکھڑا حیدر باندی دا

جینویں چندر چڑھیا ہے چاندی دا

ایہہ دو جہان وی مُل کائی

ہک رات دی بانہہ سراہندی دا

(کیا خوب چہرہ حیدر باندی کا، جیسے چاندی کا چاند نکل آیا ہو، میرے بازو کا تکیہ بنا کر اُس کی محض ایک رات کی استراحت، دونوں جہانوں سے زیادہ بیش قیمت ہے)

لیکن شہاب دہلوی کے مطابق ''جب یہی حیدر باندی کسی بات پر نشانۂ عتاب بنتی ہے تو بیچاری کی وہ مٹی اُڑائی جاتی ہے کہ الامان والحفیظ، کوئی فحش گالی ایسی نہیں ہوگی جو اُسے نہ دی گئی ہو''۔ سیٹھ عبیدالرحمٰن کے بقول ''حیدر باندی اِس قدر عاجز آ گئی کہ اُس نے بہاولپور کی سکونت ہی ترک کر دی اور ملتان جا بسی''۔

یہاں مجھے خُرم صاحب کی ہجو نگاری کا دفاع قطعی طور پر مطلوب نہیں لیکن متذکرہ ادبی اکابرین کی رائے سے اتفاق بھی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ میں اُن کے اِس شاعرانہ رویے کو اُن کے ذاتی رجحانات اور اُن کی ہجو نگاری سے قطع نظر اُن کی شعری جہات اور اُن کی مکمل زندگی کے پس منظر میں دیکھتا ہوں جس میں اُن کا حساس اور زود رنج ہو جانا کچھ ایسا بھی غیر فطری نہیں۔ خاص طور پر جب معاشرے کا چلن یہ ہو کہ لوگ جان بوجھ کر خُرم جیسے شاعر کو اس واسطے اس حد تک زچ کریں کہ وہ تنگ آ کر اُن کی ہجو لکھیں تا کہ وہ شہر میں کسی طور تو جانے جائیں یا محفلوں میں اِس حوالے سے حظ کی کوئی تدبیر نکل سکے۔ ہمارے محترم نقاد حیدر باندی کی ہجو پر تو سراپا برہمی دکھائی دیتے ہیں مگر یہ نہیں دیکھتے کہ حیدر باندی نے خُرم صاحب کے ساتھ کیا بُرا نہیں کیا ہوگا کہ جس کے ردِعمل میں وہ محبوب سے معتوب قرار پائی۔ اِس کا ادراک ہمارے ہاں شاید خاص طور پر نہیں کیا جاتا کہ خُرم ایسے حساس شخص کو جو ذاتی انا کی اولین ترجیح اور پسند ناپسند کے معاملات میں تمام تر شدتوں کا حامل ہو، اُسے ایسے میں پسند سے ناپسند کے سفر میں کس قدر اذیتوں کا سامنا رہا ہوگا۔

Scanned with CamScanner

مزاج کی اسی انا آمیز حدت کا تذکرہ کرتے ہوئے کیفی جامپوری نے اپنی کتاب 'سرائیکی شاعری' میں ایک واقعہ خصوصیت سے بیان کیا ہے۔ اُن کے مطابق:

"سر شیخ عبدالقادر کے فرزندِ اکبر شیخ محمد رفیع بہاولپور میں محکمہ انہار کے افسر تھے۔ اُن کے بہنوئی شیخ عبداللطیف تپش جو اُن دنوں ایمرسن کالج ملتان میں پروفیسر تھے، کبھی کبھی بہاولپور چلے آتے تو وہاں علمی وادبی مجلسیں گرم ہوتیں۔ ایک دن ایسی ہی ایک مجلس میں خُرم بھی موجود تھے۔ شیخ بشیر احمد نے تجویز پیش کی کہ خُرم صاحب کو علامہ اقبال سے متعارف کرایا جائے۔ چنانچہ شیخ محمد رفیع اور تپش صاحب ان کو حضرت علامہ کی خدمت میں لاہور لے گئے۔ سر شیخ عبدالقادر بھی اُس وقت موجود تھے۔ اُن کے ایما سے جناب خُرم نے اپنا فارسی کلام سنایا۔ علامہ مرحوم نے بڑی داد دی اور بہت خوش ہوئے۔ ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ خُرم صاحب! اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو شعری صلاحیتیں عطا فرمائی ہیں، اُن کو گُل وبلبل کے قصے نظم کر کر کے ضائع نہ کریں۔ وقت کا تقاضہ ہے کہ آپ ان سے قومی خدمت کا کام لیں۔ خُرم صاحب کو یہ بات ناگوار گزری۔ اُٹھ کر چلے آئے۔ اس کے بعد جب بھی اُن کے سامنے حضرت علامہ کا ذکر آتا تو بھڑک اُٹھتے اور بہت کچھ کہہ گزرتے"۔ (صفحہ 311-310)

مگر اِس کے برعکس ''محفل یاراں'' کا خُرم اپنے مزاج اور رویوں میں خاک نشینوں کا رفیق، ہزیمت زدوں کی اُمید، بے وسیلوں کا ہمدم، رنجیدہ و دل گرفتوں کی شگفتگی، بے آسرا اور ٹھکرائے ہوئے ذلت نصیبوں کے واسطے بھروسے، بھرم اور وفا کا پیغام بن کر سامنے آتا ہے۔ شہ نشینوں کی مصاحبی سے انکاری یہ فقیر منش اُن کی صحبت میں رہنے کو ترجیح دیتا کہ جن کے پاس اُس کے واسطے بچھانے کو بوریا تک نہ ہوتا تھا، مگر پھر بھی اُن کی محفل میں مزاجاً شاداں، فرحاں اور باغ وبہار...... حسِ لطیف کی تمام تر جاگتی گدگداہٹوں کے شگوفے کھلاتا ہوا خُرم...... حاضرین ہم

Scanned with CamScanner

مذاق یا ہم عمر ہوں یا نہ ہوں، اُن سب کے ساتھ دل لگی کے اسباب ہمیشہ جاری، ہمیشہ فراواں اور یوں تند و لطیف جُملوں کا ایک ختم نہ ہونے والا سلسلہ......

تعلق کسی سے گھڑی پَل کا رہا یا طویل دوستی پر محیط عرصہ، مُرم صاحب کی دوست نوازی کے کیا کہنے، ہمیشہ خلوص، محبت اور انکساری کا برتاؤ۔ کھانا کبھی دوستوں کے بغیر نہ کھایا۔ اکثر اُنہیں اپنے گھر پر بُلاتے اور اگر کسی روز اُن کے ہاں کوئی مہمان نہ ہو پاتا تو اکیلا کھانے کی بجائے، دو چار کھانے مزید پکوا کر کسی بھی دوست کے ہاں لے جاتے اور اُس کے ساتھ مل کر کھاتے۔ نتیجہ کیا کہ جو ایک بار ملتا، بار بار ملنے کی خواہش دل میں لئے رہتا۔ دلوں پر راج کرنے کی حد تک احترام اور یوں وہ جو اُن کے قُرب میں رہتے، اُن کے بغیر کسی محفل میں شرکت کرنا پسند ہی نہ کرتے۔ شہاب دہلوی اپنی کتاب ''مشاہیر بہاولپور'' میں لکھتے ہیں:

> ''اُن سے میری پہلی ملاقات مچھلی بازار (بہاولپور) کی اُس دوکان پر ہوئی جہاں میں نے مہاجرت کی تلخی کم کرنے کے خیال سے عطر، تیل اور دوسرے زیبائشی سامان کا کاروبار کر کے ''پڑھیں فارسی بیچیں تیل'' کی کہاوت کو سچ ثابت کرنے کی کوشش کی تھی۔ ایک دن اپنی دوکان پر بیٹھا ہوا اخبار پڑھ رہا تھا کہ ایک ضعیف العمر بزرگ جن کا سن نوے برس سے متجاوز ہوگا، میرے سامنے آن کھڑے ہوئے۔ سر پر صافہ اور بالا پوش زیبِ تن تھا۔ سفید ریش، سانولے رنگ پر بڑی بھلی لگ رہی تھی۔ چہرے کی جھریوں میں زندگی کے نشیب و فراز کی جھلک اور آنکھوں میں ضعف و نقاہت کے باوجود ایک خاص قسم کی شوخی تھی۔ اُنہوں نے دوکان پر قدم رکھتے ہوئے فرمایا...... ''مُشک آنست کہ خود گوید نہ کہ عطار بگوید''۔ میں نے اُن کی بزرگی کا احترام کرتے ہوئے اُنہیں اپنی نشست کے قریب جگہ دی۔ میرا اب تک اُن سے تعارف نہیں ہوا تھا اور میں سراپا استفسار بن کر اُن کی طرف دیکھ رہا تھا۔ غالباً میرے تجسس کو اُنہوں نے

Scanned with CamScanner

بھانپ لیا اور کہنے لگے " دنیا تو مجھ سے ملنے کی مشتاق ہوتی ہے اور آپ سے شوق ملاقات میں خود یہاں کھنچ آیا ہوں ۔ پھر مسکرا کر کہنے لگے کہ آپ کے حُسن کلام کی مہک مجھے آپ کے پاس لے آئی ہے ۔ سنا ہے کہ آپ کا تعلق دلی سے ہے اور شعر و سخن کا شوق بھی رکھتے ہیں ۔ میں نے اثبات میں سر ہلایا تو میرے قریب ہو گئے اور بڑے معنی خیز تبسم کے ساتھ گویا ہوئے ...... مجھے لوگ قانی ، بہاولپور کہتے ہیں اور بد دماغ بھی سمجھتے ہیں ۔ پہلی بات تو ممکن ہے ٹھیک ہو لیکن بد دماغ میں ہرگز نہیں ۔ میں تو خُرم ہوں اور اچھی صورتوں اور اچھے لوگوں کو دیکھ کر ہمیشہ خُرم و شاد رہتا ہوں ..... اُن کے جانے کے بعد میں سوچتا رہا کہ انسان اگر ہنستا اور بولتا رہے تو بڑھاپا اُس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا ۔ خُرم صاحب نوے سال کی عمر میں بھی جوانوں سے زیادہ خوش طبع اور زندہ دل تھے ۔ وہ دوسرے تیسرے دن میرے پاس آتے اور طبیعت خوش کر کے چلے جاتے "۔ (صفحہ 109-107 مطبوعہ ۔ 1981ء)

خُرم بہاولپوری کا اچھی صورتوں اور اچھے لوگوں کو دیکھ کر خُرم و شاد رہنا اور بے اختیار اُن کی طرف کھنچے چلے جانا ، اُن کے مزاج ، ہُنت ، فکر ، رویوں اور تکلم میں عیاں حِس جمالیات ہی کرشمہ سازیوں کو نمایاں کرتا ہے ۔ وہ جب تک جیئے ، جتنا جیئے اور جس حال میں جیئے ، شیوۂ جمال پرستی میں سرشار جیئے ۔ اپنے اطراف میں پنہاں خوبصورتیوں کا متلاشی یہ شاعر ، حُسن کا پیام بر بن کر اپنی طبع کو ترتیب دیتا چلا جاتا ہے ۔ حقیقی بدصورتیاں چاہے جس قدر نمایاں ، جاذبِ نظر ، موثر اور غالب کیوں نہ رہیں ، وہ اپنے معاش ، جاہ اور وقتی حصول شرف کی قیمت پر بھی اُن سے مانع اور گریزاں رہا ۔

ویسے بھی تمام عمر بدصورتی کے صحرا میں حُسن کے زریں ذرات کی چھان اور جستجو ہر کسی کے بس کا روگ نہیں ۔ یہ اہل دل ، اہل نظر کا وطیرہ ہے کہ حُسن جس حال میں ہو ، جہاں بھی ہو ، اُن

Scanned with CamScanner

کے لئے تو باعثِ کیف و سرور، مستی و سرشاری اور اِس سے بھی بڑھ کر کہیں تخلیقی وصف کی کاملیت کے ہُنر کے طور پر گردانا جاتا ہے۔ اہلِ دل، خوبصورت خدا کی حسین کائنات کے آشکار و پنہاں گوشوں میں اُسی کے حُسن کے منعکس جلوے تلاشتے رہتے ہیں اور یوں کسی تتلی کے پروں میں مسکراتے رنگوں، کسی پھول کی پنکھڑیوں سے اُڑتی خوشبو یا کسی رقصاں دوشیزہ کی قامت کی احسن تقویم سے شروع ہونے والا تلاشِ حُسن کا یہ سفر، کمالِ حُسن کی بارگاہ میں اپنی منزل کو پالیتا ہے۔

خُرم اپنی فکرِ سخن اسی جہانِ رنگ و بو سے کشید کرتا دکھائی دیتا ہے۔ عمر کا دور چاہے اولیں ہو، وسطی کہ آخری، اُس کے اندر کا انسان اسی متجسس رہ میں پا بہ رکاب رہا۔ گوشۂ صحرا ہو یا کوئی نخلستان، شخصی وفکری تنہائی ہو یا بزمِ دوستاں، شبِ ہجراں کا الم ہو یا حسیناؤں کے جھرمٹ میں راز و نیاز، تنگیٔ معاش درپیش ہو یا دریائے ستلج کے کنارے پُر تکلف ساونی کے ہنگامے، بے سکوں خموشی میں چھپ کر بہائے جانے والے آنسوؤں کا سیل ہو یا کسی مغنیہ کی محفل میں سُر اور لَے کے جھرمٹ میں راگنیوں کا رقص...... خُرم کا اپنا انداز، اپنا چلن اور اپنی تلاش۔

صنفِ نازک سے خُرم صاحب کی برملا چاہتوں کو اُس عہد کی اشرافیہ کے عمومی رویوں اور ریاستی تہذیب کے ثقافتی عناصر کے پس منظر میں دیکھنا بہت ضروری ہے، بصورت دیگر آج کے زمانے میں کسی بھی قاری کا اُن کی شخصیت کی تفہیم کے سلسلے میں مغالطے کا احتمال یقینی ہو کر رہ جاتا ہے۔ یہاں اِس امر کا اعادہ بھی ضروری ہے کہ اُس وقت کے ادبی اکابرین و ناقدین کے عمومی رویے کے سبب نہ تو مولوی نصیرالدین خُرم کا ابتدائی اور وسطی عمر کا کلام محفوظ رہ سکا اور نہ ہی اُن کے زندگی کے اِن اَدوار کے حالات تفصیل سے جانے جا سکے۔ چونکہ اُن کے حالاتِ زندگی اور شعری اثاثے کو ریکارڈ پہ لانے والے تمام ذرائع اُن کے بڑھاپے کے عہد سے متعلق ہیں لہذا آج کے عہد میں اُن کی جو بھی شعری یا ذاتی تصویر بن پاتی ہے وہ اُن کی طویل عمر کے دورِ آخر کی ہے۔ اِس اعتراف میں ناکامی کا تاسف کم اور شرمندگی کا عنصر زیادہ ہونا چاہئے کہ ہمیں کچھ زیادہ معلوم نہیں کہ خُرم کا بچپن، لڑکپن اور جوانی کیسی تھی یا اُن کی شعری جولانیاں اور رفعتیں کیا تھیں۔ آج کے قاری کے واسطے تو خُرم کا نام ایک ایسے بوڑھے کا تصور ہو کر رہ گیا ہے کہ جس کے منہ میں دانت اور

Scanned with CamScanner

نہ پیٹ میں آنت۔ دوستوں اور حسیناؤں نے اُس سے تعلق خاطر ترک کر رکھا ہے، کوئی اُس کے پاس بیٹھنے کو تیار نہیں، وہ رہ رہ کر اپنی جوانی کے ایام کو یاد کرتا ہے، کُڑھتا ہے، تلملاتا ہے، ٹھنڈی آہیں بھرتا ہے، قویٰ مضمحل ہیں، چلنے پھرنے میں ضعف مگر وہ پھر بھی گزری جوانی کو بار بار آواز دینے پر مصر۔

خُرم کے عہد کی ریاست بہاولپور ہو یا کوئی اور معاصر انتظامی اکائی، کالونی، جمہوریت یا بادشاہت، سب کے ہاں مذہب اور معاشرت کم از کم اُس وقت تک رواداری کے معنوں میں مستعمل تھے۔ فنونِ لطیفہ کی ہر سطح پر سرپرستی، روزگار کے بلا تفریق مواقع اور صنفی امتیاز کو مذہبی ہتھیار کے طور پر استعمال کرنے کی حوصلہ شکنی نے ایک ایسا معاشرہ تشکیل دے رکھا تھا کہ جہاں نہ تو فرد اپنے دکھ سکھ میں تنہا ہوا تھا اور نہ ہی عدم تحفظ کا شکار۔ خاص طور پر اُن خطوں میں کہ جہاں معاش میں فراوانی تھی اور امن و امان خود ایک مسئلہ کے طور پر سامنے نہیں آیا تھا۔ ویسے بھی گلوبالائزیشن کی آڑ میں عالمی کالونی گیری کا تصور بھی ابھی واضح نہیں ہوا تھا کہ جس کے در آنے سے اب تو مذاہب دہشت گردی اور معاشرت کبھی نہ ختم ہونے والا عذاب بن کر رہ گئے ہیں۔ یہ تو نوآبادیت میں بھی بانٹ کر کھانے کا زمانہ تھا، یعنی اُنیسویں صدی کا نصف آخر اور بیسویں صدی کا نصف اول کہ جب عالمی یا مقامی استعمار بھی محض سونے کے انڈے پر اکتفا کر لیا کرتا تھا، اُسے مرغی ذبح نہیں کرنی پڑتی تھی۔

ایسے میں مقامی ثقافتیں، رواجی قوانین اور مذہبی و فرقہ وارانہ رواداری، غالب معاشرتی Indicators کے طور پر سامنے آئے کہ جن کے سوسائٹی میں راسخ ہونے کے سبب ایک ایسا ماحول وجود میں آیا جہاں ریاستی سرپرستی اور فطری انسانی جبلت کی نمو کے سبب علوم و فنون اور تہذیب و ثقافت ...... سپاہ گری، کاشتکاری اور صنعت و حرفت پر واضح برتری رکھتے تھے۔ لہٰذا ریاست بہاولپور کے اُس عہد میں شعر و سخن اور موسیقی کی محافل بھی اُتنی ہی محترم تھیں جتنی کہ مذہبی مجالس کی تقدیس۔ کسی شخص کو محض اِس وجہ سے قتل کیا جانا کہ وہ قاتل کی مذہبی فکر یا پریکٹس سے اختلاف رکھتا ہے، اُس دور میں روزمرہ کا معمول تو کیا، کبھی کبھار ہونے والے واقعات میں بھی

Scanned with CamScanner

شامل نہیں ہوا تھا۔

یہ بھی شاید اسی رواداری، برداشت اور باہمی نظریاتی احترام کا ہی نتیجہ تھا کہ معاشرے میں معمول کا صنفی اختلاط، متشدد یا بے باک جنسی اختلاط کے طور پر رائج نہیں ہوا تھا۔ ریاست بہاولپور میں کثیرالازدواجی (Polygamy) کا ترجیحی چلن آج بھی سابقہ ریاست سے باہر رواجاً کی جانے والی طعن وتشنیع کے نشانے پر ہے۔ مگر ناقدین اِس معاشرتی ادارے کا یہ پہلو خدا جانے کیوں نظرانداز کر دیتے ہیں کہ اُس عہد میں اِسی کثیرالازدواجی کے باعث زنا یا زنا بالجبر عمومی طور پر مشکل ترہی رہے کیونکہ نکاح جو آسان بنادیا گیا تھا۔ جب کہ یک ازدواجی کا ادارہ چاہے کل کا ہو یا آج کا، عام طور پر نکاح کا کیا جانا مُشکل ترین اور زنا آسان تر ہی رہا ہے۔

لہذا کسی بھی نوع کی مذہبی، معاشی، معاشرتی اور جنسی گھٹن اور اندرونی و عالمی سیاسی جبر کی عدم موجودگی نے ایسا منور اور متوازن معاشرہ تشکیل دے دیا تھا کہ جہاں عورت کپڑے اُتارے بغیر ہی آزاد اور محترم اور مرد، عورت پر اپنی مردانگی کا برہنہ رعب جمائے بناہی شہ زور اور مستحسن۔ محبتیں فاسٹ فوڈ کی طرح نہیں تھیں بلکہ گھر کے دسترخوان پر چُنے گئے اُن کھانوں کی مانند تھیں کی جنھیں پوری پاکیزگی سے ایک ایک نوالے کی صورت نوش جاں کیا جاتا تھا۔ اب تو ذومعنی منافقت کا ایسا دور آیا کہ اسلامی تعلیمات کے دعویدار ہوتے ہوئے بھی ہم یک زوجگی (Monogamy) کے پرچارک کہ جہاں ایک شادی کا کیا جانا بھی ناروا بوجھ بن چکا ہے۔

اِس طرح خُرم کے عہد میں کسی مذہبی تقریب کا روحِ رواں، شعروسُخن اور راگ رنگ کی محفلوں میں بھی یکساں انہماک سے شریک ہوتا، کسی منافقت اور نقاب کے بغیر۔ لہذا ہم دیکھتے ہیں کہ عام طور پر پانچ وقت کے نمازی بلکہ امامت کرانے والے بھی کسی ظاہرداری کے بغیر میلے ٹھیلے، ساونی، شادی بیاہ کی تقاریب اور راگ رنگ کی نشستوں میں بھی اپنی بھرپور شرکت کو یقینی بنائے رکھتے۔ اِس پس منظر کے ہوتے ہوئے اشرافیہ یا عوام میں پایا جانے والا صنفی اختلاط بھی ایک حد میں رہنے کے باعث کچھ ایسا معیوب نہیں تھا۔ تو پھر ایسے میں اگر خُرم صاحب نے اپنی طبع اور متحرک حسِ جمال کے پیشِ نظر مروجہ حدود سے تجاوز بھی کیا ہو تو اُن کی عیاں معصومیت اور اُس

Scanned with CamScanner

کے پس منظر میں روا رکھے جانے والے خلوص کے ہوتے ہوئے یہ معاملہ معاشرتی قیود سے متجاوز دکھائی نہیں دیتا۔ گو کہ صنفِ مخالف سے خُرم صاحب کے تمام تر ربط ادبی تاریخ کا حصہ نہیں بنے لیکن پھر بھی اُن کا ملتان کی مغنیہ حیدر باندی اور کافی کی مشہور گائیکہ مائی اللہ وسائی سے طویل تعلق اُن کے ذوقِ جمال اور نوعیت عشق کو سمجھنے کے لئے کافی ہے۔

حیدر باندی کا ذکر تو پہلے ہو چکا ہے کہ جسے اُن کی برہمی اور اِس کے نتیجے میں لکھی جانے والی ہجو کے باعث بہاولپور چھوڑ کر ملتان واپس آنا پڑا، لیکن جہاں تک مائی اللہ وسائی کا تعلق ہے اُس سے یہ ناطہ زندگی کے آخری دن تک باقی رہا۔ مائی اللہ وسائی ڈیرہ نواب صاحب (صادق گڑھ پیلس) کے نواح میں واقع گائیکوں کی بستی (ٹبی) کی رہائشی تھی۔ مائی نے تقریباً پچھتر برس کی عمر پائی اور اُس کی وفات 1985ء میں ہوئی۔ اِس لحاظ سے خُرم کے انتقال کے وقت مائی اللہ وسائی کی عمر چالیس اِکتالیس برس رہی ہوگی۔

اللہ وسائی نے کافی کی گائیکی میں ناموری کمائی تو ایک زمانہ اُس کی طرف دیوانہ وار کھنچا چلا آیا اور یوں اُس کے گرد اُمراء کے ہجوم کے ساتھ ساتھ سفید پوش اور مفلس تخلیق کاروں کا حلقہ بھی بنتا چلا گیا کہ جو حقیقی معنوں میں اُس کی جمالیاتی اثر پذیری سے زیادہ اُس کے فن کے دلدادہ تھے۔ اُن کی اکثریت اللہ وسائی کے ہاں ڈیرہ جمائے رہتی۔ مگر اُس وقت آل انڈیا ریڈیو دہلی سے سرائیکی کافی گانے والی اِس منفرد گائیکہ کی جانب سے نہ تو اُن کی دلجوئی میں کبھی کمی آئی اور نہ ہی میزبانی میں۔ اللہ وسائی کے انہیں قدردانوں میں ایک خُرم بھی تھے۔ اللہ وسائی خوبرو تو تھی ہی، مگر اس سے زیادہ اُس کی عشوہ طرازی، طرح داری اور اِس سے بھی زیادہ اُس کے کمالِ عطائے حُسن نے اُسے مقبولِ خاص و عام بنادیا۔

کیا قدرت نے اِس امر میں بھی حُسن والوں کے واسطے کوئی پیغام نہاں رکھا ہے کہ اپنی مرگ کے اکیس برس بعد بھی اگر مائی اللہ وسائی کا ذکر ان صفحات میں ہو رہا ہے تو ایک مفلس شاعر اور قدردان خُرم بہاولپوری کے حوالے سے جو اُس داد دہش کا لاکھواں حصہ بھی اللہ وسائی پر نچھاور نہ کر سکا ہو کہ جو اُس عہد کے اُمراء نے اس گائیکہ کے قدموں میں اپنی نیک نامی کی تسکین کے لئے

Scanned with CamScanner

لگائی ہوگی۔ اللہ وسائی زندگی میں بھی خُرم کے کلام کو گائے جانے کی وجہ سے پہچانی گئی اور مرنے کے بعد بھی خُرم سے ربط و تعلق کے سبب ہی تذکروں کا حصہ بنی۔ وہ تمام رؤسا جنکی قدر دانیاں، اُس کے رسوخ اور تفاخر کا باعث رہی ہوں گی، اُسے بعد از مرگ کیا دوام عطا کرتے کہ جب خود ہی بے نام ونشاں رہے۔ کیونکہ پانی کا بہاؤ تو پھر بھی کچھ نہ کچھ آثار چھوڑ کر جاتا ہے مگر دولت کا بہاؤ تو ہمیشہ اِس نوع کی چاپ سے بھی محروم رہا ہے۔

جولائی 1975ء میں ریڈیو پاکستان بہاولپور کے قیام کے بعد مائی اللہ وسائی ایک بار پھر ریڈیو کے مائیکروفون کے سامنے آ بیٹھی۔ اب کہ بھی اُس نے جو گایا، کچھ بھی سنایا مگر اُس کی ہر لے، سُر اور تان میں خُرم کے سوا کچھ بھی نہیں تھا۔ احیائے خُرم کے اس دور میں اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے شعبہ اُردو کے مقالہ نگار محمد اکرم نے ۲۶ دسمبر ۱۹۸۳ء کو مائی اللہ وسائی کا ریڈیو پاکستان بہاولپور کے سبزہ زار میں مفصل انٹرویو کیا (جو شاید مائی کی زندگی کا آخری انٹرویو تھا)۔ ملاحظہ کیجئے اُس انٹرویو سے اقتباس اور کوئی بتلائے کہ اُس نامور مغنیہ سے اور کیا پوچھا جا سکتا تھا، سوائے خُرم بہاولپوری کے۔

> "مائی اللہ وسائی نے راقم کو بتایا کہ خُرم مجھ سے بے حد متاثر تھے اور میرا بڑا احترام کرتے تھے۔ اکثر میرے ہاں آتے اور کافی دیر تک بیٹھے رہتے۔ جب خُرم کو معلوم ہوا کہ میں اَن پڑھ ہوں تو انہوں نے مجھے ساتویں جماعت تک تعلیم بھی دی۔ وہ مختلف موضوعات پر تبادلہِ خیالات بھی کرتے۔ کچھ لوگ معترض تھے کہ خُرم بہاولپوری مائی اللہ وسائی کے گھر کیوں جاتے ہیں۔ خُرم نے کہا تم سمجھتے ہو میں اللہ وسائی کے گھر جاتا ہوں، حقیقت یہ ہے کہ میں اللہ وسائی سے نہیں، اللہ سے ملنے جاتا ہوں۔ مجھے وہاں جو کچھ نظر آتا ہے تمہیں نظر نہیں آ سکتا۔
>
> خُرم بہاولپوری احمد پور شرقیہ سے بہاولپور منتقل ہوئے تو بھی مائی اللہ

Scanned with CamScanner

وسائی سے مراسم قائم رہے۔ مائی اللہ وسائی نے راقم کو بتایا کہ خُرم جب احمد پور پنشن کی رقم لینے آتے تو رات کو میرے ہاں قیام کرتے اور اکثر مجھ سے کہا کرتے کہ اللہ وسائی جب میں مرجاؤں گا تجھے پھر میری قدر معلوم ہوگی اور مجھے یاد کروگی۔ اللہ وسائی نے مزید بتایا کہ خُرم بہاولپوری اپنی موت سے چند گھنٹے قبل گری گنج بازار بہاولپور میں مجھے ملے اور دیکھتے ہی زبردستی گلے لگالیا۔ میں حیران تھی کہ آج خُرم کو کیا ہوگیا ہے، بازار میں مجھے کیوں گلے لگایا ہے۔ پھر کہنے لگے ''اللہ وسائی آج میرے گھر ضرور آنا، میں تجھے اپنی رانی دکھاؤں گا''۔ میں نے پوچھا ''خُرم صاحب! کون سی رانی''۔ کہنے لگے '' تجھے معلوم نہیں، میں نے ایک اور شادی کرلی ہے، میری بیوی رانی ہے بالکل رانی''۔ اس کے بعد خُرم نے گوشت اور دوسرا سودا سلف خریدا اور مجھے اپنے گھر واقع محلّہ کجل پور آنے کا کہہ کر چلے گئے۔ میں جب دو تین گھنٹے بعد خُرم کے ہاں پہنچی تو خُرم کا آخری وقت تھا۔ بہت سے لوگ اُن کے ارد گرد جمع تھے۔ میں جونہی دروازے سے اندر داخل ہوئی خُرم کلمہ پڑھتے ہوئے اِس دارِفانی سے رخصت ہوئے۔ مائی اللہ وسائی نے راقم کو بتایا کہ خُرم کی بیوی نے مجھے بتایا کہ خُرم موت سے چند گھنٹے قبل جو گوشت اور سودا سلف لائے تھے اُس کے بارے میں ہدایت کی کہ اُسے پکا کر رکھ لو، جب مائی اللہ وسائی آئے اُسے کھلانا اور اُس کی خاطر مدارت میں کوئی کمی اُٹھا نہ رکھنا" (صفحہ 52-53)

خُرم صاحب کی حِس جمالیات اور اعلیٰ انسانی اوصاف کی مزید تفہیم مطلوب ہو تو دیکھنا ہوگا کہ وہ صنفِ لطیف کے اُن طبقات کے بارے میں کیا رویہ رکھتے تھے کہ جنہیں معاشرہ اور معاشرے کی اشرافیہ کسی طور کوئی بہتر مقام دینے کو تیار نہ تھی۔ سوسائٹی کی اِن طبقاتی جکڑ بندیوں کو

Scanned with CamScanner

تو زنا گو کہ خُرم صاحب کے بس کی بات بھی نہ تھی مگر یہ تو ممکن تھا کہ اُن کی دلجوئی کچھ اس انداز سے ہو کہ اپنائیت اور انسانیت کا بھرم بھی قائم رہے خواہ اس کے واسطے اپنے آپ کو ہی ذلتوں کی مروجہ اقدار کے روبرو کیوں نہ لانا پڑے۔ خاص طور پر جب یہ حوصلہ اور بلند ہمتی خُرم ایسے شخص کی جانب سے ہو جو معاشرے میں عالم فاضل کے طور پر جانا جاتا ہو، مذہبی تشخص بھی نسل نسل در چلا آتا ہو، اُس سے روحانی کرامات بھی منسوب ہوں اور معاشی و منصبی طور پر بلند قامت و بلند مرتبہ شخصیات اُن سے تعلق پر فخر کرتی ہوں تو پھر اس ظرف، حوصلے، کرب اور رویے میں پنہاں مثبت انسانی اقدار کا ادراک دو چند تو کیا صد چند ہو جاتا ہے جو شاید کسی بڑے سے بڑے سماجی مصلح کو بھی نصیب نہ ہوا ہو۔ میرے نزدیک خُرم صاحب کی شخصیت کے اس پہلو کو بہتر طور پر جاننے کے لئے عزیز نشتر غوری کے مضمون' خُرم دا اصلی روپ ' کے اس حصے کو حقیقی تحسین سے قبل محض پیش نظر رکھنا نہایت ضروری ہے:

"گری گنج بازار بہاولپور میں اُن دنوں گانے بجانے والیوں کا مرکز تھا۔ یہاں بڑی تعداد میں گانے بجانے والی عورتیں رہتی تھیں۔ وہ ہار سنگھار کر کے صحن میں کرسیاں ڈال کر بیٹھ جاتیں۔ جب خُرم وہاں سے گزرتے تو سب کو اپنے مذاق کا نشانہ بناتے اور اُن کا دل بہلاتے۔ جاتے جاتے کسی طوائف کو کہتے ...... ارے تم نے سُرخی پاؤڈر بہت زیادہ لگا رکھا ہے، ذرا میرے ہونٹوں سے اپنے لب ملا لوتا کہ سُرخی پاؤڈر کم ہو سکے۔

بعض اوقات کوئی گانے والی سامنے آتی تو خُرم اُس کے لباس کو نشانہ بناتے۔ وہ جواب دیتی'' میں کیا کروں، میرے پاس یہی ایک دوپٹہ ہے''۔ خُرم کہتے'' میری پگڑی حاضر ہے، اِس کے تین دوپٹے تو بن ہی جائیں گے، انہیں مختلف قسم کے رنگ کرا لینا''۔ یہ باتیں سُن کر وہ ہنسی ضبط نہ کر سکتیں اور خُرم بھی مسکراتے ہوئے آگے بڑھ

Scanned with CamScanner

جاتے۔ اِس کے بعد کسی اور گانے والی کے پاس سے گزرتے تو پوچھتے "ایک گھنٹے کے کتنے پیسے ہوں گے"۔ وہ نخرے سے جواب دیتی "دو روپے"۔ خُرم مسکرا کر کہتے "میں بوڑھا آدمی ہوں، بوڑھوں کے ساتھ رعایت ہونی چاہیے"۔ وہ جواب دیتی "دادا جان! چلتے نظر آؤ، تمہارا یہاں کیا کام"۔ اِس طرح خُرم بہاولپوری خود تماشہ بنتے اور دوسروں کو تماشہ بناتے گزر جاتے"۔ (رسالہ سرائیکی۔ اپریل 1971ء صفحہ 15)

معاف کیجئے، مجھے عزیز نشتر غوری صاحب کے بیان کردہ مشاہدات پہ نہیں، اُن کے لفظوں کے انتخاب پر اعتراض ہے کہ جو اُنہوں نے متذکرہ بالا اقتباس میں استعمال کئے ہیں۔ یعنی خُرم صاحب کے بارے میں پہلے یہ بیان کہ وہ ناچنے گانے والی خواتین کو مذاق کا نشانہ بنایا کرتے تھے اور اِس سے اگلے جملے میں یہ کہنا کہ وہ یوں اُن کا دل بہلایا کرتے تھے، قطعی خلاف واقعہ ہے۔ کیونکہ کسی کو بھی مذاق کا نشانہ بنا کر اُن کا دل نہیں بہلایا جا سکتا۔ اِس سے مراد یقیناً مذاق کرنا ہوگا، مذاق کا نشانہ بنانا نہیں۔ اِسی طرح غوری صاحب کی یہ رائے کہ وہ (خُرم) خود بھی تماشہ بنتے اور دوسروں کو تماشہ بناتے گزر جاتے، بھی واقعاتی منطق سے محروم ہے۔ تماشہ بننے والے دوسروں کو کیونکر تماشہ بنا سکتے ہیں۔ ویسے بھی عمومی حالات میں بیک وقت تماشہ بنا اور بنایا نہیں جا سکتا۔ اِس طرح کی رائے قائم کرنے سے اُس شخصیت کا مقصدِ حیات بھی ناکامی کے گھاٹ اُتار دیا جاتا ہے کہ جس نے خود کو اِس طور تماشہ بنانے کا عذاب سہا ہو۔

جیسا کہ پہلے ذکر ہوا، خطے کی دیگر خوشحال ریاستوں کی طرح جن میں بیسویں صدی کے نصف اول تک معاشی، مذہبی و سماجی عدم استحکام در نہیں آیا تھا، ریاست بہاولپور میں بھی ہمہ جہت رواداری اور معاشرتی بُنت میں اخلاقیات اور فنونِ لطیفہ پر مبنی شعور کا تانا بانا کم از کم خُرم صاحب کی وفات تک مضبوطی سے قائم دکھائی دیتا ہے۔ بلکہ خُرم صاحب کی وفات تک ریاست بہاولپور میں نہ تو شعر و سُخن اور رقص و موسیقی کی محافل مخرب الاخلاق قرار پائی تھیں اور نہ ہی میلوں

Scanned with CamScanner

ٹھیلوں اور سادنیوں سے مذہب لرزہ براندام ہونا شروع ہوا تھا۔ اختلافِ فکر بھی اندیشۂ جاں کے زمرے سے ماورا۔ اگر چار ہم فکر کہیں اکٹھے بیٹھ بھی گئے تو یہ پریشانی نہیں کہ ارتکابِ جُرم یاد ہشت گردی کی تیاری کے الزام میں دھر لئے جائیں گے۔ لہذا محافلِ موسیقی میں دلچسپی کے سبب مولانا خُرم بھی محلہ کجل پورہ میں اپنا گھر چھوڑ کر زیادہ تر اپنے دندان ساز دوست ڈاکٹر حفیظ کے گھر واقع محلہ ٹونکیاں (بہاولپور) میں جا بیٹھتے کہ جس نے موسیقی سے لگاؤ کے سبب اپنا ایک کمرہ اِس قسم کی نشستوں کے واسطے مخصوص کر رکھا تھا۔ یہاں سنجیدہ ادبی محفلیں بھی منعقد ہوتیں کہ جن میں شاعری اور موسیقی سے شغف رکھنے والی شخصیات شرکت کرتیں۔ یہ محفلیں اکثر اوقات ساری ساری رات جاری رہتیں اور کسی کو بھی گھر جانے کی فکر نہ ہوتی۔

خُرم بہاولپوری کے بغیر یہ محفلیں بجتی نہیں تھیں، لہذا با قاعدگی سے شریک ہوتے۔ اُن کے ساتھ مولوی منظور احمد اور پیرزادہ تاج الدین بھی خاص طور پر اپنی حاضری کو یقینی بناتے۔ خُرم صاحب کا معمول یہ تھا کہ دوپہر کے وقت مولوی منظور احمد کے مطب پر چلے جاتے جہاں سے ہر دو اصحاب اکٹھے ڈاکٹر حفیظ کے ہاں تشریف لے جاتے۔ خُرم نے اپنے قد سے بھی اونچا ایک طنبورہ بنوا رکھا تھا، اِس قسم کی محافل میں وہ ہمیشہ اُن کے ساتھ ہوتا۔ وہ طنبورے کا تار چھیڑتے اور اُس کی جنبش پر اپنی کافیاں، غزلیں اور چوکڑیاں خود گا کر سناتے، کچھ اِس طرح کہ پوری محفل پر سحر طاری کر دیتے۔ گاتے گاتے کبھی اس قدر زار و قطار روتے کہ ہچکی بندھ جاتی اور کبھی اِس طرح منہ بنا بنا کر سُر لگاتے کہ محفل کشتِ زعفران بن جاتی۔

خُرم صاحب کو نہ صرف موسیقی سے لگاؤ تھا بلکہ وہ فنِ موسیقی کے اسرار و رموز سے بھی مکمل آگاہی رکھتے تھے۔ راگوں پر دسترس کے سبب وہ اپنی کافیوں کو مختلف راگوں میں ترتیب دیتے اور یوں ہر کافی کے ساتھ اُس راگ کا نام بھی لکھ دیا کرتے کہ جس میں کافی ترتیب دی گئی ہوتی یا جس میں آسانی سے گائی جا سکتی۔ آپ کا زیادہ تر کلام راگ بھیرو، آسا، تلنگ، جوگ اور درباری میں ترتیب دیا گیا ہے۔ یہی وہ سبب ہے کہ خُرم بہاولپوری کا کلام عملی غنایت میں اپنی مثال آپ ہے۔ موسیقاروں کو خُرم کی کافی، غزل یا نظم کے لئے کبھی بھی دھُن بنانے کی ضرورت پیش

Scanned with CamScanner

نہیں آئی بلکہ لفظ خود بخود سُروں میں ڈھلتے چلے جاتے ہیں۔

جب کسی محفل میں کلامِ فرید گایا جاتا اور خُرم بھی وہاں موجود ہوتے تو اُن کی حالت دیدنی ہوتی۔ایک مخصوص جذب کی کیفیت میں کھو جانے کے باوجود وہ خواجہ صاحب کی کافیوں کی صحتِ الفاظ، آواز کے اُتار چڑھاؤ اور سازوں کی مناسبت کا ازحد خیال رکھتے۔اُن کے نزدیک کسی بھی شاعر کے کلام کو ہمہ جہتی صحت کے ساتھ نہ گانا، شاعر کی توہین کے مترادف ہے۔لیکن خواجہ فرید کے کلام کی گائیکی کے وقت خُرم کے حد درجہ احترام اور استغراق سے یوں محسوس ہوتا کہ خواجہ صاحب اُن کے سامنے موجود ہیں۔وہ اکثر اوقات گلوکاروں کو روک کر بہتر گائیکی کے واسطے ہدایات دیتے، اُن کی گائیکی کا انداز درست کرتے اور راگوں کو اُن کے فنی تقاضوں کے مطابق ادا کرنے کا سلیقہ بتاتے۔یوں بہاولپور آنے والے ہر گلوکار کی خواہش ہوتی کہ وہ خُرم صاحب کے سامنے اُن کا کلام گائے تاکہ صحتِ گائیکی کے حوالے سے آسانی رہے۔

اِسی طرح سماع کی محفلوں میں خُرم اکثر وجد میں آ جاتے، ہوش و حواس جاتے رہتے اور خود سے بھی بیگانہ ہو جاتے۔مولوی منظور احمد کے مطابق محلّہ قاضیاں ''مدرسہ فیض رساں بہاولپور'' میں ہفتے میں تین دن قوالی ہوتی۔ڈاکٹر حفیظ اور دبیر الملک مولوی عزیز الرحمٰن کے ہاں بھی باقاعدگی سے محافلِ سماع منعقد ہوتیں۔دبیر الملک نے تو اُس وقت کے معروف ترین قوال محمد دین کو روزانہ قوالی سنانے پر مامور کیا ہوا تھا جو حاضرین کو رات گئے تک قوالی سناتا رہتا۔اِن سب محفلوں کے روحِ رواں خُرم بہاولپوری ہوتے جو نہ صرف خود نہایت اہتمام سے شریک ہوتے بلکہ دیگر حاضرین کی موجودگی کو بھی ولولہ خیز بنا دیتے۔

بیسویں صدی کے نصفِ اول میں نہ تو الیکٹرانک میڈیا کا اودھم تھا اور نہ ہی ہمہ قسم تفریحی عناصر اپنی تمام تر حشر سامانیوں کے ساتھ لوگوں کی خواب گاہوں میں داخل ہوئے تھے۔تصور میں بھی نہیں تھا کہ شب کے آخری پہر آپ کی محبوب مغنیہ ہیڈ فون کے ذریعے اِس طرح کانوں میں سُریلی سرگوشیاں کرے کہ کسی دوسرے کو کانوں کان خبر ہی نہ ہو یا پھر دنیا کا کوئی دور دراز ترین گوشہ، اُس کا رہن سہن اور اُس کی خوبصورتیاں ٹی وی کے ریموٹ کنٹرول کے بٹنوں

پر آپ کی انگلیوں کے خفیف سے دباؤ کے ساتھ ہی سحرانگیز رنگوں کے جلو میں آپ کی خواہش کے مطلوب عرصہ تک ایک جہان کو بھی رقصاں کرتی ہوئی آپ کی دسترس میں یا پھر موبائل فون پر ہر لمحے دستیاب صنفِ جمیل سے کسی ملٹی نیشنل تجارت پیشہ سیلولر فون کمپنی کی دلالی کے توسط سے آپ کی جیب کی توفیق کے مطابق راز و نیاز۔

اگر اِس سے بھی دل بھر جائے تو انٹرنیٹ...... کسی اور ملٹی نیشنل براؤزر کا حق دلالی ادا کریں اور دنیا کے کسی بھی من پسند خطے کی من پسند دوشیزہ سے صوتی یا صوری chatting میں منہمک ہو جائیں۔ لہٰذا جب تک تفریح گھروں میں داخل نہیں ہوئی تھی ، اُس کے حصول کے واسطے انسان کو گھر سے باہر نکلنا پڑتا تھا۔ موقعے ڈھونڈے جاتے ، مقام تلاش کئے جاتے ، کہیں کوئی نہر کا کنارا ، دریا پر باندھا گیا بند ، کوئی سرسبز جنگل یا کوئی شاداب وادی۔ تفریحی عناصر تو تب بھی وہی تھے جو آج ہیں یعنی رقص و موسیقی ، کھانا پینا ، موج مستی ، خوباں سے ربط و ضبط اور اُن کی عشوہ طرازیاں۔ مگر کل اور آج کی تفریح میں فرق مقام ، اہتمام اور اجتماعیت کا ہے۔ مقام پہلے آؤٹ ڈور تھا اب اِن ڈور ہوا۔ اہتمام کہیں کھو گیا اور اب سب کچھ Casual ہو کر رہ گیا۔ باقی بچی اجتماعیت تو آج کے انسان نے اِس سے بھی جان چھڑا لی ، اب وہ اکیلا ہی اپنی ذات میں جتنی چاہے انجمنیں بنالیتا ہے ، ان گنت محفلیں سجا لینے پر قدرت رکھتا ہے۔

اِس واقعاتی پس منظر میں اگر خُرم صاحب کے عہد کا جائزہ لیں تو اُس دور کے باسیوں کے ہاں سیر و سیاحت ، میلے ٹھیلے اور ساون کی ساونیوں میں بلا تخصیص عمر و جنس از حد دلچسپی ، تفریح طبع کے واسطے انسان کی فطری خواہش یا اِس سے بھی بڑھ کر ''طلب'' کو ظاہر کرتی ہے۔ اور پھر یہ سب کچھ آئے روز ہوتا بھی کہاں تھا۔ ہر موقع کے واسطے کم از کم ایک سال یا کسی سالانہ تہوار کا انتظار۔ اگر کہیں کوئی بھلی یا من موہنی صورت دکھائی بھی دی تو اُس کی ممکنہ دیدِ ثانی کے لئے پھر ایک اور طویل برس کا انتظار۔ کیونکہ تفریح اور تہوار بس گھونٹ گھونٹ پینے کو ملتے تھے ، غٹا غٹ اُنڈیلنے کے واسطے نہیں۔

یہی حال سیر و سیاحت کا تھا۔ کسی نے بہاولپور سے ملتان تک کا سفر کر لیا تو پھر اُس کا

Scanned with CamScanner

زبانی سفرنامہ نسل درنسل چلتا رہتا، پند ونصائح کی بنیاد بنتا اور علاقے میں پہچان کا سبب ٹھہرایا جاتا۔ وگرنہ سب سے بڑی سیر دریائے ستلج تک کی اور سب سے بڑی سیاحت روہی (چولستان) میں واقع قلعہ ڈیراور اور اطراف میں بیکانیر اور جیسلمیر کی ریاستوں (موجودہ بھارتی علاقہ) تک کا سفر۔ جب کہ حج کے سفر کے واسطے رخصتی، سزائے موت سے قبل کی آخری ملاقات اور حج کے سفر کو زندگی کا آخری سفر سمجھ کر کیا جاتا تھا اور عموماً ہوتا بھی یونہی تھا۔ خُرم بہاولپوری جو تمام عمر اپنے لوگوں اور اپنی ثقافت سے جُڑ کر جیئے، اِن تہذیبی سرگرمیوں سے کس طرح جُدا رہ سکتے تھے۔ سو ہر ساونی کی جان، ہر میلے میں پیش پیش اور ہر تقریب میں اپنے منفرد انداز، بھرپور جولانی اور کمال وارفتگی سمیت موجود۔ خُرم صاحب کے ذوقِ سیاحت وتفریح کا تذکرہ محمد اکرم نے اپنے مقالہ ''خُرم بہاولپوری......فن وشخصیت'' میں اِن الفاظ میں کیا ہے۔ یاد رہے کہ یہ بیان خُرم کے ذاتی دوست پیر منظور احمد کی یادداشتوں پر مبنی ہے جن کا انٹرویو مقالہ نگار نے ۱۱ دسمبر 1983ء کو کیا:

''حضرت مولانا حافظ نصیر الدین حسن خُرم بہاولپوری سیر وتفریح کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے اور وقتاً فوقتاً دوستوں کے ہمراہ مختلف مقامات کی سیر کرنے چلے جاتے۔

آج سے نصف صدی پہلے بہاولپور کی تہذیبی زندگی میں ساون کے موسم کی پکنک (ساونی) کو خصوصی اہمیت حاصل تھی۔ بہاولپور چونکہ ایک گوشہ صحرا میں واقع ہے اِس لئے یہاں شدید گرمی پڑتی ہے۔ اِس کے ساتھ ساتھ گرمیوں کے موسم میں آم اور کھجور کی سوغاتیں اِس علاقے کی شناخت ہیں۔ ساون کے موسم میں جب چاروں طرف گھنگھور گھٹائیں چھائی ہوتی ہیں تو زندہ دلانِ بہاولپور نہروں اور دریاؤں (میرے خیال میں صرف دریا یعنی ستلج) کے کنارے جا کر ساونیاں کرتے۔ ایسی تمام تقریبات میں خُرم شمعِ محفل کی حیثیت رکھتے تھے۔ آپ کے مداح آپ کو ہر سال ساونیِ

Scanned with CamScanner

پر لے جاتے اور آپ کی دلنشیں اور شگفتہ باتوں سے محظوظ ہوتے۔خوش وخُرم نصیرالدین ساونی کے لئے زیادہ تر دریائے ستلج اور روہی کی نہر پر جاتے۔اشیائے خورد ونوش کا سامان کافی مقدار میں ساتھ لے جاتے۔ بے شمار گلوکار، دوست اور پرستار بھی شامل ہو جاتے۔دریا پر رات کو محفلِ موسیقی کا خاص اہتمام ہوتا تھا۔مشہور گلوکار اور موسیقار اپنے فن کا مظاہرہ کرتے۔خُرم گلوکاروں کو داد دیتے تھےاور اکثر وجد میں آ کر کہتے تھے ''بادل برس کر آئے''۔ ساونی کے موقع پر آپ طنبورہ (یک تارا) بڑے ذوق وشوق سے بجاتے۔وہاں پر کلامِ خُرم بھی گایا جاتا جسے سُن کر خُرم بہت مسرور ہوتے۔ساونی کے موقع پر جب خُرم کے شریر دوست انہیں چھیڑتے تو خُرم بھی موج میں آ جاتے، طبیعت حاضر ہو جاتی اور دوستوں کی خوب خبر لیتے۔اِس طرح اُن کے دوست بھی خوب لطف اندوز ہوتے۔

خُرم بہاولپوری دریا یا نہر پر ساونی منانے جاتے تو مذہبی امور بھی ساتھ ساتھ سر انجام دیتے ۔وہاں اذان دیتے اور نماز بھی پڑھاتے (حتیٰ کہ) خُطبہ پڑھتے اور نماز جمعہ بھی پڑھاتے تھے''۔

(صفحہ 40-38)

اِسی معمول کو عزیز نشتر غوری نے اِن الفاظ میں بیان کیا ہے:

''اُس زمانے میں ساونی کے پروگرام بہت لمبے چوڑے ہوتے تھے۔کھانے پینے کے سامان کے دو دو تین تین ٹرک اور شامیانے ساتھ ہوتے تھے۔دور دور سے طوائفیں بُلائی جاتیں اور تین تین دن تک روہی میں نہر کے کنارے میلہ لگا رہتا۔دن کو نہاتے تھے، رات کو گاتے بجاتے تھے۔ ڈاکٹر حفیظ صاحب اور محلّہ ٹونکیاں

Scanned with CamScanner

(بہاولپور) کے ہم سارے نوجوان ہوتے تھے۔ بکرے اور مرغیاں
ذبح ہوتی تھیں۔ ناشتہ حلوہ پوری سے کرتے تھے۔ خُرم صاحب
ساونی کی جان ہوتے تھے"۔ (خُرم دا اصلی روپ۔ صفحہ 17)

جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے ایک مذہبی خاندان کے فرد ہونے کے ناطے سے خُرم بہاولپوری دنیاوی معاملات کے ساتھ ساتھ دینی امور میں بھی گہری دلچسپی رکھتے تھے۔ دس برس کی عمر میں قران پاک تو حفظ کر لیا مگر اِس کے باوجود وہ ابتدائی ایامِ شعور میں نماز نہیں پڑھتے تھے۔ لیکن ایک دن کیا ہوا، ایسا واقعہ پیش آیا کہ جس نے خُرم کی زندگی کا رنگ ڈھنگ ہی بدل کے رکھ دیا۔ خُرم کے بھتیجے حاجی محمد دین کے مطابق ایک دفعہ خُرم کے والد کے ہاں اُن کے مرشد تشریف فرما تھے۔ اُنہوں نے مرشد سے گزارش کی کہ خُرم نماز نہیں پڑھتے، انہیں کچھ ہدایت دیں۔ مرشد نے خُرم سے فرمایا "بیٹا نصیر نماز پڑھا کرو"۔ یہ سُن کر خُرم پر رقت طاری ہو گئی اور کئی ماہ تک بند کمرے میں روتے رہے۔ مگر اس کے بعد نماز اور خُرم میں کبھی فاصلہ نہ رہا۔

تمام تر بزم آرائیوں، زندہ دلی اور حسیناؤں کی چاہ کے باوجود خُرم بنیادی طور پر نیک طبع اور پرہیزگار انسان تھے۔ انسان دوست، حساس اور کئی زبانوں کے قادر الکلام شاعر ہونے کے علاوہ خُرم صاحب کا شمار اپنے عہد کے عالم فاضل لوگوں میں ہوتا تھا۔ اُن کا مذہبی مطالعہ وسیع اور عمیق تھا۔ لوگوں کو نصیحت کرتے کہ آخرت کے لئے کچھ تیاری کر لو کہ یہ دنیا فانی ہے، کچھ بھی باقی نہیں رہنا۔ قران پاک پڑھتے ہوئے اکثر رقت طاری ہو جاتی اور خوفِ خدا کے باعث روتے رہتے۔ کئی بار ایسا ہوا کہ ایک ہی رات میں پورا قران پاک ختم کر لیا۔ خُرم کی نواسی حشمت آراء بیگم کے مطابق ایک دفعہ اُن (حشمت آراء) کے والد نے خُرم نانا سے شوخی میں کہا کہ آپ ایک رات میں قران پاک کا ختم نہیں کر سکتے۔ یہ بات سُن کر خُرم جوش میں آ گئے اور ساری رات کھڑے رہ کر قران پاک ختم کر لیا۔ خُرم کا جلال میں آنا بھی خاصہ کثرت سے تھا مگر یہ کیفیت محض چند گھڑیوں کی ہوتی۔ اِس دوران وہ مسلسل اِس انداز میں بولتے رہتے کہ جیسے اُن کے روبرو کوئی موجود ہو لیکن یہ سمجھ میں نہ آتا کیا وہ بولتے کیا ہیں اور مخاطب کس سے ہیں۔

Scanned with CamScanner

عالمِ دین کی حیثیت سے خُرم کا شہرہ تو دور دور تک تھا مگر الہٰ آباد (تحصیل لیاقت پور) میں اُن کے بے شمار چاہنے والے موجود تھے۔خُرم جب کبھی وہاں جاتے تو اُن کے استقبال کے لئے جم غفیر جمع ہو جاتا۔اُن کے مداح اُنہیں گھوڑی پر سوار کر کے اُن کے پیچھے پیچھے جلوس کی شکل میں چلتے یا اُنہیں کاندھوں پر اُٹھا کر گھر لے جاتے۔شاندار ضیافتیں ہوتیں اور کئی کئی روز تک مہمان رکھتے۔خُرم صاحب کی نواسی حشمت آراء کے مطابق وہ کئی امراض کی شفا کے لئے تعویذ دیتے اور وظائف بھی بتاتے تھے۔لوگ اپنی مشکلات کے روحانی حل کے واسطے اُن کے پاس آتے اور وظائف کی صورت سکونِ قلب لے کر جاتے۔بوقت وفات خُرم صاحب نے اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی چالیس کے لگ بھگ کتابیں چھوڑیں جن میں بے شمار بیماریوں کے ہزاروں تعویذ، وظائف اور اُن کا طریقہ استعمال تحریر کئے گئے ہیں۔یہ کتابیں اُن کی نواسی حشمت آراء کے پاس ایک عرصہ تک محفوظ پڑی رہیں جو اُن سے تعویذ اور وظائف سیکھتی رہی تھی۔

بیگم حشمت آراء سے روایت ہے کہ جب اُنہوں نے آٹھویں جماعت کا امتحان دیا تو ایک پرچہ خاصہ کمزور رہا اور وہ محض ایک سوال ہی کر سکیں۔لہذا فیل ہونا یقینی تھا۔نتیجے سے چند روز قبل اتفاقاً خُرم صاحب نے نواسی سے زردہ پکانے کی فرمائش کی۔حشمت آراء نے کہا کہ نانا جان زردہ تب کھلاؤں گی جب آپ میرے لئے پاس ہونے کی دعا کریں گے۔خُرم صاحب نے کہا بھئی پہلے زردہ کھلاؤ پھر ایک وظیفہ بتاؤں گا۔نواسی نے نانا کے لئے زردہ تیار کیا تو وہ بہت خوش ہوئے، دعا کی اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا وظیفہ کرنے کو کہا۔نواسی نے وظیفہ کیا اور جب نتیجہ آیا تو وہ اچھے نمبروں میں پاس ہو گئی تھی۔

اِسی طرح خُرم ایک مرتبہ ریل گاڑی سے اپنے بیوی بچوں کے ہمراہ احمد پور شرقیہ سے بہاولپور آئے۔اسٹیشن سے کوئی سواری نہ ملی اور رات بھی کافی گزر چکی تھی۔لہذا خُرم بیوی بچوں کو ساتھ لئے پیدل ہی اپنے گھر واقع محلّہ کجل پورہ کی طرف چل پڑے۔اتفاق سے اُن دنوں بارشیں بھی ہو رہی تھیں اس لئے سڑک پر جگہ جگہ پھسلن اور کیچڑ تھی۔ابھی کچھ دور ہی چلے تھے کہ بچوں نے رونا شروع کر دیا کہ اُن کے واسطے پیدل چلنا محال تھا۔خُرم صاحب نے اُنہیں تسلی دی اور کہا کہ

Scanned with CamScanner

گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں، بس آنکھیں بند کر کے تھوڑی دیر چلتے رہو، ابھی گھر آ جائے گا۔ خُرم کے بیوی بچوں نے ایسا ہی کیا۔ ابھی چند قدم ہی چلے تھے کہ خُرم صاحب نے آنکھیں کھولنے کو کہا۔ آنکھیں کھلیں تو دیکھا کہ وہ اپنے گھر کے سامنے موجود تھے۔

یہ روایت بھی بیگم حشمت آراء سے ہے کہ ایک دفعہ گرمیوں کے موسم میں بارشیں نہیں ہو رہی تھیں۔ گھر والوں نے خُرم صاحب سے بارش کے لئے دعا کی درخواست کی۔ خُرم نے دعا کی، جس پر تین دن مسلسل بارش ہوتی رہی۔ محلّہ قصاباں احمد پور شرقیہ کے ایک نامور بزرگ شاعر منشی فقیر بخش، کی بیان کردہ روایت کو محمد اکرم نے اِس طرح اپنے مقالے ''خُرم بہاولپوری شخصیت وشاعری'' کا حصہ بنایا ہے:

"میں نے اپنے دادا جان سے کئی ایسے واقعات سُنے ہیں جو خُرم کی غیبی قوتوں پر روشنی ڈالتے ہیں۔ مثلاً ایک بار خُرم کے ساتھ میں گری گنج بازار بہاولپور میں جا رہا تھا کہ ایک تھانیدار صاحب آ گئے اور آتے ہی خُرم کے گھٹنوں کو ہاتھ لگا کر عرض کی کہ میری بیوی مجھ سے روٹھ کر چلی گئی ہے، مہربانی فرما کر میرے لئے کچھ کریں۔ خُرم نے آہستہ آہستہ کچھ پڑھا اور کہا کہ جاؤ بہاولپور کے ریلوے اسٹیشن پر تمہاری بیوی تمہارا انتظار کر رہی ہے۔ تھانیدار نے بے یقینی سے کہا کہ آپ بھی میرے ساتھ چلیں۔ چنانچہ ہم سب تھانیدار کے ساتھ ریلوے اسٹیشن پہنچے تو تھانیدار کی بیوی وہاں پہلے سے موجود تھی۔ تھانیدار نے اُس سے پوچھا تم بہاولپور اسٹیشن کس طرح آئیں۔ بیوی نے خُرم کی طرف اشارہ کیا کہ میں لاہور سے بمبئی جانے کی تیاری کر رہی تھی کہ اچانک اِس بوڑھے نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا اور زبردستی بہاولپور کھینچ لایا'' (صفحہ:48)

خُرم بہاولپوری کی عمر بھر شدید خواہش رہی کہ خانۂ خدا اور دیارِ حبیب ﷺ کی زیارت

Scanned with CamScanner

اور فریضۂ حج ادا کر سکیں۔ مگر مالی معاملات کا برا ہو کہ یہ خواہش، خواہش ہی رہی اور اللہ کی جمالی صفات کا یہ پرچارک اپنے رب کے گھر کی دید سے محروم رہا۔ کچھ دوستوں نے مشورہ دیا کہ امیر آف بہاولپور نواب صادق محمد خان خامس عباسی تک اُن کی یہ آرزو کسی طور پہنچائی جائے اور وہ ریاستی سرکار کے توسط سے حج کی سعادت حاصل کر لیں۔ مگر چاہتوں کی تمام تر شدت کے باوجود خُرم صاحب نے ریاستی خرچ پر حج کے مشورے کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور شعر کی صورت بس اتنا کہا کہ

روضہ پاک نہ ڈِٹھم جیندیں
جِند رہ گیُم ارمانی وے

(میں جیتے جی روضۂ پاک نہ دیکھ سکا، دل میں بس یہی ارمان رہ گیا)

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ خُرم بہاولپوری ایک اذیت پسند شخص تھے اور اُن کی طبیعت کا یہ رنگ اُن کی شاعری پر بھی غالب دکھائی دیتا ہے۔ مگر مجھے اِس رائے سے اختلاف ہے۔ یہ رائے نہ صرف سطحی ہے بلکہ خُرم صاحب کے شخصی اور فکری مطالعے اور اُن کی اِس طور تفہیم و پہچان سے گزرے بغیر قائم کر لی گئی ہے۔ جیسا کہ قبل ازیں ذکر ہوا ہے خُرم بہاولپوری نے اپنی زندگی میں جس قدر مصائب و تکالیف کا سامنا کیا، اُن کا کچھ حساب ہی نہیں۔ ایک عالی دماغ شخص، صلاحیتوں کے باوجود شناخت اور قدر شناسی کو ترسے۔ جاہلوں کے پاس روپے کی ریل پیل ہو اور ایک عالم و دانا شخص دَس روپے ماہوار کی ملازمت کے واسطے دھکے کھائے۔ جب صورت حال مقدور سے باہر ہو جائے اور آدمی کو بے بس ہو کر بھی اسی معاشرے میں گزارہ کرنا پڑے تو یہ اندازہ کرنا کچھ ایسا مشکل نہیں ہونا چاہئے کہ خُرم صاحب کو کون کون سے اندرونی اور بیرونی جبر کے مقابل آنا پڑتا ہوگا۔ اِس کیفیت میں دل کا جلنا، زبان پر چھالے نہ نکالے تو اور کیا کرے۔ یہ بھی اِسی کیفیت کا بلاواسطہ ثمر ہے کہ بے بس خُرم کہیں کہیں سنجیدہ ترین موضوعات کو بھی غیر سنجیدہ انداز میں بیان کرتا چلا جاتا ہے کچھ اِس طرح سے کہ اپنی آپ تضحیک کو بھی خاطر میں نہیں لاتا اور اپنا مذاق خود ہی اُڑائے رہنا اُسے قطعی معیوب نہیں لگتا۔ اگر اِس رویے کا نفسیاتی لحاظ سے جائزہ لیا

Scanned with CamScanner

جائے تو خُرم اپنے خود تضحیکی طرزِ عمل سے دراصل اُن مصائب کا مذاق اُڑاتے تھے جو کسی بدروح کی طرح اُن کی قسمت کے خانے میں ڈیرہ جمائے ہوئے تھے۔

فارسی اور اُردو زبانوں پر کامل عبور کے باوجود اِس بختاں والے شاعر نے سرائیکی شاعری کو ارتقائی حُسن عطا کر کے، خواجہ فرید کی شاعری کا ناطہ آج کی شاعری سے تو جوڑ دیا۔ مگر اُن کی اپنی شاعری کا ناطہ آج کی شاعری سے جڑنے میں کافی دیر لگی۔ ہوا یوں کہ خُرم بہاولپوری نے کافی کو عملی معنویت عطا کرنے کے علاوہ، اُنیسویں صدی عیسوی کے آ ی برسوں میں سرائیکی شاعری میں غزل کی توانا ترین بنیاد رکھی اور یوں پہلے باقائدہ سرائیکی غزل گو شاعر کی حیثیت سے سامنے آئے۔ سرائیکی غزل کے واسطے اُنہوں نے فارسی اور عربی عروض کی مکمل پیروی کرنے کی بجائے سرائیکی شعری اوزان یعنی چھند کاری کے نظام کو اپنایا۔ غزل گوئی کی فارسی اور عربی لسانی تحویل اور مستعمل فنی جکڑ بندی سے انحراف کر کے اُسی اپنی زبان اور اپنی مٹی کی خوشبو میں گوندھ کر سامنے لا کھڑا کیا۔ یہ انحراف اگلے ایک سو برس سے زائد عرصے تک خُرم ہی کا خاصہ رہا۔

گو کہ اِس دوران نقوی احمد پوری، سرور کربلائی اور اقبال سوکڑی جیسے شاعروں نے سرائیکی غزل گوئی کا سماں باندھے رکھا مگر اِن صاحبان کی غزل کو کسی طور بھی مقامی ردھم کے سانچے میں ڈھلی غزل نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ عربی اور فارسی زبانوں کی مذہبی اور حکومتی حیثیتوں کے سبب مدرسوں میں اِن کے رو انصاب نے، شعراء کی شعوری اور شعری تربیت بھی انہیں زبانوں کے تحت کی کہ جہاں مقامی زبانیں نہ تو نصاب میں شامل تھیں اور نہ ہی اُن کے شعری قوائد مرتب ہو پا رہے تھے۔ خُرم بہاولپوری کی تَل وطنی غزل کو اپنی دھرتی کے ساتھ جُونے میں اُن کی وفات کے بعد لگ بھگ تین دہائیوں کا عرصہ لگا تاوقتیکہ 1980ء کی دہائی کے آغاز میں رفعت عباس کی سرائیکی شعری اوزان کی بنیادوں پر استوار غزل سامنے نہ آئی۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون سے عوامل تھے جنہوں نے سرائیکی غزل کو اُس کے اپنے اوزان کی بجائے فارسی اور عربی اوزان سے باہر نہیں نکلنے دیا۔ اِس کا جواب بڑا واضح ہے۔ دیگر غیر ملکی استعماری قوتوں کی طرح جب فارسی بولنے والے حکمرانوں نے ہندوستان پر اپنا قبضہ

Scanned with CamScanner

مستحکم کرلیا تو مقامی زبانوں، ثقافتوں اور زمینی حوالوں کو کمتر قرار دے کر فارسی تہذیب، زبان اور ثقافت کو مذہبی اقدار کا رنگ دے کر اُنہیں مقامی قومیتوں پر مسلط کرنے کا عمل شروع کر دیا گیا۔ شمالی اور جنوبی ہندوستان کی لسانی ثقافتوں سے قطع نظر وادیِ سندھ کی زبانوں نے خالصتاً مقامی صنف ادب ''کافی'' کی شکل میں فارسی اور عربی شعری اصناف کی اِس درجہ مزاحمت کی کہ اُسے کسی بھی صورت فارسی اور عربی بحروں کا کُلی طور پر پابند نہ بنایا جا سکا اور یوں کافی روزِ اول سے آج تک خالصتاً مقامی صنفِ سخن ہی رہی۔

لیکن فارسی صنفِ ادب ہونے کے ناطے غزل کا معاملہ کافی سے مختلف رہا۔ اسے استعاری صنفِ شعر گردانتے ہوئے پہلے پہل تو ایک عرصے تک سرائیکی شعراء نے اِس کا بائیکاٹ کیے رکھا۔ جیسا کہ اوپر ذکر ہوا خُرم بہاولپوری ہی وہ پہلے شاعر تھے جنہوں نے غزل کو برتا اور کاملاً سرائیکی چھندوں کی حدود میں اور اُن کی ہی بنیاد پر۔ اور ثابت کیا کہ سرائیکی زبان اور اُس کے شعری نظام میں کسی بھی زبان کی کسی بھی صنفِ ادب کو تمام تر مقامی ثقافتی تقاضوں کے ساتھ اپنا لینے کی اہلیت موجود ہے۔ میرے نزدیک فارسی پسند طبقات نے جان بوجھ کر خُرم کی غزل کو طباعتی سہولت سے محروم کر کے سرائیکی غزل کے طور پر نمایاں نہ ہونے دیا۔ کیونکہ خُرم کی غزل کے سامنے آنے سے اُن کے اس تھیسس کی نفی ہوتی تھی کہ غزل ماسوائے فارسی عروض کے اور کسی اوزانی قیود میں لکھی نہیں جا سکتی۔ اسی تھیسس کے پیروکار آج بھی اپنے اِس نظریے پر قائم ہیں مگر کوئی منطقی دلیل پیش کرنے کی بجائے اِسے عالمانہ بحث کا موضوع قرار دے کر کسی اور وقت پر اٹھا رکھنے کی بات کرتے ہیں۔ لیکن اِس کے باوجود خُرم کا سفر رائیگاں نہیں گیا۔ تمام تر رکاوٹوں کے ہوتے ہوئے بھی غزل نے سرائیکی چُنری سر پر سجالی ہے۔ مقامی شعری اوزان کی جہات پوری توانائی اور جامعیت کے ساتھ سامنے آ رہی ہیں۔ اور سرائیکی زبان کا کوئی بھی طالب علم نہایت فخر کے ساتھ یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ وادیِ سندھ کی جملہ زبانوں میں سرائیکی ہی وہ واحد زبان ہے کہ جس میں غزل اُنیسویں صدی کے آخر سے مکمل طور پر مقامی ردھم کی بنیاد پر کہی جا رہی ہے۔

مگر خُرم بہاولپوری کو اِس آئین نو کی بہت بھاری قیمت چکانا پڑی۔ اُن کی شاعری اور

Scanned with CamScanner

لسانی تراکیب کو ''عوامی'' ہونے کا طعنہ دیا جانا معمول بنالیا گیا۔ اُن پر الزام تھا کہ وہ شاعری کی مروجہ معلّی زبان چھوڑ کر روزمرہ کی زبان استعمال کرتے ہیں۔ چونکہ یہ زبان فارسی زدہ اہلِ دانش کو اجنبی اور اپنے مرتب کئے ہوئے معیار کے مطابق نہ لگتی تھی، اِس واسطے اُنہوں نے وطیرہ بنالیا کہ محفلوں میں تو خُرم کی خوب تعریف وتوصیف مگر اُن کی عدم موجودگی میں نہ صرف اُن کے الفاظ و تراکیب کو تواتر سے سطحی اور بازاری کہہ کر اُس کا مذاق اُڑایا جائے بلکہ اُن کے کلام کی طباعت کی ہر طریقے سے حوصلہ شکنی کی جائے۔ گوکہ اشرافیہ اور خواص زیرِ لب تو اِس امر کو تسلیم کرتے کہ سرائیکی کے عوامی لہجے اور روزمرہ کے محاوروں کے انتخاب نے خُرم کی شاعری کو کتنا بلیغ، ارفع، اور رواں بنا دیا۔ مگر تمام تر حظ اُٹھانے کے باوجود اُنہیں کبھی اپنے آپ میں سے نہ سمجھا اور قربت کی صحبتوں کے ہوتے ہوئے بھی اندرخانے کہیں شخصی تصادم کا سا ماحول رہا۔ جب کہ عوام، جن کے لئے خُرم نے تمام عمر فارسی، عربی اور اُردو پر کامل دستگاہ ہونے کے باوجود اُن کی اپنی زبان سرائیکی کو وسیلۂ اظہار بنائے رکھا، محض اُن کی علمی بلند قامتی اور خواص کی جانب سے ظاہر کئے گئے بے فائدہ التفات کے سبب، تمام تر محبتوں اور احترام کے ہوتے ہوئے بھی اُن کے قریب نہ آسکے۔

خُرم بہاولپوری نے گوکہ 70 برس سے زائد عرصہ تک شاعری کی لیکن ظُرفہ ستم یہ کہ اُن کا سارا کلام نہ تو محفوظ نہ رہ سکا اور نہ ہی شائع ہو سکا۔ اِس کے پس منظر میں اُن کی اپنی بے وسیلگی، اُس پر سوا اُن کی خودداری، حلقۂ دوستاں میں شامل خواص کی قصداً منافقت اور زندگی میں اُس کی اشاعت کا اہتمام نہ ہوسکنا اہم عوامل کہے جاسکتے ہیں۔ عمومی طور پر کسی بھی عہد کے طبقۂ اشرافیہ کے نزدیک شعرو ادب اور فنونِ لطیفہ سے وابستہ شخصیات کی حیثیت فی الحقیقت کسی ایسے entertainer سے زیادہ نہیں ہوتی کہ جو اُن کی تھکی ہوئی شاموں کو تازگی بہم پہنچا سکے، اُس کا فن اُن کی ... پرستی کی شہرت کا موجب ہو اور اُس کی تخلیقات اُن کے محلوں کی زینت کو چار چاند لگائیں۔ لہذا اُن کی بے اعتنائی کا گلہ کیا کیونکہ وہ کسی شاعر کے کلام پر برسرِ محفل جھوم تو سکتے ہیں، حظ بھی اُٹھا سکتے ہیں مگر اُس کے کلام کو طباعت کی صورت ابدی فارمیٹ دے کر اپنا ہم پلہ کیسے بنا سکتے ہیں۔ ان حالات میں سید نذیر علی شاہ جیسے قدردان بھی خُرم کی زندگی میں اُن کے کلام کا محض

Scanned with CamScanner

ایک حصہ "یادِ رفتگان عرف گنج شائیگان" کے نام سے چھپوا سکے جو "خیابانِ خرم" کے عنون تلے 1965ء میں دوبارہ شائع ہوا۔ لیکن نذیر علی شاہ بھی یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ

"چاہئے تو تھا...... مگر خرم صاحب کو ناقدری روزگار کا مطلقاً گلہ نہیں۔ اشعار و غزل کے دفتر لئے پھرتے ہیں پر چھپوائے کون! کافی خرچ کا کام ہے، محکمہ تالیف کی سرپرستی میں ایک آنہ فنڈ سے یہ نعمت علم و خبر طبع کی جا کر محفوظ ہو تو اُمرائے ریاست کے بہت سے بے کار پڑے ہوئے پیسے کے لئے طباعت کلام خرم بہترین موضوع ہے"

حیات میرٹھی 'نقوش رفتگان' میں لکھتے ہیں

'' خرم کی زندگی کا سب سے زیادہ افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ اُن کی ساری عمر کی محنت محرومیٔ دولت کے سبب بارآور ثابت نہ ہوئی۔ اُن کا زیادہ تر کلام اُن کی زندگی میں غیر مطبوعہ رہا اور آج بھی اُن کے چھپنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ اِس لئے اُن کا غیر مطبوعہ کلام جن لوگوں کو میراث میں ملا ہے وہ نہ خود منظر عام پر لاتے ہیں اور نہ کسی دوسرے شخص کو یہ سعادت حاصل کرنے کا موقع بخشتے ہیں''۔
(صفحہ 230)

اِسی المیے کا بارے میں اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے ایک مقالہ نگار محمد اکرم اپنے 1984ء کے مقالے میں یوں بیان کرتے ہیں:

" خرم بہاولپوری کے سرائیکی، اُردو اور فارسی کلام کا بیشتر حصہ آج بھی اُن کے پوتے خان معین مقیم محلہ کجل پورہ بہاولپور کے پاس موجود ہے جو بڑے سائز کے چھ رجسٹروں میں درج ہے، غیر مطبوعہ ہے اور نہایت ابتر حالت میں ہے۔ راقم الحروف نے خود یہ کلام خان معین کے پاس ہزار دشواریوں کے بعد دیکھا ہے۔ مگر اُس کے عکس حاصل کرنے میں ناکام رہا ہوں کہ خان معین اِس ادبی خزینے پر مشل

Scanned with CamScanner

مار سرنگیج بیٹھا ہے۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ آج خُرم کی وفات (نومبر 1951ء) کے تینتیس برس بعد بھی اُن کا کلام نہیں چھپ سکا''۔(صفحہ 31)

خُرم نے اپنی ستر سالہ شاعری کا نہایت کڑا انتخاب اپنی خاصی ضخیم بیاض میں کر رکھا تھا جو ہر وقت اُن کے پاس رہتی تھی۔ مگر ایک دن وہ اِس سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے۔ اِس صدمے سے خُرم پر کیا گزری، اِس کا احوال شہاب دہلوی نے اپنی کتاب ''مشاہیر بہاولپور'' میں کچھ اِس طرح بیان کیا ہے:

'' دسمبر 1950ء میں پنجاب کے سیلاب زدگان کی امداد کے لئے ایک کُل پاکستان مشاعرہ تھا۔ اِس مشاعرے میں اُنہیں (خُرم بہاولپوری) ایک زبردست حادثہ پیش آیا جو بالآخر جان لیوا ثابت ہوا۔ ہوا یوں کہ خُرم صاحب اپنا کلام سُنا کر گھر لوٹے تو گھر پہنچ کر پتہ چلا کہ اُن کا قلمی دیوان اُن کے ہمراہ نہیں ہے۔ وہ اُسی وقت مشاعرے میں واپس گئے اور گھنٹوں اِدھر اُدھر دیوان تلاش کرتے رہے۔ لیکن وہ تو کسی چور شاعر کے ایسے ہتھے چڑھا کہ اُس نے پھر اُس کی ہوا تک نہ لگنے دی۔ بے چارے خُرم صاحب دل مسوس کر کے رہ گئے۔ اِس حادثے کا اُن کے قلب و ذہن پر اتنا اثر پڑا کہ ہر وقت ہنسنے بولنے والا کھلکھلاتا چہرہ ہمیشہ کے لئے بجھ کر رہ گیا۔ مجھے وہ اِس دوران جب بھی ملے بڑے مغموم و اُداس نظر آئے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ اِس دیوان میں اُن کی عمر بھر کی کمائی تھی جو یوں ضائع ہوگئی۔

اِس واقعے کے بعد خُرم صاحب تقریباً ایک سال مزید جیئے لیکن واقعہ یہ ہے کہ اُن کی زندگی کے یہ ایام بڑے حسرت ناک تھے۔ اُن کی شگفتہ مزاجی اور بذلہ سنجی بالکل مفقود ہو کر رہ گئی تھی۔ وہ اپنی زندگی کا

Scanned with CamScanner

سارا سرمایہ گنوا بیٹھے تھے۔ یہ صدمہ گھن کی طرح اُنہیں کھا گیا اور
آخر کار نومبر 1951ء کو یہ طوطیِ ہزار داستان ہمیشہ کے لئے خاموش
ہو گیا"۔ (مشاہیر بہاولپور......از شہاب دہلوی۔صفحہ 112۔مطبوعہ 1981ء)

اُوپر نقل کئے اقتباس سے عیاں ہے کہ خُرم صاحب کا یہ دیوان اُن کے باقی ماندہ کلام جو دفاتر کی صورت اُن کے ورثاء کے پاس موجود ہے، سے ہٹ کر کوئی کڑا اِنتخاب یا خاصے کی چیز تھا کہ جس کے چوری ہو جانے کا صدمہ خُرم جیسے مضبوط اعصاب کے شخص کے لئے جس نے زندگی بھر ایک سے بڑھ کر ایک صدمات کے ہوتے ہوئے بھی شگفتگی اور حوصلہ نہیں ہارا تھا، اِس قدر اندوہناک اور جان لیوا ثابت ہوا۔ اِس سلسلے میں کچھ زبانی روایات کے مطابق خُرم صاحب کا یہ غیر مطبوعہ دیوان اللہ آباد تحصیل لیاقت پور کے ایک ہمعصر شاعر کے ہاتھ لگا اور یوں اُسے وہ لے اُڑا۔ مگر وائے افسوس کہ خُرم کے اپنے مخصوص رنگ اور نمایاں ڈکشن کی وجہ سے یہ کلام اُس کے بھی پوری طرح سے کام نہ آ سکا۔ لیکن اب اِس کا ایک دستاویزی ثبوت میرے ہاتھ اُس وقت لگا جب میں اُن کے غیر مطبوعہ کلام کی جستجو میں ایک ایسے صفحے تک جا پہنچا جو خُرم صاحب کا اپنا قلم برداشتہ ہے۔ 1894ء کے نوشتہ اِس صفحہ پر کافی ''رُٹھے یار ڈاڈھے او کھے منیندے، منتاں تے زاریاں ترلے کریندے''، لکھی ہوئی ہے۔ اللہ آباد کے رہنے والے اُس شاعر کی پیدائش بیسویں صدی عیسوی کے شروع کی ہے، جس کے سبب سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ یہ کافی، جو اُن کے نام سے موسوم ہے، اُنہوں نے 1894ء میں اُس وقت لکھ لی جب وہ پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔

جیسا کہ پہلے بیان ہوا کہ پہلے تو اُس وقت کے دوست نما خواص کی جانب سے عمداً حیل و حجت، زبانی جمع خرچ کی حد تک کی پذیرائی اور خُرم صاحب کی اپنی خودداری اور تنگدستی اُن کے کلام کی طباعت کے آڑے آتی رہی اور پھر اِس دوران جب اُن کے منتخب دیوان کی چوری کا واقعہ پیش آیا تو زندگی کو اُس کے جملہ رنگوں میں ہمیشہ رجائیت سے دیکھنے والا پچانوے برس کا یہ بوڑھا شاعر تمام تر ہمت کے باوجود حوصلہ ہار بیٹھا۔ خُرم کے آخری ایام میں اُن کی اِس کیفیت کے بارے میں پروفیسر معین الدین حسن قریشی نے بتایا:

Scanned with CamScanner

"خرم موت سے صرف پندرہ دن قبل میرے پاس تشریف لائے۔ وہ انتہائی مایوسی کے عالم میں تھے۔ زمانے کی ناقدر شناسی کا گلہ کیا اور فرمایا کہ میرے کلام کو موت کے بعد میرے ساتھ قبر میں دفن کر دیا جائے"

(مقالہ از محمد اکرم.....صفحہ ۲۸)

کیفی جامپوری کے مطابق

''اُنہوں نے نگینۂ حیات کے ہر پہلو کو بڑے پیار سے دیکھا ہے۔ بایں ہمہ دیکھنے والے کہتے ہیں کہ وہ تمام عمر قعرِ دریا میں رہے لیکن دامن تر نہ ہونے دیا۔ وہ ایسے مسلمان تھے کہ ہندو بھی اُن کے مداح تھے، ایسے سُنّی تھے کہ شیعہ بھی اُن کا احترام کرتے تھے۔ ایسے ہی آدمیوں کو باہمہ اور بے ہمہ کہا جاتا ہے''۔

جب کہ عزیز نشتر غوری نے اپنے مضمون ''خُرم دا اصلی روپ'' کو سمیٹتے ہوئے اُن کی زندگی اور شخصیت کو اِن الفاظ میں پرو دیا:

''خُرم بہاولپوری باغ و بہار شخصیت کے مالک تھے۔ آپ نے ایک بھرپور زندگی گزاری۔ آپ نے اچھے اور برے دونوں حالات دیکھے اور ہمیشہ مطمئن رہے۔ لیکن عمر کے آخری حصے میں زمانے کی نا قدر شناسی کا گلہ ضرور کرتے تھے اور دوستوں کی خود غرضی اور بے وفائی کا رونا بھی روتے''

بہاولپور کے لوگوں کی بے اعتنائی اور بے مروتی کا شکار ہو کر بھی وفات سے ایک برس قبل ۱۹۵۰ء میں لاہور میں ترقی پسند مصنفین کے اجلاس کی صدارت خُرم صاحب کے حصے میں آئی۔ مگر یار لوگوں نے جو ہمیشہ اُنہیں غیر سنجیدہ مذاق کا نشانہ بنانے پر کمر بستہ رہتے تھے، اُن کے اِس اعزاز کو بھی متنازعہ بنانے اور اُنہیں ایک ایسا کمزور انسان ثابت کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی جو کسی بھی معمولی نوعیت کی مصیبت پڑنے پر اپنے اخلاقی مرتبے سے گر جاتا ہے، اپنے کئے سے

Scanned with CamScanner

منحرف ہو جاتا ہے اور جسے اپنے اطراف میں برپا ہونے والی ادبی تحریکوں کی نہ تو کوئی خبر ہے اور نہ اُن سے کوئی سروکار۔ اِس واقعہ کے بارے میں شہاب دہلوی اپنی کتاب ''مشاہیر بہاولپور'' میں کچھ یوں رقمطراز ہیں:

''غالباً 1949ء یا 1950ء کے اوائل کی بات ہے، لاہور میں ترقی پسند مصنفین کا اجلاس ہو رہا تھا۔ جس میں اِس گروہ کے سبھی نامی گرامی شعراء و ادباء شرکت کر رہے تھے۔ یہ (خُرم) اُن دنوں اپنے کسی نجی کام سے لاہور گئے ہوئے تھے۔ جب کانفرنس کے منتظمین کو پتہ چلا کہ خُرم صاحب لاہور میں ہیں تو اُن کے پاس پہنچے اور اُنہیں راضی کر کے پاکستان کے ترقی پسند مصنفین کی کانفرنس میں مسندِ صدارت پر لا بٹھایا۔ خُرم نے بھی اپنی ضعیفی اور پیرانہ سالی کے باوجود اپنے خیالات کی جدت اور خوش فکری و طباعی سے شرکائے کانفرنس کو مایوس نہیں کیا۔

اگلے روز تمام اخبارات میں خُرم کی تصویر کے ساتھ کانفرنس کی روداد بھی شائع ہوئی تو اہلِ بہاولپور کو بڑی حیرت ہوئی۔ کئی دن تک سی آئی ڈی بھی بہاولپور میں اُن کا تعاقب کرتی رہی۔ اُن سے جب کسی نے پوچھا کہ آپ اِن ترقی پسندوں میں کیسے پھنس گئے تو بڑی معصومیت سے جواب دیا کہ ''میں تو خود نہیں سمجھ سکا کہ ترقی پسندی کیا بلا ہے''۔ بہرحال وہ خوش تھے کہ زندگی میں پہلی مرتبہ اُنہیں ملک گیر شہرت حاصل ہوئی تھی۔ (صفحہ 112-111)

اب اِسی واقعے کو کیفی جام پوری اپنی کتاب ''سرائیکی شاعری'' میں اِس طرح بیان کرتے ہیں:

''1950ء میں پاکستان کے ترقی پسند مصنفین کا لاہور میں بڑا بھاری اجتماع ہوا۔ خُرم صاحب کو بھی دعوت نامہ بھیجا گیا۔ یہ اِس

Scanned with CamScanner

اجتماع میں شامل نہ ہونا چاہتے تھے۔ملتان کے ایک ترقی پسند اُنہیں بہلا پھسلا کر لے گئے۔وہاں لاہور کے اوپن ایئر تھیٹر میں انہوں نے اپنا کلام سنایا اور خوب داد وصول کی۔دوسرے دن پاکستان ٹائمز میں اُن کا فوٹو شائع ہوا جس میں انہیں کلام سناتے ہوئے دکھایا گیا تھا۔یہ بڑے خوش وخرم لاہور سے ملتان پہنچے اور اپنے دوست نسیم ملک کے ہاں ٹھہرے اور کئی قسم کے کھانوں کی فرمائش کردی۔ملک صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں خُرم صاحب کو اپنے مکان میں چھوڑ کر ایک ضروری کام سے چلا گیا۔ واپس ہونے میں دیر ہوگئی۔راستے میں معلوم ہوا کہ مقامی پولیس خُرم صاحب کی تلاش میں ہے اور اُنہیں گرفتار کرنا چاہتی ہے۔کیونکہ اُن دنوں وہ حکومت وقت کے معتوب تھے۔میں نے آ کر یہ ماجرا سنایا تو سٹپٹا گئے۔کھانا لا کر اُن کے سامنے رکھا تو ایک نوالہ بھی حلق سے نہ اُترا۔ملک صاحب نے فوراً انتظام کر کے راتوں رات اُنہیں بہاولپور پہنچا دیا۔اور اِدھر اُنہوں نے خُرم صاحب کا ایک بیان اخبارات میں شائع کرا دیا کہ" مجھے ترقی پسند مصنفین کی جماعت سے کوئی سروکار نہیں۔نہ مجھے اِس جماعت کے اغراض ومقاصد کا علم ہے۔میں بوڑھا آدمی ایک صاحب کے بھرے میں آ کر اِس اجتماع میں شامل ہوا۔اِس پر نادم ہوں"۔اِس بیان کے شائع ہونے پر معاملہ رفع دفع ہوگیا اور خُرم صاحب نے اطمینان کا سانس لیا۔نسیم ملک اور خُرم میں بڑا گہرا یارانہ تھا۔خُرم صاحب اُن کے ہاں آ کر ہفتوں ٹھہرتے تھے۔بڑی بے تکلف باتیں ہوتیں۔باتوں باتوں میں جب ترقی پسندوں کا ذکر آ جاتا تو وہ اُن کو خوب گالیاں دیتے"۔(صفحہ 311-312)

Scanned with CamScanner

اب ملاحظہ کیجئے کہ ایک ہی واقعہ کو ایک ہی عہد کے دو ادبی زعماء نے جو مختلف شہروں کے رہنے والے تھے، کس قدر مختلف انداز میں بیان کیا ہے۔ شہاب صاحب کا کہنا ہے کہ وہ کسی نجی کام کے سلسلے میں لاہور گئے ہوئے تھے اور اُنہیں مسند صدارت پر لا بٹھایا گیا جب کہ کیفی صاحب نے اتنا کرم کیا کہ دعت نامہ کا بھجوایا جانا تسلیم کرلیا۔ جو صاحبان اُس وقت کے ترقی پسند مصنفین کی شعوری سطح، تنظیمی صلاحیتوں اور non-compromising اندازِ فکر سے ذرہ برابر بھی واقفیت رکھتے ہیں وہ واقعہ کی اِس طرح کی بُنت کو کسی طور تسلیم نہیں کر سکتے۔ یہاں یہ تصور بھی محال ہے کہ ترقی پسند اپنے 1950ء کے سب سے بڑے اجتماع میں کسی نجی کام کے سلسلے میں آئے ہوئے غیر معروف شاعر کو مسند صدارت پر لا کر بٹھا دیں اور وہ غیر معروف شاعر بس ''بھولے بھا'' انتہائی ترقی پسندانہ گفتگو بھی کر دے اور انقلابی کلام بھی سنا دے۔ ادب کے جو طالب علم خُرم کے مقام، شخصیت اور اندازِ حیات کا کسی طرح بھی فہم رکھتے ہیں وہ یہ کس طرح مان سکیں گے کہ خُرم جیسا انسان اپنے اُس کیئے پر نادم ہو سکتا ہے کہ جو تمام عمر اُس کا نظریہ حیات رہا ہو۔

کیفی صاحب کے اِس بیان کی تصدیق بھی میرے لئے محال ہے کہ دعوت نامہ تو ملا بہاولپور میں مگر ملتان کا کوئی ترقی پسند اُنہیں بہلا پھسلا کر لے گیا۔ اور کیا عجیب بات ہے کہ نسیم ملک صاحب نے اُنہیں ملتان سے بہاولپور بھجوا کر اُن کی طرف سے اخبارات میں ''لاتعلقی'' کا بیان شائع کرا دیا جس سے معاملہ رفع دفع ہو گیا۔ حیرت ہے کہ ''بہاولپوری'' کو پولیس ملتان میں ڈھونڈ رہی تھی اور اُنہیں پولیس کی نگاہوں سے بچانے کے لئے دوست نے بہاولپور ہی بھجوا دیا تا کہ پولیس کو ڈھونڈنے میں سہولت رہے۔ اب لگے ہاتھوں اِس بات کی صحت کا بھی اندازہ کرلیں کہ خُرم صاحب ہفتوں آ کر نسیم ملک کے ہاں ملتان میں ٹھہرتے اور باتوں باتوں میں جب بھی ترقی پسندوں کا ذکر آتا تو خُرم انہیں خوب گالیاں دیتے۔ واقعہ یہ ہے کہ ترقی پسندوں کی کانفرنس 1950ء میں ہوئی، اُسی برس دسمبر میں خُرم صاحب کا دیوان ایک مشاعرے میں چوری کرلیا گیا، اُس کے بعد اُنہوں نے مسلسل علیل رہنا شروع کر دیا، بول چال اور شگفتگی سب روٹھ گئی اور اِسی کیفیت میں اُن کا انتقال نومبر 1951ء میں ہو گیا۔ لہذا اِس کانفرنس کے بعد وہ کب ملتان جا کر

Scanned with CamScanner

رہے اور کب اُنہوں نے ترقی پسندوں کا گالیاں دیں۔

حقیقت یہ ہے کہ خُرم اپنی ندرت فکر اور جدت طرازی کے سبب سرائیکی شعروادب میں ترقی پسندی کے سرخیل نظر آتے ہیں اور اُن کی یہ شہرت صرف ریاست بہاولپور تک محدود نہیں تھی بلکہ برصغیر پاک و ہند میں جہاں جہاں بھی سرائیکی، اُردو اور فارسی سمجھی جاتی تھی، اُن کا نام ''روایات شکن'' شاعر کے طور پر معروف تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اُس وقت کے ترقی پسندوں نے اتنے سارے ادبی زعماء کے ہوتے ہوئے بھی اُن کا نام صدارت کے لئے منتخب کیا۔ مگر بدقسمتی سے بہاولپور میں اُس دور کے طرزِ کہن پر اَڑنے والے ادبی ٹھیکداروں نے اجتماعی طور پر اُن کی سنجیدہ تفہیم کی حوصلہ شکنی میں ناکامی کے بعد اُن کی کردار کشی، ملبوس رسوائی اور غیر سنجیدہ شخصیت سازی کے ذریعے اُنہیں اُن کے مقام سے گرانے کی کوشش کی۔ مقصد یہی تھا کہ ایک جانب تو ترقی پسندی کی بیخ کنی کی جائے اور دوسری جانب خُرم کی قامت کو گھٹا کر اپنے بونے پن کو بلند قامتی میں بدل لیا جائے۔ لہٰذا خُرم صاحب سے ایسی روایات منسوب کر لی گئیں جو اُن کی شخصیت کے عمومی تاثر کے بالکل برعکس ہیں۔

جب کہ خُرم تو اپنی زندگی کے آخری دنوں میں ترقی پسند مصنفین کی کانفرنس کی صدارت کے اعزاز پر ہمیشہ خوشی اور فخر کا اظہار کیا کرتے تھے۔ مگر اُنہیں اپنے دوستوں کے رویے کا گلہ ضرور تھا۔ ہمارے خاندان کے ایک بزرگ حاجی محمود بخش (متوفی 1984ء) کے مطابق کانفرنس کا دعوت نامہ اُنہوں نے اپنے بہاولپوری دوستوں سے کانفرنس کے منتظمین کی خواہش کے مطابق چھپائے رکھا ورنہ اُن کے حسد کے سبب اُن کا لاہور جانا ممکن نہ رہتا۔ انہیں نسیم ملک سے بھی گلہ تھا کہ محض اپنے آپ کسی ممکنہ باز پرس سے محفوظ رکھنے کے لئے، اِس بہانے بہاولپور کا راستہ دکھا دیا۔ اگر پولیس کو واقعی خُرم کی گرفت مطلوب تھی تو اُنہیں بہاولپور میں گرفتار کیوں نہ کیا گیا۔ وہ نہایت افسوس سے کہا کرتے کہ اگر میرے اپنے مجھے عزت نہیں دیتے تو نہ دیں مگر اُس مقام و مرتبے سے تو نہ گرائیں جو اغیار کی دین ہے۔ حقیقت میں جس پیمانے پر خُرم کو پزیرائی ملی ،جس طرح قومی اخبارات نے کوریج دی، وہ دوستوں سے ہضم نہ ہو سکی اور اِس طور اِس اعزاز کے

Scanned with CamScanner

بارے میں بھی ندامت، پچھتاوے اور معافی تلافی جیسے کئی من گھڑت افسانے گھڑ لئے گئے۔

حضرت خُرم بہاولپوری کی زندگی کے آخری لمحات کے بارے میں اُن کے پوتے خان معین نے 4/جنوری 1984ء کو مقالہ نگار محمد اکرم کو بتایا کہ

''خُرم بہاولپوری وفات سے چند گھنٹے قبل بازار گئے، گوشت وغیرہ خرید کر لائے اور آ کر پکانے کی فرمائش کی۔ پھر گرم پانی سے غسل کر کے لیٹ گئے اور کہا مجھے دوبارہ مت نہلانا۔ یہ کہتے ہوئے کلمہ پاک پڑھا اور اِس دارِ فانی سے کوچ کر گئے''

کیفی جامپوری کے مطابق اُن کی وفات 2/صفر 1371ھ کے دن ہوئی اور رحلت کے وقت اُن کی عمر چھیانوے برس چار ماہ اور چار دن تھی۔ اِس کی تصدیق عیسوی کیلنڈر کے لحاظ سے ملک محمد اکرم کے بیان سے ہوتی ہے کہ جن کے مطابق خُرم صاحب کی وفات نومبر 1951ء میں شام پانچ بجے ہوئی اور وہ اپنے گھر محلّہ کجل پورہ بہاولپور سے متصل قبرستان نور شاہ بخاری میں دفن ہوئے۔ جب کہ محمد نعیم الدین احمد اریلہ کا ''خیابانِ خُرم'' کے نوٹ میں یہ لکھنا کہ اُن کی وفات تقریباً چوراسی برس کی عمر میں ہوئی، قرین قیاس نہیں۔ کیونکہ قمری کیلنڈر کے مطابق اُن کی پیدائش 27/رمضان 1271ھ اور وفات 2/صفر 1371ھ متفقہ علیہ ہے تو شمسی کیلنڈر کی بنیاد پر اُن کی عمر چھیانوے برس کے لگ بھگ ہی ہونی چاہیے۔

وہ شاعر جسے مولانا ظفر علی خاں ''غالب و خسرو ثانی'' کہتے تھے اور سَر شاہ دین ''قاآنی وقت اور قاآنی ثانی''۔ جسے سَر عبدالقادر نے ''ملک الشعراء'' اور ''فردوسی وقت'' کا خطاب دیا اور مولوی عزیز الرحمٰن نے ''حافظ شیرازی اور عمر خیام'' کا۔ لیکن محی اللسان، سعدی زماں عُرفی دوراں اور انوری عصر کے نام سے یاد کیا جانے والا یہ شاعر اس لحاظ سے بدقسمت رہا کہ جس کی سنجیدہ تفہیم تَل وسیب اور بہاولپور کے لوگوں نے اُس کی زندگی میں ایک روایت شکن عوامی شاعر ہونے اور اُس کی غربت کے سبب نہ کی اور موت کے بعد سرائیکی وسیب نے اُسے اِس لئے بھُلا دیا کہ وہ محض بہاولپوری شاعر تھا، جسے یاد رکھنے کی چنداں ضرورت نہ تھی۔

Scanned with CamScanner

مُرم کی شاعری کی اصناف، موضوعات ومحاسن

مُرم بہاولپوری کی شاعری کی بھرپور تفہیم کے واسطے اُس زمانے کے معروضی حالات، ملکی معاملات، سماجی بُنت اور سیاسی اُتھل پُتھل کو پیشِ نظر رکھنا نہایت ضروری ہے۔مُرم بہاولپوری، خواجہ غلام فرید کی پیدائش (1845ء) کے تقریباً دس برس بعد 1855ء میں پیدا ہوئے کہ جب برصغیر سے مسلمانوں کے اقتدار کا بوریا لپیٹا جا چکا اور سرکار انگلستان کے تحت ایک نئی عملداری وجود میں آ رہی تھی۔ریاست بہاولپور کے سیاسی حالات بھی شورش پذیر تھے۔نواب محمد بہاول خاں رابع 13 اکتوبر 1858ء کو تخت نشین ہوا مگر لاتعداد اندرونی سازشوں، داؤد پوتوں کے بلووں اور جمعدار احمد خاں کی سرکشی کے دوران پراسرار حالات میں 25 مارچ 1866ء کو وفات پا گیا۔اُس کے بعد اُس کے کمسن بیٹے صادق محمد خاں رابع کی گورنمنٹ انگریزی کی مداخلت سے صرف ساڑھے چار برس کی عمر میں دستار بندی کر دی گئی۔جب کہ اُس نے اختیارات 1879ء میں سنبھالے اور اُنیس برس کی حکومت کے بعد محض سینتیس برس کی عمر میں 14 فروری 1899ء کو رخصت ہوا۔

یہ نسبتاً سیاسی ومعاشی استحکام کا دور تھا کہ جس میں صادق گڑھ پیلس ڈیرہ نواب صاحب میں تعمیر ہوا۔خواجہ غلام فرید کی ریاستی سطح پر پذیرائی اِس انداز میں ہوئی کہ نواب اُن کے ہاتھ پر

Scanned with CamScanner

بیعت ہوا۔ اِسی نواب کے دور میں فنونِ لطیفہ کی سرپرستی ہوئی۔ محافلِ شعروادب کوفروغ حاصل ہوا۔ اور یہی دورِ خُرم صاحب کی جوانی کا تھا۔ نواب صادق خاں رابع کے بعد نواب بہاول خاں خامس عباسی کا دورِ حکومت صرف تین برس رہا کہ نواب پچیس برس کی عمر میں 15 فروری 1907ء کو راہیِ ملکِ عدم ہوا۔ ریاست کا سنہری دور نواب صادق محمد خاں خامس کا کہا جاتا ہے جو اُن کی وفات 24 مئی 1966ء تک محیط ہے۔ مگر اِس دوران برصغیر کی سطح پر قیامِ پاکستان کی تحریک، پاکستان کا وجود میں آنا اور 1956ء میں ریاست بہاولپور کا پاکستان سے الحاق بھی اپنے اثرات کے لحاظ سے اہم ترین واقعات تھے۔ گوکہ خُرم ریاست کے الحاق سے قبل ہی 1951ء میں وفات پا چکے تھے مگر اُنہوں نے ریاستی نظام اور اقدار کی شکست وریخت، عُمال کی بداعمالیاں، شُرفاء کی رسوائیاں، بدکاروں کا عروج، وضعداری کا خروج، خوش قسمتی کی آنکھ مچولی، بدبختیوں کا جبر اور دنیا کی بے رحمی و بے ثباتی کو کسی آسیبی ناٹک کی طرح نہ صرف اپنی آنکھوں کے سامنے سے گزرتے دیکھا بلکہ یہ سب کچھ اُن پر اُس عمر میں اس طور بیتا کہ جب وہ یہ سب کچھ سہنے اور اِس پر کسی عملی ردِ عمل کی حیثیت اور عمر سے گزر چکے تھے۔

اُنہوں نے شاہ عبداللطیف بھٹائی، مولوی لطف علی اور خواجہ فرید جیسے صوفی شعراء کی جانب سے نوابین بہاولپور کے قصیدے اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ علامہ محمد اقبال جیسے شاعر کو نواب بہاولپور کی مدح سرائی کرتے پایا۔ حُسن کو دولت کے حضور سربسجود اور عشق کو بے نیل و مرام پایا۔ وفاداریوں کا مول لگتے دیکھا اور انصاف و اعتبار کو طاقتور کے تلوے چاٹتے پایا۔ لوٹ کھسوٹ اور چھینا جھپٹی کے ادوار میں سکون کی چند گھڑیاں ریگستان کی چھاؤں کی طرح ہی نصیب میں آتیں۔ ایسے میں جو کچھ، جیسا بھی، جس قدر کسی کے ہاتھ لگتا، وہ اُسی کو اپنا مقدر جان کر اُچک لے جاتا۔ ایسے میں خُرم جیسے تخلیق کار کے واسطے باعث کشش کیا رہا تھا۔ سو بے ثباتی کو ہجوم میں، ہجوم کو تنہائی میں اور تنہائی کو آنسوؤں میں تلاش کرتے کرتے تمام عمر ایک ایسے خواب کی صورت بِتادی جو جاگتی آنکھوں میں محض کیف کی صورت آباد رہا۔

خُرم بہاولپوری کے زمانے تک سرائیکی شاعری کو صرف صوفیانہ کلام کے لئے مختص سمجھا

Scanned with CamScanner

جاتا تھا۔ ہر وہ شاعر جو تصوف کی زبان میں معرفت کی بات کرتا اور بظاہر عشق مجازی کے پردے میں عشق حقیقی کا پیغام دیتا تو سمجھا جاتا کہ اُس نے شاعری کرنے کا حق ادا کر دیا۔ اِس ماحول میں اُس شاعر کی پہچان ہی نہ ہو پاتی جو انسانوں کے لب ولہجہ میں انسان کی بات کرتا۔ وہ انسان جو نہ تو پورا فرشتہ بن سکتا ہے اور نہ ہی پورا شیطان۔ اِس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ خُرّم بہاولپوری سرائیکی شاعری کے ارتقاء میں وہ پہلا شاعر ہے جس نے سرائیکی شاعری کو لباس تصوف کے علاوہ معاصر معاشرت کے رنگوں سے رنگی ہوئی چولیاں ، گھگھرے اور دل موہ لینے والی پوشاکیں بھی پہنائیں۔ خُرّم صاحب نے کس کس میدان میں طبع آزمائی کی، کون کون سے گُلِ سخن کی خوشہ چینی کی، سرکار کی فارسی کے طمطراق میں ہزیمت زدہ قرار دی گئی سرائیکی زبان کو کس طرح اپنی شاعری سے اعتبار عطا کیا، اُن کے شعری اثاثے کے فنی محاسن کیا ہیں، اِس بارے میں مناسب ہوگا کہ دیکھا جائے اُن کے فرزند محمد نعیم الدین احمد اریبلہ کیا کہتے ہیں:

''حضرت مولوی حافظ حکیم خان محمد نصیر الدین حسن صاحب خُرّمؒ نے باوجود افکار و بوقلمون حوادث روزگار و حسد وطعن یار و اَغیار تن تنہا اِس زبان بہاولی (سرائیکی) کو پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے اور اِس میں تمام اقسام صنائع بدائع یعنی کلام کی خاص خوبیاں کوٹ کوٹ کر بھر دی ہیں جو عربی، فارسی اُردو میں مایہ ناز ہیں، ان سب کا اِس زبان میں استعمال کیا گیا ہے جو پہلے کسی نے نہیں کیا تھا۔ اور کہ جس سے پہلے یہ زبان معریٰ یعنی بلا حاشیہ تھی۔ خوبی بندش، نُدرتِ خیال، جدتِ مضامین، شوکت الفاظ و معانی ، لطافت مضامین، حُسنِ تخلص، حسن ادب، کثرتِ لغات، محاورات، ضرب الامثال سے مالا مال کر کے اِس زبان کو تمام تر رنگینیوں ، نازک خیالیوں کا گلزار بنا دیا ہے۔ با وصفیکہ یہ مہتمم بالشان کام کئی کئی سلطنتوں کی خاص توجہ اور کامل افراد کی اجتماعی جگر کاریوں اور عرق ریز جانکاہیوں کی مسلسل قربانیوں

Scanned with CamScanner

میں جا کر انجام پاتا ہے۔تن تنہا اِس کو بڑی خوبی اور ہمہ گیری سے انجام دیا ہے۔

غیر زبان کا کوئی لفظ غیر مانوس جس کے سننے کے بعد سامع کو پھر سمجھنے یا غور پر مجبور ہانے یا پریشان ہونے اور لغت کی کتاب دیکھنے کا محتاج ہونا پڑے، ہرگز نہیں ہے۔ ہماری زبان کے بہت سے الفاظ اور لغات اور محاورات جو فصاحت کی جان تھے اور اُن کو کسی نے استعمال نہیں کیا تھا، اُن کا استعمال کر کے دکھادیا کہ اِن یتیم اور کسمپرس الفاظ کی کس طرح پرورش کی ہے جو جوہر قابل کی طرح مایہ ناز ہیں۔اصلی اور سچے واقعات عشق مجاز کا فوٹو اِس طرح آج تک کسی نے نہیں دکھایا۔لامحالہ اِس باب میں ید طولےٰ کی ڈگری بحق والدم ہی صادر ہوگی۔

غیر زبان کے الفاظ ہماری زبان میں جس طرح رائج تھے، اُن کو صحیح مان کر (اگرچہ اصل زبان کے مقابلے میں وہ غلط ہی کیوں نہ تھے) استعمال کیا ہے۔جیسے وقت سے وخت، غریب سے گریب، جیسے حضور خواجہ غریب نواز قدس اللہ سرہ، نے ایک موقع پر غلبہ کے لفظ کو غلبہ جس طرح وہ ہماری زبان میں غلط سلط استعمال ہوتا ہے، اُسی طرح استعمال کیا ہے۔حضرت میر تقی مرحوم نے لفظ پلید کو پلیت۔ اِس کے معنی یہ نہیں کہ انہوں نے غلطی کی بلکہ روزمرہ کو اصل زبان پر ترجیح دی۔ وہ زبان کے مالک تھے اور محاورہ کو اصلیت پر مقدم سمجھتے تھے۔

قطعہ بند بھی پہلے کسی نے بہاولی (سرائیکی) زبان میں نہیں لکھے جس کا مضمون مسلسل چلے۔موصوف نے قطعہ بند بھی لکھا ہے اور بعض اشعار محض محاورے اور لغت کے استعمال کے لئے لکھے ہیں۔اِس

Scanned with CamScanner

سے زیادہ اور کوئی مطلب یا ضرورت اِن کی نہ تھی۔ صنعت التزام کا بھی ہر جگہ لحاظ مدنظر رکھا گیا ہے۔

عربی، فارسی، اُردو میں گریز اور حسنِ تخلص سے شاعر کی طبیعت کا زور دیکھا جاتا ہے اور یہ صنعت پہلے کسی شاعر نے آج تک نہیں دکھائی، موصوف نے اِس زبان میں دکھادی ہے۔ اِسی طرح تابمقدور بھرتی بالکل ندارد ہے اور ترکیب کا اُلٹ پھیر مطلقاً غائب۔ محاورہ، روزمرہ سے کلام آراستہ، وہی شوخی، وہی بندش، وہی چستی، وہی رنگینی، وہی نازک خیالی، وہی بلند پروازی، مطلع، زیب مطلع، صنعت اشتقاق، تکرار میں خصوصیت، الفاظ کی مینا کاری، ترصیع و تسجیع۔

نامراد اور یتیم، کسمپرس، غیر مستعمل، نگاہوں سے گرے ہوئے جواہر ریزوں کا کوٹ کوٹ کر بھرنا اور استعمال کرنا ہے جو آج تک کسی نے استعمال نہیں کئے اور یہی وجہ ہے کہ وہ آج غریب اور اجنبی استعمال ہوتے ہیں۔ اور اِسی غربت کے باعث طبائع کو شاید اِس سے نفرت بھی ہو، مگر معلوم رہے کہ یہی الفاظ فصاحت کی جان اور بلاغت کا ایمان ہیں۔ یہ ظلم نہیں کہ ایک زبان کے الفاظ کو اس زبان سے ہمیشہ کے لئے جلاوطن کردیا جائے جب کہ ہم مانتے ہیں کہ وہ ہماری زبان کے الفاظ ہیں۔ پھر کوئی وجہ ہے کہ شعر میں اِن کا استعمال نہ کیا جاوے۔ کیا (کسی زبان دانی یا ادب) اِن کو چھوڑ دینے کے بعد مکمل کہا جاسکے گا۔ سچ تو یہ ہے کہ نئی باتوں یا کاموں سے جن سے طبائع غیر مانوس ہوں یا مختلف طبائع مختلف اثرات سے متنفر اور حقارت کی نظر سے دیکھتے ہوں مگر جب ایک عرصہ کے بعد لوگوں پر اُن کے حقائق کھلتے ہیں تو وہی چیز مرغوب اور مطبوع ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ اوائل میں اسلام، علم مسمریزم یا طب عام اِس سے کہ وہ انگریزی ہو

Scanned with CamScanner

یا ہومیو پیتھی۔

> قدرت نے اِس بے حد وسیع و فصیح شیریں زبان کے بیش بہا، بے انت خزانے جو قیمتی جواہرات کے گنج ہائے بے پایاں کی واحد خزینہ دار ہے، ازل سے صرف حضرت خُرم صاحب موصوف کے لئے مامون و مکنون رکھے ہوئے تھے، جو اُنہیں عطا ہوئے''۔(خیابان خُرم۔صفحہ 12-10)

خُرم بہاولپوری کے سنِ شعور سے تھوڑا عرصہ قبل برِصغیر میں غالب جیسا شاعر گزر چکا تھا جس نے اپنی فارسی اور اُردو غزل کے ذریعے شعری روایات کو نیا مفہوم اور شاعری کو روایتی حبس سے پاک وسیع جہتیں عطا کر دی تھیں۔یہ غالب ہی کی جدت طرازی کا پیدا کردہ ماحول تھا کہ جس میں علامہ محمد اقبال، الطاف حسین حالی، امیر مینائی، حسرت موہانی، محمد حسین آزاد اور اِسی صف کے دیگر ادبی زعماء نے دنیا کو ایک نئی شعوری بیداری کے ساتھ دیکھا۔خُرم بہاولپوری بھی انہیں کے ہمعصر اور اِسی غیر مرئی تحریک کے قافلہ شریک تھے جس نے بظاہر کوئی احساس دلائے بغیر لوگوں میں اپنے آپ کو ایک اور ڈھب سے دیکھنے کا سلیقہ عطا کرنے کا عمل جاری رکھا ہوا تھا۔اِس لئے یہ نتیجہ نکالنے میں کوئی مضائقہ نہیں کہ اپنے شعور کی تربیت اِسی شعری ماحول میں ہونے کے سبب خُرم بہاولپوری بھی سرائیکی شاعری کو اُسی ماحول میں لے آئے جہاں شاعر کا موضوع روزمرہ کے مسائل، تکالیف، مصائب، اور ظاہری و باطنی حادثات سے رونما ہونے والے ردِعمل تھے۔

بدقسمتی سے خُرم بہاولپوری کی سرائیکی شاعری کو اب تک صرف کافیوں کے حوالے سے ہی دیکھا گیا ہے۔ جب کہ میرے نزدیک اُن کی غزل گوئی ہی اُن کا بھرپور تعارف ہونا چاہئے تھی۔اِس ''بظاہر بے خبری'' کا اندازہ اِس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ کیفی جامپوری نے بھی اپنی کتاب ''سرائیکی شاعری'' میں خُرم بہاولپوری کی غزل گوئی کا ذکر تک نہیں کیا اور صرف اُن کی کافیوں کے تذکرے کو ہی کافی جانا ہے۔جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے، شاعری میں فارسی اصنافِ سخن خاص طور پر غزل کی عظمت کا پرستار طبقہ اپنی مخصوص نصابی تربیت کے سبب اُردو زبان میں بھی

Scanned with CamScanner

غزل کہنے کا روادار نہ تھا تو اِس ماحول میں وہ سرائیکی میں غزل اور غزل کہنے والے کو کس طرح سندِ قبولیت عطا کر سکتے تھے۔ ابھی تو غالب کی اُردو غزل اپنی بقا کی جنگ لڑ رہی تھی کہ وہاں سرائیکی غزل کہنے والا خُرم بھی سینہ تانے سامنے آ گیا۔ لہذا فارسی اور اُردو کے حوالے سے اشرافیہ کے نزدیک محترم و معتبر بزرگ حافظ نصیرالدین جونہی سرائیکی میں لکھنے کا خواہاں ہوا یا بطور خُرم بہاولپوری اپنی پہچان بنانے کی کوشش کی تو اُسے کسی صورت بھی ایک بوڑھے مسخرے سے زیادہ اہمیت کے قابل نہ گردانا گیا۔ لیکن تاریخ شاہد ہے کہ استعماری رویے جہاں بھی در آئے، ایک خاص عرصے تک تو جبر کی صورت مسلط ہو سکے، ہمیشہ کے لئے نہیں۔ خُرم کی سرائیکی غزل کو ہر ممکن طریقے سے مطعون و مذموم قرار دینے اور صفحۂ وقت سے مٹانے کی ہزار کوشش کی گئی مگر خُرم کی اپنی دھرتی کے اوزان اور غنایت میں رچی بسی غزل کی توانائی ملاحظہ کیجئے کہ سو سال کا عرصہ گزرنے کے باوجود یوں لگتا ہے کہ آج کے شاعر نے اِس وسیب کی مٹی کی خوشبو سے کوئی شعر کشید کیا ہے۔ کیا کہیں ذرہ برابر بھی محسوس ہوتا ہے کہ کسی اجنبی زبان کی صنف میں خالصتاً اپنی ہواؤں کا ترنم اور اپنے دریاؤں کا بہاؤ سمو دیا گیا ہے۔ ملاحظہ کیجئے:

گھبل دے گُھملانڑے نین
وَت چڑھ گِن تِکھی سرین

(اُس مست اندام کے تیکھے نین، ایک بار پھر سان پر چڑھ گئے ہیں)

وَڈی نشانی یار دے گھر دی
دوروں ݙسدی اُچی ٻکینڑ

(محبوب کے گھر کی نمایاں نشانی یہی کہ دور سے بکین کا اونچا درخت دکھائی دیتا ہے)

Scanned with CamScanner

وِلانون ، رِجھانون ، سَتاوَن ، سہانون
سھو کم طریقے دا ، موقعے دا ، جا دا
(بہلانا، پھسلانا، ستانااور جتلانا،کس ہنراورتہذیب سے برمحل اختیارکرتی ہو)

خُرم صاحب کے پہلے سرائیکی غزل گوشاعر ہونے پر کسی کو معترض نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ اُن سے قبل تو سرائیکی میں غزل کا وجود ہی ناپید رہا ہے۔جیسا کہ پہلے عرض کر چکا ہوں کیفی جامپوری صاحب نے اپنی 1968ء میں شائع ہونے والی کتاب ''سرائیکی شاعری'' میں جہاں دیگر سرائیکی اصنافِ سخن کا درجہ بہ درجہ ذکر کیا ہے وہاں نہ تو سرائیکی غزل کے لئے علیحدہ سے کوئی باب مختص کیا اور نہ ہی سرائیکی غزل کا بطور خاص کوئی تذکرہ کیا کہ جس سے اندازہ ہوسکتا کہ آیا خُرم بہاولپوری سے پہلے بھی سرائیکی میں غزل کہی جا رہی تھی کہ نہیں ۔اِس سے بیسویں صدی کی ساٹھویں دہائی کے آخر تک سرائیکی میں غزل کی ''حیثیت'' کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔اِسی کتاب کے پیش لفظ میں ڈاکٹر مہر عبدالحق نے ''پنجابی شاعراں دا تذکرہ'' نامی کتاب کے حوالے سے نواب غلام حسن خان (متوفی 1916ء لاہور) کا ذکر کرتے ہوئے اِس امر پر حیرت کا اظہار کیا ہے کہ اُنہیں پہلا غزل گوشاعر گردانا گیا۔مگر اِس کے باوجود سرائیکی غزل کے حوالے سے خُرم بہاولپوری کے مقام ومرتبہ پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔

خُرم صاحب ہی وہ پہلے سرائیکی شاعر ہیں جنہوں نے وادیٔ سندھ میں بولی جانے والی کسی بھی زبان میں پہلی مرتبہ غزل کو مِلی اور مذہبی مضامین کے واسطے نہایت اثر انگیز طور پر استعمال کر کے نہ صرف اِس کی فنی وسعتوں کو بے کراں کر دیا بلکہ ثابت کیا کہ اِس شعری صنف پر صرف فارسی زبان کی اجارہ داری نہیں بلکہ سرائیکی جیسی فصیح وبلیغ زبان میں بھی غزل کو اُس کے پورے تغزل اور وسعتِ مضامین کے ساتھ برتا جا سکتا ہے۔اِس سے پہلے بھی چونکہ فارسی شاعری کی یہ صنف اُردو میں مستعمل ہوئی تو صرف معاملاتِ مجاز کے واسطے،سوائے اُس غزل کے جسے خواجہ میر درد نے برتا۔مگر سرائیکی میں خُرم صاحب کا انداز ہی منفرد اور توانا ہے۔اُنہوں نے کافی کے ساتھ ساتھ غزل اور قطعات میں بھی تصوف کے بیان میں معبود اور عبد کے مروجہ تعلق کو نئے فہم سے

Scanned with CamScanner

روشناس کرایا۔ اُس کی نئی تعریف کا تعین کیا اور مُلا کے بنائے گئے تصور خدا کی جگہ ایک مہربان خدا کا تصور پیش کیا کہ جو اپنی مخلوق پر صرف قہر نازل نہیں کرتا، اُس پر اپنی عطا اور کرم کی رم جھم بھی برساتا رہتا ہے۔ وہ خدا جو اپنے بندے کے اندر بستا ہے، اُس کے دکھ سکھ میں اُس کی ڈھارس اور امید کی روشنی ہے۔ ایک ایسا خدا جو بندے سے کسی طور جدا نہیں۔ وہ اپنے بندوں کے حقوق کو اپنے حقوق پر ترجیح دیتا ہے۔ وہ اپنے طلب گاروں سے اپنی ذات سے عشق کے پردے میں بھی اپنی مخلوق سے عشق کا متمنی ہے۔ کیونکہ یہ تمام کائنات اپنے خالق کے عشق کا جلوہ ہے اور اِسی جلوے میں انسان کے لئے حیاتِ ابدی کے رموز پوشیدہ ہیں۔

دھاپا کہاں نگہ کوں آئی
توں میں اوہی سبھا ہکائی

(تجھے یہ کیا ضعفِ نگاہ واقع ہو گیا ہے، تو، میں اور وہ سبھی ایک ہیں)

ہکے قطرے ٹھاٹھاں ڈے کے
دریاواں دی موج بنائی

(ایک قطرے کو تلاطم عطا کر کے دریاؤں کی موج بنا دیا)

ہکے وَنْ دیاں ہن سَبھ پنڑ جاں
پونگر ہک ہے رنگ ہن کئی

(ایک ہی درخت کی سب شاخیں کہ رنگنے والا ایک ہی اور رنگ کئی)

Scanned with CamScanner

جوفا تے ہَبلا سا ہاں وِچ
بیٹھا مار پلتھ وے

(بخل اور ہوس نے دل پر تسلط جما لیا ہے)

اَج ہووے تے کَل نہ ہووے
بُٹھ گھت اَجھیں رَتھ وے

(جو آج ہو مگر کل نہ ہو، ایسی بگھی کو بھاڑ میں جھونکو)

دنیاں آئی ہئی ہَتھ وے
ڈِے تے بھانویں سَتھ وے

(مقصدِ حیات حاصل تو ہوا مگر بہت مہنگی قیمت چکا کر)

مُحرم حضرت عشق کوں جاتے
اُچے میل دی وَتھ وے

(مُحرم کو حضرت عشق کا عرفان حاصل ہوا کہ یہ اعلیٰ نصیب لوگوں کا حصہ ہے)

Scanned with CamScanner

دین ایمان کوں قینچیاں لائی آ
ڈاڑھی رَکھ ہَتھ ہَتھ وے

(دین اور ایمان کو بے شک قینچی سے کاٹ کاٹ لنڈورا کرتے رہو مگر داڑھی ہاتھ ہاتھ بڑھائے رکھو)

کہیں ویلے سَبھ گُجھ بخشیندیں
کہیں ویلے کَکھ کَکھ پکڑیندیں
ہک تھی کے ہک نہوی پکیندا
ڈوں ڈوں گالہیں آپ کریندیں

(کبھی کبھی تو سارے گناہ بخش دیتے ہو، لیکن کبھی ایک تنکے پر گرفت کرتے ہو، ایک ہو کر بھی تمہارا ایک اصول نہیں، دوہری باتیں تو خود ہی کرتے ہو)

پیالہ ہے سب مشکلاں حل کریندا
پیالہ ہے ساریاں تکبراں ونجیندا
جے گھُن گھِندا ہک گھُٹ وی ابلیس ایندا
تاں مر ویندا آدم کوں سجدے کریندا

(یہ عشق کا پیالہ سب مشکلات کا حل ہے، یہ پیالہ ہی تکبر کو مٹا دیتا ہے، اگر ابلیس اِس پیالے کا ایک گھونٹ بھر لیتا تو آدم کو سجدہ کرتے کرتے مر جاتا)

Scanned with CamScanner

مُحرم بہاولپوری ہمیں اپنی کافیوں، غزلوں، نظموں، رباعیوں اور قطعات میں تصوف کی اُسی راہ پر گامزن دکھائی دیتے ہیں جو اُن سے پہلے کے صوفی شعراء کی رہگزر رہی ہے۔ مُحرم کے نزدیک رب، انسان اور کائنات میں کچھ بھی جدا نہیں۔ یہ مُلا ہی ہے جس نے اپنا پیٹ پالنے کے واسطے قصداً معاملات کو اُلجھایا ہوا ہے۔ اُس نے نہ صرف انسان کو رب سے دور کر دیا بلکہ انسان کو کائنات میں بھی تنہا کر دیا ہے۔ مُحرم صاحب نے خدا کی وحدانیت کے ساتھ ساتھ دنیا کی بے ثباتی، عشقِ حقیقی و مجازی، کیفیتِ ہجر و فراق، زاہد کی ریاکاری اور مذہب کو اپنے مقاصد کے واسطے استعمال کرنے کی روش جیسے موضوعات پر نہایت پُر اثر شاعری کی ہے۔

مجھے حیرت ہے کہ ناقدین نے اِس پر نگاہ ڈالے بغیر کس ہنر مندی سے اُن کی شاعری سے تصوف کو منہا کر کے اُن پر محض گُل و بلبل کا شاعر ہونے کا لیبل چسپاں کر دیا۔ جب کہ مُحرم صاحب ایک مذہبی خانوادے سے تعلق، خود حافظِ قرآن ہونے اور مذہبی معاملات پر کامل دسترس کے حامل کی حیثیت سے کائنات کے ظاہر و باطن میں رب کے جلوے کا ادراک اور واضح وژن رکھتے تھے۔ اِس وژن کے برملا اظہار میں انہوں نے کبھی بھی کسی مصلحت یا لیت و لعل سے کام نہیں لیا۔ انہوں نے جو کچھ بھی کہا، کھل کر بغیر کسی لگی لپٹی کے کہا۔ مگر کیا کیجئے کہ یہی خوبی اُن کے ناقدین کے ہاں مُحرم کی سب سے بڑی اور ناقابلِ معافی خامی ہے۔

ترِیڈھا ہِک کوں ڈُوں پیا ڈِہدے
مُلاں دی مَت ماری گئی

(یہ کج چشم ایک کو دو گردان رہا ہے، لگتا ہے کہ مُلا کی مت ماری گئی ہے)

Scanned with CamScanner

توں میں آپاں اوٻے اے ٻے
سارے ہک ڈِسن کیہاں لُوھ پئی

(تو، میں، وہ اور یہ سبھی ایک ہیں، تو نے یہ کیا فساد برپا کر رکھا ہے)

ہکی وحدت دے شانْن سارے
ہِری خدائی ہِئی نور خدائی

(یہ سب ایک ہی وحدت کی شان ہیں، تمام دنیا ہی خدا کے نور سے آباد ہے)

ہر پاسوں توں نظریوں اوکوں
جَیں وَل دِلڑی دید بھنوائی

(اُسے ہر سمت تم ہی دکھائی دیے کہ جس جانب بھی اِس دل نے دیکھنا چاہا)

جو بکدیں اَج بک گِھن مُلاں
کَڈھ فَستا روز جیہاڑی دا

(اے مُلا جو بھی بکنا ہے آج بک لو اور یہ آئے دن کا فساد ختم کرو)

آ ڈیکھ جو اَج مِٹی تھیا پے
جیکوں زعم ہا رَنگلی ماڑی دا

(آ ؤ دیکھو کہ وہ بھی خاک ہوا پڑا ہے کہ جسے اپنے رنگین محل کا بہت زعم ہوتا تھا)

کیا تھیا بنْیوں مومن وَڈا
دل تاں اونویں کافر ریہا

(کیا ہوا جو تم بڑے مومن کہلوائے جا رہے ہو مگر دل تو اُسی طرح کافر ہے)

دل وِچ لچاپاں ہِن بھریاں
اُچیاں قرائتاں پڑھ نہ پیا

(دل میں تو کمینگیاں بھری ہیں اس لئے اونچی اونچی تلاوتیں کرنے کی ضرورت نہیں)

اے نیک بختی چھوڑ ڈے
ڈاڑھیاں نہ پیا لمبیاں وَدھا

(یہ نیک چلنی کے مظاہرے اور داڑھیاں لمبی کرنے کی کوئی ضرورت نہیں)

کتھ پوری اَجن ادھوری ہے
کتھ محض ادھوری پوری ہے
کتھ اصلوں صبر صبوری ہے
کتھ حسرت کتھ ارمان ڈھم

Scanned with CamScanner

(کہیں مکمل میں بھی ادھورا اور کہیں ادھورے میں بھی پورا، کہیں بالکل صبر کا عالم
اور کہیں محض حسرت وارمان)

ہے	وہم	یقین	گمان	اوہو
ہے	کعبہ	عرش	قران	اوہو
ہے	نوح	اتے	طوفان	اوہو
بِکتھ	ڈُٹھم	بِکتھ	حریان	ڈِٹھم

(وہی وہم، یقین اور گمان ہے، وہی کعبہ، عرش اور قران ہے، نوح بھی وہی،
وہی طوفان ہے، کہیں اُسے عالمِ جذب میں اور کہیں حیران دیکھا ہے)

میڈے ماہیا ہکو گوڑ نہ کیوں ڈساں میں تیکوں نموں تھڈڑے لا
ایہو حق ہے خود توں ہیں آپ حق ایہیں دِھر دا ہے ایہو ہِک دُھرا

(میرے دوست میں تمہیں ایک گُر کی بات کیوں نہ بتاؤں، میری اِس
بات کو رَد مَت کرو، سچ یہی ہے کہ تم خود سچ ہو، یہی ایک رمز تمہیں پار
لگا سکتی ہے)

مِٹھو اپنا آپ طواف کر توں ہیں خود خدا تے خدا داگھر
نہ قران پِی نہ گرنتھ چَر ، نہ مسیتیں وَڑ ، نہ مَڑھی ڈِو آ

(اے دوست تو خود ہی اپنا آپ طواف کر، تو خود ہی خدا اور خدا کا گھر
ہے، نہ قران کو گھوٹ کر پیو، نہ گرنتھ کو چرو، نہ مسجد میں جاؤ اور نہ ہی
مڑھی میں آؤ)

Scanned with CamScanner

سُدھ بُدھ توں یار دی چھاپ ہیں، توں مشوق آپ دا آپ ہیں
توں خود آپ دا آپ حجاب ہیں، ایہو پک ہے پک ایہو پک پکا

(ہو بہو تم اپنے دوست کی تصویر ہو، تم خود ہی اپنے معشوق ہو اور خود ہی
اپنا حجاب، کہ یہی سچ ہے اِسی پر قائم رہو)

توں ہیں خُرم اصل اِمان دا توں نچوڑ ہیں سارے قران دا
توں ہیں آپ اپڑیں شان دا کوئی تئیں سواں نہیں تئیں سوا

(اے خُرم تو ہی اصل ایمان اور تم ہی حاصل قران، تو اپنی شان میں
یکتا، تیرے جیسا کوئی اور نہیں)

ناقدین نے خُرم بہاولپوری کی شاعری میں سے تصوف کے عنصر کو نظر انداز کرنے کے علاوہ اُن کی مزاحمتی شاعری کو بھی اپنی روایتی بے حسی کی بھینٹ چڑھا دیا ہے۔ خُرم کی شاعری ہر ہر قدم مزاحمت سے عبارت ہے۔ وہ اپنی شاعری میں مُلا کی فتنہ پردازی، زاہد کی ریاکاری، سیاسی رہنماؤں کی منافقت، حکمرانوں کی عوام دشمنی، تاجروں کی منافع خوری اور سماجی برائیوں کے خلاف پوری توانائی سے مزاحم دکھائی دیتے ہیں۔ اِس مزاحمت میں وہ توازن کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دیتے اور کہیں کہیں مصلح کا روپ بھی اختیار کر لیتے ہیں۔ لیکن اُن کی دیگر شاعری کی طرح اُن کی مزاحمتی شاعری بھی ہر قسم کی مصلحت سے پاک ہے۔ وہ مزاحمت کرنے اور مزاحم رہنے کا ہنر جانتے ہیں۔ اُنہیں معلوم ہے کہ کس جگہ وار کرنا ہے اور کتنی قوت سے۔ اپنے طور پر مزاحمت کرنے کے ساتھ ساتھ وہ اپنے قاری میں بھی متوازی طور پر مزاحمت کا شعور اجاگر کرتے چلے جاتے ہیں۔ یہاں غالباً اُن کے مدرس ہونے کی اضافی حیثیت کارفرما دکھائی دیتی ہے۔ مگر یہ اُن کی اپنی

Scanned with CamScanner

(باہر سے دیکھیں تو پکا مومن دکھائی دیتا ہے مگر اندر سے پورا رنگ گیلا)

صدقے اُنہاں لوکاں توں
سبھ کُجھ کیتے جنہاں حلال

(اُن لوگوں کے واری جاؤں جنہوں نے سب کچھ حلال قرار دے رکھا ہے)

ستا ڈیوݨ روح نہیں تھیندا
بھانویں اُو وی لُٹ دا مال

(سستے داموں بیچنے کو دل نہیں چاہتا، حتیٰ کہ لوٹ کا مال بھی)

قوم دی رَت وِچ دھانوݨ والے
قوم دے بَݨ بیٹھن دھنوال

(قوم کے لہو میں نہانے والے ہی قوم کے رہنما بن بیٹھے ہیں)

رشوت ، ظلم ، زنا ، تکبر
حسد، نفاق دا ہیں پُتلا توں

Scanned with CamScanner

(اے نادان تو رشوت، ظلم، تکبر، اور حسد و نفاق کا پُتلا بن کر رہ گیا ہے)

جو ڈُکھ ڈِتو ہیٹیاں نیڑھاں
شرم نہ آیو ذری خدا توں

(جو بھی دکھ دیا صرف کمزور اور بے توفیق لوگوں کو، تو نے خدا کا بھی ذرا برابر
پاس نہ کیا)

قدرت ڈِنڈا قہر جو کڈھیا
قدرت نال نہ یار کھِڑا توں

(فطرت کا غضب ہرگز نہ سہار سکو گے، اِس لئے فطرت سے کھلواڑ مت کرو)

قدرت نال کھِڑاوݨ کیا ہے
جو کر مخلوق اوندی چکوا توں

(قدرت کے ساتھ کھلواڑ کیا ہوتا ہے، یہی کہ اُس کی مخلوق کو دکھ دینا)

خُرم کی شاعری میں اُن کے تصورِ عشق کی طرح تصورِ محبوب بھی یکسر منفرد اور جدا ہے۔ اُن کا محبوب کوئی ماورائی محبوب نہیں بلکہ عام انسانوں جیسا کہ جس میں صرف اپسراؤں جیسا حُسن اور فرشتوں جیسی پاکیزگی ہی نہیں بلکہ خوبیوں کے ساتھ خامیاں بھی ہیں۔ وہ صرف جفا پیشہ نہیں، وفا کرنا بھی جانتا ہے۔ خُرم کے محبوب کی اخلاقیات معاشی ضرورتوں سے بھی ماورا نہیں۔ وہ بھی دولت سے اُتنی ہی رغبت رکھتا ہے کہ جیسے کوئی اور انسان۔ اُس کی چاہت محض بے خودی سے

Scanned with CamScanner

عبارت نہیں بلکہ ہوشیاری بھی آشکار ہے۔ وہ خُرم کی بے پایاں فریفتگی سے فریب کا ارتکاب بھی کرتا رہتا ہے اور کبھی کبھی مہربان بھی ہو جاتا ہے۔ خُرم اپنے محبوب کی تمام تر بشری کمزوریوں سے باخبر ہے مگر وہ اُن سے ناجائز فائدہ اُٹھانے کا خواہاں نہیں۔ وہ چاہتا ہے کہ اُس کا محبوب اپنے معاملات میں بے شک اُسے مداخلت نہ کرنے دے مگر اُس کے ہاں کُلی طور پر دخیل رہے، زندگی اور زندگی میں لطف و عطا کا محرک و منبع بن کر۔

میں جیواں گھِن گھِن تیڈا ناں
توں ٹھاریں ونج کے بِیاں دا ہاں
میں اصلوں گونگا ڈاند ہاں
چوبھاں توں چوبھاں نہ وسا

(میں تمہارا نام لے لے کر جیتا ہوں مگر تم کسی اور کا دل بہلاتے رہتے ہو۔ میں تو بالکل گونگا بیل ہوں، مجھے اذیتیں مت دو)

اب ایک اور تفہیمی مغالطے کا ذکر۔ خُرم صاحب کی شاعری میں تصورِ عشق کا بیان کرتے ہوئے ہر دور کے ناقدین نے کم و بیش یہی قرار دیا ہے کہ اُنہوں نے اپنی کافیوں، غزلوں اور چوکڑیوں میں عشقِ حقیقی کا کم اور مجازی کا ذکر زیادہ کیا ہے۔ اِس طرح ملک محمد اکرم کا اپنے مقالے میں اِس رائے کا قائم کرنا کہ

"خُرم کے نزدیک عشقِ حقیقی سے پہلے لازمی ہے کہ انسان عشقِ مجاز کی طرف متوجہ ہو کیونکہ اِسی راستے سے عشقِ حقیقی کی منزل کا سراغ مل سکتا ہے۔ خُرم کے نزدیک عشق ایسا جذبہ نہیں جسے دوسروں سے چھپایا جا سکے۔ وہ عشق کو ایسا مرض قرار دیتے ہیں کہ اِس میں مبتلا شخص اپنی حالت دوسروں سے چھپانے میں ناکام رہتا ہے۔ اِس لئے اُس کے عشق کا چرچا ہر طرف ہونے لگتا ہے"

Scanned with CamScanner

کُرم اُوڑک ہو ہو تھیسی
عشق دی مرض کیویں لگے

(کُرم بہاولپوری۔ شخصیت و شاعری۔ صفحہ 87-86)

کیا خوب کہ ہمارے فاضل ناقدین نے اِس امر کو جانچا ہی نہیں کہ حقیقت میں کُرم بہاولپوری کی زیادہ تر شاعری صوفیانہ، مذہبی، ملی اور مزاحمتی نوعیت کی ہے۔ گُل و عارض کی بات تو کہیں کہیں چلتی ہے اور وہ بھی اُسی تناسب سے کہ کُرم جیسی قامت کے شاعر کی طبع کے حوالے سے اجنبی محسوس نہ ہو۔ اِسی طرح اِس منطق کا پیش کرنا کہ عشقِ حقیقی تک رسائی کے واسطے عشقِ مجازی کی مشق ضروری ہے، میرے نزدیک ایک لایعنی بودے پَن کے سوا کچھ بھی نہیں۔ کیا دلیل ہے کہ رب سے عشق کی مہارت کے لئے کسی عورت کے ہجر میں آنسو بہائے جائیں۔ میں معذرت چاہتا ہوں کہ کُرم جیسے عالم فاضل شخص سے اِس قسم کی توقع رکھنا یا اُن کے کسی خاص کلام کو کوئی خاص رنگ دینے کی کوشش کرنا فکرِ پریشاں کے سوا کچھ بھی نہیں۔ کوئی بھی تخلیق کار کسی عام انسان کی طرح کسی ایک کیفیت میں زندگی بسر نہیں کرتا۔ اِس میں دکھ سکھ، ہجر و فراق، کیف و مستی، زہد و عبادت، رنجیدگی، سنجیدگی، اُمید، مایوسی، خواہشات، بے حسی، حساسیت، چلبلاپَن، بے زاری سبھی کچھ اپنے اپنے وقت پر اپنا اپنا ذائقہ شامل کرتے رہتے ہیں۔

کُرم کی عمومی شاعری میں نمایاں ترین رویہ طنز کا ہے۔ مگر یہ طنز، تشنیع کے درجے تک نہیں جاتا۔ بس کہیں ہلکا سا بکوٹا لیتا ہے اور کہیں گدگدا دیتا ہے۔ دشنام اور گالی گلوچ سے پرے پرے۔ کُرم کا طنز ہمہ جہت ہوتا ہے۔ اُس کے واسطے کسی خاص شخص، موسم، ماحول، مقدار اور معیار کی کوئی حد نہیں۔ کہیں زاہد کی ریاکاری، کہیں مُلا کی منافقت، کہیں دنیا کی بے ثباتی، کہیں انسانیت کا ڈھونگ، کہیں محبوب سے چھیڑ چھاڑ، زچ کرنا، طعنہ زنی، جتلانا، بہلانا اور جب نشانے پر کوئی اور نہ ہو تو پھر اپنے آپ پر طنز۔ اِس لہر میں کوئی بھی نہیں بچ پاتا۔ سبھی بھیگے ہوئے دکھائی دیتے ہیں، مگر کیا مجال کہ کوئی رنجیدہ یا دکھی ہو۔

Scanned with CamScanner

ہر گالھہ توں کوڑے تاں ہئیں
پر اے تاں ڈسا سوہنڑا جو ہئیں
سوہنڑی نہ رادھی تیئں کہ میں
گروان وچ جھاتی تاں پا

(ہم ہر طرح سے کاذب ٹھہرے، مگر کیا کریں تم حسین جو ہو، بہتر نبھاہ ہم سے نہ ہو پایا، یا تو نے نہیں کیا، ہو سکے تو اپنے گریبان میں جھانک لو)

مُرم کوں مویا سُنڑ تے آکھئیس
چنگا تھیا ، مرنڑا مُکا

(مُرم کی موت کا سُن کر محبوب نے کہا کہ اچھا ہوا، عذاب سے جان چھوٹی)

اساں سنواں نہ ملسیا جانی
کھیسے دا پُر ، گھنڈھ دا پولا

(اے دوست! ہم سا تمہیں کہاں ملے گا، جس کی جیب بھری ہوئی اور شاہ خرچ بھی ہے)

آنونڑ کیتے دِل نہ منگے
کوڑے پئے دھرتال کریندا

(اے دوست! میرے پاس آنے کی تمہیں خواہش ہی نہیں، یونہی خوامخواہ کے جھگڑ بنائے جا رہے ہو)

Scanned with CamScanner

محرم بہاولپوری کا شعری اسلوب دیکھنے میں سیدھا سادھا سا لگتا ہے لیکن شاعری میں برتی گئی زبان اور محاورے کے برمحل استعمال نے اُن کے ایک ایک مصرع کو کئی کئی رنگوں سے مزین کردیا ہے۔ جوں جوں جس جس محاورے سے نیا مفہوم سامنے آتا جاتا ہے توں توں شعر نئے سے نئے معنوی قالب میں ڈھلتا جاتا ہے۔ محرم بہاولپوری نے اپنی شاعری میں محاوروں کے برجستہ اور موزوں برتاؤ سے کچھ ایسا ماحول تخلیق کیا ہے جس نے سرائیکی کو ا ،انی برادری میں ایک زندہ اور عملی زبان کے طور پر بقا کے زینے پر گامزن کردیا ہے۔ اُنہوں نے روزمرہ کے ایسے محاورے، تراکیب اور الفاظ، شعری اوزان میں موزوں کر کے اپنے مخصوص مزاج کی خوشبو میں بسا کر قاری کے سامنے سجادیے ہیں کہ وہ ان کے تاثر اور سحر سے باہر نکل ہی نہیں پاتا۔

دشمن تاں ڈیندن ایویں لا
پھکیاں نہ چا بھڑکیاں نہ کھا
کملا نہ تھی ڈر رب کنوں
دھندیاں نہ گھت دھاندل نہ تا

(غیر تو یونہی شوشہ چھوڑ دیتے ہیں۔ اے دوست ! اُن کے بہکاوے میں آنے اور پیچ و تاب کھانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ نادان مت بنو اور دل میں خوف خدا رکھو۔ اپنے چاہنے والوں کے خلاف اندھیر مت مچاؤ اور بے انصافی سے کام نہ لو)

کجھ تاں ڈسا کہیں گالہہ ہے
اینویں اجائی وے لا نہ لے
تڑی تے پر کوئی ڈوہ تاں ڈے
ہت ہت نہ کر گیتاں نہ کھا

(کچھ تو بتاؤ آخر معاملہ کیا ہے، یونہی بلاوجہ الزام مت دھرو، مجھ دکھیا کا کوئی

Scanned with CamScanner

تڑی تے پر کوئی ڏوہ تاں ڏے
ہت ہت نہ کر گیتاں نہ کھا

(کچھ تو بتاؤ آخر معاملہ کیا ہے، یونہی بلا وجہ الزام مت دھرو، مجھ دکھیا کا کوئی تو قصور بتاؤ، اب بھلا بات نہیں بنتی......اور کوئی دلیل میرے خلاف نہیں......تو ہکلانے اور شرمندہ ہونے میں کیا رکھا ہے)

اللہ نہ بھنی بھول وے
سُنج بَر دے وِچ نہ رول وے

(اللہ تمہارا بھرم یونہی قائم رکھے، مجھے اِس ویرانے میں خوار مت کرو)

ڈھولݨ کوں تِل ترس نہ آیا
تونڑیں ٻُڈ ٻُڈ ڳُیم گھِگھاندی

(میرے محبوب کو ذرہ برابر بھی ترس نہ آیا اگرچہ رُو رُو کر میرا بُرا حال ہو گیا)

خُرم کوں خوش ڏیکھ تے سڑ ڳیوں
شالا تھیویں ویہر ویلا

(تم تو خُرم کی خوشی سے جل بھُن گئے، خدا کرے تمہارا تانا بانا بکھر جائے)

خُرم کی شاعری میں ایک اور نمایاں خوبی خوبصورت تشبیہات کا برجستہ استعمال ہے۔ اُنہوں نے اِن میں جدت اور انفرادیت کچھ اِس طرح پیدا کی ہے کہ اپنے محبوب کو کسی اور

Scanned with CamScanner

سُرخیاں کوں رنگ لائی کھڑن ہونٹھ گلابی یار دے
کچیاں کوں پیچ پائی کھڑن پیچ زلف دی تار دے

(محبوب کے گلابی ہونٹوں نے سُرخی کی شان بڑھادی ہےاور اُس کی زلفوں
کے خم نے اہلِ پیچ کو بھی دام میں لے لیا ہے)

اُوں ناز بھری مدھوی اکھ دا
ہک ہک جادو ہے لکھ لکھ دا

(اُس کی ناز بھری مدھوی آنکھ کا ایک ایک جادو لاکھ لاکھ روپے کا ہے)

تکرارِ لفظی ہمیشہ شاعری کا حسن کہلائی مگر اِسے جس مہارت سے خُرم نے سرائیکی میں برتا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔خُرم کے ہاں یہ تکرار غنایت کا ایسا قرینہ ہے جو نہ تو کانوں کو بُرا لگتا ہے اور نہ ہی ذوق پر گراں، اُلٹا دل موہ لیتا ہے۔خُرم کے بعد سرائیکی شاعروں ایک طویل قطار، جس کا تعلق خاص طور پر وسیب کے دیہی علاقوں سے ہے، اِس اسلوب کی پیروی میں سرگرداں چلی آتی ہے۔مگر وہ معنویت، دل آویزی اور فکر کی گہرائی جو خُرم صاحب کے ہاں خود بخود دَر آتی تھی، بعد کے شعراء کے کلام میں محض لفظوں کا شور بن کر رہ گئی۔ ذیل میں ملاحظہ کیجئے خُرم بہاولپوری کا انداز بیاں۔

طرح ہر طرح دی ہے سو سو طرح دی
کوہن ہر ادا دا ہے، سو سو ادا دا

(محبوب کا ہر انداز کچھ اس طرح کا ہے کہ جس میں سو سو قسم کی طرازیاں پنہاں ہیں اور
ہر غمزے کا جان لیوا پن بھی سو سو ادا سے مزین ہے)

Scanned with CamScanner

اوں نخرے دا ہک۔ ہک نخرہ
لکھ نخرہ اَڑتل وچ رکھ دا

(اُس نخرے کا ایک اِک نخرہ، لاکھوں نخرے اپنی دسترس میں رکھتا ہے)

ہاں بھا بھا اکھیں رتو رَت
ڈُکھ وکھو وَکھ ہے وَکھ وَکھ دا

(دل میں آگ اور آنکھوں میں لہو، ہر کسی کو اپنا اپنا دکھ لاحق ہے)

پیار محبت کے جذبات کی کیفیات کا بیان ہو یا ہجر کی آگ کی تپش اور تکلیف......مُحرم سے زیادہ اِسے کون سمجھتا ہے۔ ذرا اِس کیفیت کا بیان دیکھئے، سیدھی سادھی بات، سادہ سے الفاظ، شاعر کے دل سے نکلتے ہیں اور مخاطب کے دل میں اُتر جاتے ہیں۔

مچھی وانگ پئے تڑپاندے ہئیں
اُٹھے ویلے گسدے راہندے ہئیں
رَت روندے ہئیں جتھ باہندے ہئیں
ایہے سُکھ ڈِتن محرم رازاں دے

(ماہیِ بے آب کی طرح تڑپ رہا ہوں اور ہر وقت گردن خنجر کی دھار تلے، جہاں بھی بیٹھوں آنکھوں سے لہو رواں، کیا محرم رازوں کی یہی عطا ہے)

Scanned with CamScanner

گھر وَر زر کوں بھائیں لائی کھڑیاں
گھر والیاں نال ونجائی کھڑیاں
جَگ سارے کوں لجوائی کھڑیاں
ڈَٹ چائی کھڑیاں ڈَٹ بازاں دے

(گھر، دھن اور اسباب کو آگ لگا دی، گھر والوں سے بھی کشیدگی، دنیا سے شرمندگی الگ، یہ سب فریب کھایا ایک دغا باز پر اعتبار کر کے)

اساں وانگ لگی تاں گل پووی
ساڈے سُولاں دی سُدھ وَل پووی
ایہو پتھر ہاں جو ڈَل پووی
سُن کوکاں سوز دے سازاں دے

(جیسی مجھے لگن لگی، تمہیں لگے تو میری چاہت کو سمجھ سکو، اِس طور کہیں میرے درد کا احساس تمہیں بھی ہو، میری آہ وزاری سُن کر تمہارا پتھر دل شق ہو تو (میری محبت کو) کچھ جان سکو)

توں باجھ کُجھ بھاندا نہیں
کہیں جا اَرام آندا نہیں
کیڑھا وقت روح ماندا نہیں
ڈُکھ دے نہ پھولے پھول دے

(تیرے بغیر کچھ بھی نہیں بھاتا، کہیں چین میسّر نہیں، وہ گھڑی کون سی جب دل بے قرار نہیں، کیسے کیسے دُکھ ہیں کیا کیا بتاؤں)

Scanned with CamScanner

خُرم بہاولپوری نے اپنی شاعری میں جس طرح اپنی ذات کی مصوری کی ہے اُس نے خُرم کو ایک ایسے انسان کے طور پر قاری اور نقاد کے سامنے پیش کیا ہے جو اس جیتی جاگتی دنیا کا باشندہ ہے، ایسی دنیا جس میں دکھ بھی فراواں ہیں اور سکھ بھی۔ گر جہاں فرشتے آسمان سے اُترتے ہیں تو شیاطین بھی اُن سے پیچھے نہیں رہتے۔ مہربانوں کی نوازشیں وسعت میں ہیں تو ظالم کا ظلم بھی پوری شدت سے الاؤ دہکائے ہوئے ہے۔ جذبوں کی ان تمام انتہاؤں میں خُرم بھی اپنی موج میں زندگی کا حظ اُٹھاتا دکھائی دیتا ہے۔ خوشی میں خوش اور دکھوں میں دُکھی...... جہاں محبوب سے وصل کا سُر ور نمایاں وہاں فراق میں بھی رجائیت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوٹتا۔ وہ خود باوفا ہے اور محبوب سے بھی صرف وفا کی توقع ہی نہیں، یقین بھی رکھتا ہے۔

جتی سُول ڈِے جتی پیا سَتا
نہیں اتھ کے دَم مارنْ دی جا
اکھیں اگوں پیا وَس صدا
بھانویں بول جا ناں بول وے

(چاہے جتنے درد بخشو اور جتنا ستاؤ، میری زبان پہ کوئی شکوہ نہیں، بس میری آنکھوں کے سامنے رہو، چاہے مجھ سے کلام کرو یا نہ کرو)

کوئی ساکوں سو پیا پڑھاوے
پر دِل ہوندا ہے، ہے جیندا

(کوئی لاکھ ہمیں بہکائے، دل تو اُسی کا کہ جس کا ہے)

توں جتی سانگاں ہاں دیاں پوڑ
اُتلی پیارا لکیس ڈوڑ

Scanned with CamScanner

(تم میرے دل کو جتنا فگار کرنا چاہو کرلو، مجھے اُتنے ہی زیادہ پیارے لگو گے)

اَک نگئے ہیں ایں جیونڑ کنوں
ٻکھ ونجوں کِتے منہ کروں
خُرم بھاویں جتھ وَنج لکوں
ڈُکھ گھندے ہر جا ڳول وے

(میں تو اس جینے سے اُکتا گیا ہوں، کدھر جاؤں کیا کروں، خُرم جہاں بھی اپنے آپ کو چھپاؤں، دُکھ ہر جگہ ڈھونڈ ہی لیتے ہیں)

زندگی کے سفر کی مسلسل مشکلات اور معاشی تناؤ نے جہاں خُرم کو یہ کہنے پر مجبور کیا وہاں لوگوں کے رویے نے بھی اِس حساس شاعر کو قدم قدم مارا، قدم قدم جلایا اور ہر لحظہ یہ سوچنے پر مجبور کیا کہ زمانہ اُسی کا جس کے ہاں ثروت کے ڈیرے، جس کی جیب بھاری۔

رب سئیں جیکوں صورت ڈیوے
ہر کوئی ہے اوندا باندا

(خدا جسے خوبی عطا کرے، ہر کوئی اُسی کا غلام)

ساڈے ویڑھے والیاں کوں اَج
مُنہ میڈا نہیں بھاندا

(میرے گھر والوں کو آج میری صورت پسند نہیں رہی)

Scanned with CamScanner

کونْ تیڈْے ڈُکھ سُنڑدے خُرم
کیکوں ہیں توں بھاندا

(خُرم ! تمہارے دُکھ کون سُنے گا، بھلا تو کِس کو بھاتا ہے)

خُرم صاحب کے ہاں دُکھ جہاں ایک ہمیشہ رہنے والی کیفیت کے طور پر سامنے آتا ہے وہاں جدائی بھی ایک مسلسل اندیشے اور واہمے کے روپ میں سائے کی طرح اُن کا تعاقب کرتی دکھائی دیتی ہے۔ کمال تو یہ ہے کہ ملال کی اِس پُراسرار سنگت کے باوجود ایک انہونی رجائیت خُرم کی اِس نوع کی شاعری کا خاصہ ہے۔ اِس شعری کرشمے سے یہ حقیقت بھی واضح ہوتی چلی جاتی ہے کہ شاعر کے اندر کا مزاج ، بیرونی عوامل کے امتزاج میں مغلوب نہیں ہو پاتا ، اپنی انفرادیت بہرصورت قائم رکھتا ہے۔ یقیناً یہی سبب ہے کہ قربت کے دوستوں کے ساتھ گذری صحبتیں اور اُن سے بچھڑنے کا بیان خُرم صاحب کے کلام میں کُچھ اتنا موثر ہے کہ اعلیٰ ترین شاعری کا نمونہ بن کر قاری کے سامنے آتا ہے۔

سانگے پیت پریت دے سارے
یار پُنل اج توڑ ڳیا

واہ جو کاریاں کر ڳیا ساڈیاں
ہاں وچ سانگاں پوڑ ڳیا

ساکوں ساڈا سانول سئیں
بَر وچ روندا چھوڑ ڳیا

Scanned with CamScanner

ڈُکھاں توں چھڑواون والا
ہتھوں ڈے ڈُکھ ڈوڑ گیا

خُرم اج اُو بند دلیں دا
آپاں توں منہ موڑ گیا

(پیت کے سارے ناطے پنوں دوست آج توڑ گیا۔ واہ کیا ہماری خدمت کی کہ دل میں سانگ چبھو گیا۔ مجھے میرا محبوب ویرانے میں روتا چھوڑ کر چلا گیا۔ وہ جو دکھوں سے بچاتا رہا، آج دوہرے دُکھ دے گیا۔ خُرم آج وہ میرا دل پسند محبوب، مجھ سے منہ موڑ گیا)

ہُن مُنہ میڈا بھاندا نہوی
آندا نہوی باندھا نہوی
جے کر دلوں چاہندا نہوی
شرموں کشرموں مُنہ ڈِکھا

(اب میری صورت ناپسندیدہ ہوئی، نہ آمد نہ وصل، اگر تمہیں یہ سب کچھ پسند نہیں تو پھر بھی کوئی دنیاداری ہی سہی، دیدار ہی کرادو)

بُت سار کولا ریشم ہس
ہس ساری ڈسنی پسنی ڈِس
منہ وچ ماکھی اکھیں وچ وِس
خُرم کوئی کوڑ ہے فرمیندا

(محبوب کا سارا بدن نرم ملائم ریشم کی طرح اور دکھنے میں کیا خوب

Scanned with CamScanner

جاذبیت، (مگر) منہ میں شہد اور آنکھوں میں زہر، خُرم کوئی جھوٹ تو نہیں فرماتا)

لَکھ جند ہووے وَل وَل گُھسوں
تیئں کولوں آپاں کیوں رُسوں
خُرم تیئں بن رہندے بُسوں
تیکوں ہے خصمانہ ایندا

(لاکھوں زندگیاں ملیں تو بھی ہر بار تجھ پر نثار، تم سے بھلا روٹھنا کیسا، خُرم تو تمہارے بن رہ نہیں سکتا، کیا تجھے اس کی لاج بھی ہے)

کملو آ جتنے دم توں جی
یار توں دم پرے نہ تھی
موت کنوں وی ودھ ہوندن
منٹ ڈُوں انتظار دے
(اے نادان! تو جب تلک جی، مگر محبوب سے دور نہیں ہونا، موت سے بھی بڑھ کر (کرب انگیز) ہوتے ہیں، وہ جو دو پل انتظار میں گزرتے ہیں)

خُرم بہاولپوری کی قادرالکلامی کا لطف لینا ہو تو اُن کی نظموں خاص طور پر 'بُڈھیپا' (بڑھاپا) کا پیشِ نظر رکھنا ضروری ہے۔

یارو بُڈھیپا آ گیا
ہنّو ساں دا بوٹا چا گیا

کھنگاں گھتے ہاں زاف کر
نزلیاں اکھیں ڈند صاف کر

Scanned with CamScanner

میں نئیں سنجاتا معاف کر
اکھیں کوں دھاپا آ ڳیا

اُو کھیڈ کھوڈ اُو چَس کتھاں
اُو ناپ اُو کھِل ہَس کتھاں
اُو راگ اُو کن رس کتھاں
خشکیاں ڳیا خشکا ڳیا

واچھاں توں لہلیلاں واندھیاں
بولاں تاں تھُکاں ڈھاندیاں
پروں پروں تھی باندھیاں
بولیں نِکل پھوکا گیا

(یارو! بڈھاپا آ گیا اور کچھ بھی کرنے کی سکت باقی نہیں رہی۔ کھانسی نے دِل کمزور کر دیا، زکام نے بینائی اور دانت دونوں کا صفایا کر دیا، اگر میں نے نہیں پہچانا تو معاف کرنا ،آنکھوں کے سامنے دُھندسی آ گئی ہے۔ وہ کھیل کود اور لُطف کہاں، وہ گپ شپ اور ہنسی مذاق کہاں، وہ موسیقی اور لُطف سماعت کہاں، اب تو خشکی رہی اور نہ ہی خشکا۔ باچھوں سے رال بہہ رہی ہے، گر بولوں تو تھوک اُگلتا ہوں، (اِسی وجہ سے) سنگت دور دور بیٹھتی ہے، کہ مخاطب ہونے میں بھی منہ سے (لفظوں کی بجائے) ہوا نکلتی ہے)

خُرم صاحب کی یہ غزل بھی خاصے کی چیز ہے کہ جس میں ہجر کی طویل شب کے بعد وصل کی رُت کے در آنے کا ذکر ہے۔ ملاحظہ کیجئے کہ اِس کیفیت کو غزلِ مسلسل کی صورت میں خُرم صاحب ہی بیان کر سکتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

لکھ لکھ ڈِن شُکرانے مولا ماڑ تے مینہ وسایا
بختیں واگ وَلائی سوہنا کھلدا میں گھر آیا

سچ پچھیں تاں نویں سِروں ہے اَج میں جوبن چایا
اصلوں پیر ناں پووم بھوئیں تے پوندم قدم سوایا

نک وِچ گھت مہاراں ساکوں ہِک تیڈی چھِک چایا
خُرم پکڑ نوایا اُوکوں ، جئیں جو گوٹھ نوایا

(خدا کا لاکھ لاکھ شکر کہ ماڑ پر بارش ہوئی، قسمتی نے یاوری کی اور محبوب پھر سے مسکراتا ہوا میرے گھر آیا۔ سچ پوچھیں تو میں نئے سِرے سے جوان ہوا، میرے پاؤں تو اب زمیں پر نہیں ٹکتے ، رکھتا کہاں ہوں پڑتے کہیں ہیں۔ ناک میں نکیل ڈال کر تمہاری چاہت کھینچے لئے جا رہی ہے، خُرم نے اُسے اپنا مطیع بنالیا جس نے جہان کو اپنا مطیع بنایا ہوا تھا)

مولانا خُرم بہاولپوری کے کلام کے محاسن کا کسی ایک مضمون میں تفصیلی جائزہ لینا کسی طور ممکن نہیں۔ جوں جوں اِس کی خوبیاں آنے والے زمانوں میں ظاہر ہوتی جائیں گی ، اِس کی تشریح و تعبیر اُتنی زیادہ فہمیدہ ہوتی چلی جائے گی۔ سر دست مناسب ہو گا کہ اِس بیان کو محمد نعیم الدین احمد اربیلہ کے اِن کلمات پر ختم کیا جائے:

''حضرت خُرم صاحب نے اپنے کلام کے مقبول و مردود ہونے کے فیصلے کو خود قوم اور صاحبانِ علم ذوق پر چھوڑا ہے۔ حضرت خُرم صاحب سے پہلے کے شعراء نے قصہ گوئی اور مثنوی کا ذخیرہ تو چھوڑا ہے لیکن اِس زبان میں

Scanned with CamScanner

وہ روح جو دوسروں کے لئے باعثِ تقلید ہو، بالکل مفقود ہے۔ اس معاملے میں جو شاہراہ حضرت مُرم صاحب نے قائم فرمائی ہے، اُس کی تشریح بھی ہو۔ میرے خیال میں ان کے کلام کی خصوصیات صنعتِ تکرار، صنعتِ اشتقاق، تضمین، حُسن گریز، صنعتِ متضاد خاص ہیں۔ جیسا کہ ہر ایک شاعر کو کسی نہ کسی بات میں خاص امتیاز ہوتا ہے، ہر ایک شاعر کو کسی نہ کسی امر میں خصوصیت ہوتی ہے، مثلاً کوئی شاعر انقلاب کہلاتا ہے، کوئی کچھ۔ میرے قبلہ محی للسان ہیں''۔ (خیابانِ مُرم۔ صفحہ 12-13)

☆

Scanned with CamScanner

کافیاں

وقار اسلم ایم فل سکالر
0306-1446635

Scanned with CamScanner

اُوہو گمان یقین وہم ہے
اُوہو قران عرش کعبہ ہے
(مُحرم)

Scanned with CamScanner

ترتیب

1۔دشمن تاں ڈیندن ایویں	95
2۔اینویں ہوئی نہ ہوئی ڈیندن ٹلا	103
3۔جلدی تھی ہُنڑ واگاں وَلا	109
4۔سانگے پیت پریت دے سارے	111
5۔وے سانولا نہ چھیڑا ساڈے نال	113
6۔کوئی اِتنا تھورالا وے ہا	116
7۔ہے دو کوئی اُونکوں سَڈ آندا	118
8۔ڈھول نہ کول تتی دے وَسدا	121
9۔ہک گھیبل مکھڑیں دا مُکھڑا	124
10۔ہُنڑ مَن وِچ چوری کُٹ کھا	129
11۔توں ڈِن سوہنا بند دیس دا	131

Scanned with CamScanner

12۔ چڑ جگ جیویں چندر چڑی دا 134

13۔ ماہی توں ڈِن جی ہم ماندا 137

14۔ گھڑی کوں خوش گھڑی خفا 140

15۔ ڈِسن کیکوں ہوش نمازاں دے 143

16۔ سُرخیاں کوں رنگ لائی کھڑن 147

17۔ کو ہندا پھٹکن ذری نہ ڈیندا 151

18۔ نہیں رُکدے رَت دے نیرو. 156

19۔ اللہ نہ بھنی بھول وے 159

20۔ سُتیں نندر نموں نہیں آندی 162

21۔ ساڑ بچالیوم سِک سجناں دی 165

22۔ دل دعائیں ڈیندی ہم پیار کنوں 169

23۔ میڈے ماہیا ہکو گور نہ کیوں 173

24۔ کتھ کفر تے، کتھ ایمان ڈِٹھم 176

25۔ رُسن نہ شالا دوست کہیں دے 181

26۔ چَل وے چَل وے چَل وے 185

27۔ جیڑھا تیئں آ کیتے رَت 189

28۔ شابس شابس میڈا لال 191

29۔ رب داتاں مَن اِنتے آ توں 195

30۔ جو پے تجارتاں کردے ڈِسن 199

31۔ اساں پردیسی لڈ چلے 202

32۔ ڈھونڈ پھیند ار توں پیندا 204

Scanned with CamScanner

1

دُشمݨ تاں ڈِیندن اینویں لا
پَھٹکیاں نہ چا بُھڑکیاں نہ کھا
کملا نہ تھی ڈِر رب کنوں
دُھندیاں نہ گَھت دھاندل نہ تا

(غیر تو یونہی شوشہ چھوڑ دیتے ہیں۔اے دوست ! اُن کے بہکاوے میں آنے اور پیچ وتاب کھانے کی کوئی ضرورت نہیں۔نادان مت بنو اور دل میں خوفِ خدا رکھو۔اپنے چاہنے والوں کے خلاف اندھیر مت مچاؤ اور بے انصافی سے کام نہ لو)

کُجھ تاں ڈِسا کہیں گالھ ہے
اینویں اَجائی دے لا نہ لے
تَتڑی تے پر کوئی ڈِوہ تاں ڈِے
وت وت نہ کر کِیتاں نہ کھا

Scanned with CamScanner

(کچھ تو بتاؤ آخر معاملہ کیا ہے، یونہی بلا وجہ الزام مت دھرو، مجھ دکھیا کا کوئی تو قصور بتاؤ، اب بھلا بات نہیں بنتی......اور کوئی دلیل میرے خلاف نہیں ......تو ہکلانے اور شرمندہ ہونے میں کیا رکھا ہے)

دھوتیاں تاں جُڑ تے لا ڈِکھائی
بھانویں ہائی تے بھانویں کُجھ نہ ہائی
ہُݨ رہیں دے وِچ ہے سب چنگائی
ڈو ڈو نہ کر جگ نہ کِھلا

(چاہے کوئی بات تھی یا نہ تھی، دُشمنوں نے تو غلط فہمیاں پیدا کر ہی دی ہیں، اب ساری بھلائی اسی میں ہے کہ تم بھی بات کو بڑھا کر جگ ہنسائی کا موقع نہ دو)

نویاں شوشنیاں نِت لیندے ہِن
بانساں کوں بھائیں لا ڈِیندے ہِن
ایہے نطفے اَن بکھیندے ہِن
تیکوں تیڈِی جا میکوں میڈِی جا

(رقیب نت نئی فتنہ طرازی کرتے اور بانسوں کو آگ لگاتے ہیں یعنی بے سبب فساد برپا کرتے رہتے ہیں۔ یہی غیر معتبر لوگ ہیں جو دونوں طرف غلط فہمیوں کا باعث بن رہے ہیں)

Scanned with CamScanner

ہُنڑ منہ میڈا بھاندا نہوی
آندا نہوی باہندا نہوی
جیکر دلوں چاہندا نہوی
شرموں کشرموں منہ ڈِکھا

(اب تمہیں میری صورت بھی نہیں بھاتی، آنا بھی چھوڑ دیا اور ملاقات سے بھی گریز، اگر تمہارا دل ملنے کو نہیں چاہتا تو مروتاً ہی چلے آؤ)

ہَر گالہہ توں کوڑے تاں ہَیں
پر ایہہ تاں ڈَس سوہنڑا جو ہیں
سوہنڑیٔ نہ رادھی تیئں کہ میں
گِروان وِچ جھاتی تاں پا

(چلو ہم ہی ہر معاملے میں جھوٹے ہیں، پر اے خوش جمال یہ تو کہو ہم دونوں میں سے بہتر وفا کس نے کی، ذرا گریبان میں جھانک لینا چاہیے)

میں جیواں گِھن گِھن تیڈا ناں
توں ٹھاریں وَنج کے بیاں دا ہاں
میں اصلوں گونگا ڈاند ہاں
چوبھاں توں چوبھاں نہ وَسا

Scanned with CamScanner

(میں تمہارا نام لے لے کر جیوں اور تم غیروں کے دل کی راحت بنو، میں تو بالکل گونگا بیل ہوں، چابک پر چابک مت برساؤ)

ہَباں تاں میں نِمّہیں مار دی
پر گالھے یار وَپار دی
توڑے ہِمّہیں کہیں کار دی
کوئی ہِک تاں میں جئی ٻول آ

(میں شیخی نہیں بگھارتی، لیکن اے دوست انصاف کی بات تو یہی ہے کہ میری تمام عاجزی کے باوجود کوئی ایک تو مجھ جیسی ڈھونڈ لاؤ)

نہ رول تے نہ خوار کر
نہ سُول ناسیں تار کر
عِتبار کر عِتبار کر
ڈِس سارے دھوتیاں دے بنا

(مجھے اِس طرح برباد مت کرو، میری ہمت سے زیادہ دکھ نہ دو، اعتبار کرو کہ یہ سارے دشمنوں کے گھڑے ہوئے مکروفریب ہیں)

قسمت جو میں تے کاوڑی
گھر مونجھ کھلدی آ وَڑی

Scanned with CamScanner

جانس جو ہے بے پاوڑی
جو وَس لگئیں : گئی رَت رُوا

(میری تقدیر جو برہم ہوئی ، اُداسی نے مسکراتے ہوئے میرے گھر کا راہ دیکھ لیا، جب اُسے معلوم ہوا کہ اس کا کوئی سہارا نہیں ،تو مقدور بھر مجھے خون کے آنسو رُلا گئی)

ہُنڑ کوئی اُمک دل وِچ نہیں
کیڑھا وقتے جو روح زِچ نہیں
ویندی تیڈی بَج بَج نہیں
مَستک دی کَرکَچ واہ ڑی واہ

(اب دل میں کوئی امنگ نہیں، ہر وقت کا چڑ چڑا پن اور تمہاری کج بحثی نہیں جاتی ،تقدیر کے لکھے پر قربان جاؤں)

اِتھ ڈِیہنہ وی کالی رات ہے
جو دَم ہے سو سَکرات ہے
اُتھ تیڈی او مرجات ہے
ٹُر آؤں تاں ویندیں مُنہ لُکا

(میرے لئے تو دن بھی کالی رات بن چکا ہے، ہر سانس نزاع کا عالم ہے اور وہاں تمہارا یہ برتاؤ کہ چل کر آئیں بھی سہی تو منہ چھپا لیتے ہو)

Scanned with CamScanner

کیں گالہوں ڈیکھاں چل ڳیوں
آندا پچھوہاں وَل ڳیوں
ویریاں دی سُندک رَل ڳیوں
ٹھاندا نہ ہا ایجھا کُٹھا

(نہیں جانتی کہ کس بات پر بیزار ہو گئے ہو، آتے ہوئے پھر پیچھے مُڑ گئے ہو،
غیروں کے کہے میں آ گئے ہو، اس طرح کا نامناسب رویہ تمہیں نہیں جچتا)

توں باجھ سانول یار وے
بھاندا نہ ہار سنگھار وے
ہِم سُول ناسیں تار وے
تختے نہ کڈھ گھنڈیاں نہ چا

(اے سانولے محبوب تمہارے بغیر مجھے ہار سنگھار نہیں بھاتا، دکھ حد سے بڑھ گیا
ہے، مجھے اتنی بڑی آزمائش میں مت ڈالو)

سوہنا کیتو سوہنی بھلائی
اینویں تیکوں ٹھاندی نہ ہائی
اَجن نہ ہائی تیں کنڈ ولائی
ہاں پچھلے کنڈے وَنج لگا

Scanned with CamScanner

(اے دوست یہ تم نے کیا اچھا سلوک کیا! لیکن ایسا تمہیں زیب نہیں دیتا، ابھی تم منہ موڑ کر روانہ ہی ہوئے تھے کہ میرا دل شدتِ غم سے میرے قابو سے باہر ہو گیا)

اوں کیا جو اصلوں اوں نہ اوں
مَسیں تاں ہَتھ آ ئیں توں میکوں
ڈیندیں دِگھردا کیوں بہوں
ٹِنڈر نہ پِیا ڈِنگر نہ پِیا

(یہ کیا کہ کوئی بات مانتے ہی نہیں ہو، آج بڑی مشکل سے آمنا سامنا ہوا ہے، اتنے نخرے کیوں دکھا رہے ہو، ذرا ٹھہرو! اب شیخی اور زور آوری سے کام نہیں چلے گا)

کیا تھی پووی اِتھ اَن بَہیں
ڈھجاں ڈِکھیندا پئیں کہیں
ڈِٹھم ہزاراں تیئں جہیں
ایڈِیاں دمشقاں نہ ڈِکھا

(تمہارا کیا بگڑتا ہے جو یہاں میرے پاس آن بیٹھو، یہ ڈھنگ کسی اور کو دکھاؤ، تم جیسے میں نے ہزاروں دیکھے ہیں، یہ چونچلے اب نہیں چلیں گے)

لائے ساڑو تنکُے سینگیاں
بھینٔیں وی بَنْ ڈِینٔیں گِیاں

Scanned with CamScanner

ماواں نہ ماواں ماسیاں
وِیرنْ رَکھن ڈاڈھے وُٹا

(سہلیوں نے بھی دل جلانے کی باتیں کیں، بہنوں نے ڈائنوں کا روپ دھار لیا، ماں کی وہ ممتا نہ رہی، بھائیوں نے بھی کشیدگی کی حد کر دی)

آکھنْ کوں ہک اکھیں لگیاں
تخنے نِکل گئے ونج اَگاں
پَلکان ہا نِکڑا جھاں
وَدھرانْ کیڈا کر گیا

(کہنے کو تو صرف آنکھیں دو چار ہوئیں، لیکن آگے چل کر عشق نے کہیں کا نہ رکھا، ایک ہلکا سا کانٹا تھا جو رگ و پے میں اترتا ہی چلا گیا)

لاہندا نہ مول سنبھال ہیں
پُچھدا نہ حال حوال ہیں
اُکھڑیا وی مُحرم نال ہیں
جو تیڈے ناں تے گئے وِکا

(تو میری خیر خبر سے غافل ہے، حال احوال سے بیگانہ، اور ناراضی بھی اُس مُحرم کے ساتھ، جو تمہارے نام پر بک چکا ہے)

Scanned with CamScanner

(از خیابانِ حرم)

2

اینویں ہوئی نہ ہوئی ڈِیندن ٹلا
دھوتیاں دی پُچھدیں گاِلہہ کیا
اُنہاں جو کیتی دشمنی تاں ہَن
تیکوں اینویں ٹھاہندا نہ ہا

(رقیبوں کی کیا پوچھتے ہو، وہ تو بلا وجہ رسوائی کے درپے ہیں، چلو وہ تو سب کچھ دشمنی میں کر رہے تھے، لیکن تجھے اے دوست ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا)

تتڑی تے پر کوئی ڈِوہ تاں ڈے
اینویں اجائی دے لا نہ لے
نہ آکھ وَل کے کے نہ کے
چل بس گھنی دھج نہ بنا

Scanned with CamScanner

(مجھ نصیبوں جلی کا کوئی قصور تو بتاؤ، یونہی بلا وجہ الزام نہ دھرو، اور خوامخواہ کی تکرار چھوڑو، چلو بس کرو زیادہ طرح مت دکھاؤ)

ہاں کڈھ کے ویندی واٹ تھیوں
سوہنا کڑا کیتو اُتوں
اکھوا متوئی میں ڈِہوں
موٖنجھی نہ تھی ہاں کوں نہ لا

(تم تو دلبری کر کے کھسک گئے، اے محبوب! ایک تو اس طور ضرب کاری لگائی، اور اوپر سے یہ بھی کہلوا بھیجا کہ اُداس نہ ہونا، دل کو نہ لگانا)

جے تیئں سچی دل چا چئی
توباں جو وَل کروں گالھہ کئی
نہ تڑکوں بھڑکوں تھی اَجائی
نہ پیا اَجئی دے مُنہہ کُرڑھا

(اگر تو نے واقعی ہم سے نگاہیں پھیر لی ہیں، تو ہماری توبہ کہ کچھ بات کہیں، اب تم یونہی مت بھڑکو اور بلا وجہ منہ کو مت بگاڑو)

مُکیں نہ وَٹ باہیں نہ کُنج
ہُنْ مَر مُکی کوں کر نہ مُنج

Scanned with CamScanner

جیں شودی ایڈے ہارے پُنج
او تیل گھن گے جھانبے دا

(مُٹھیاں مت بھینچو، آستینیں مت چڑھاؤ، مجھ مری ہوئی کا مزید کچومر کس نہ نکالو، میں بے چاری نے عشق میں ہزار صعوبتیں سہیں، لیکن وہ کسی اور طرف مائل ہوگیا)

دھوتیاں تاں بھنڈکی لا ڈکھائی
بھانویں ہئی تے بھانویں کجھ نہ ہئی
ہُنْ ہیندے وِچ ہے سب چنگائی
ڈو ڈو نہ کر جگ نہ کھلا

(غیروں نے تو خوب رسوائی کا سامان کیا، یہ الگ بات کہ معاملہ کچھ بھی نہیں تھا، ہاں اب اِسی میں سب بھلائی ہے کہ تو بات کو بڑھا کر جگ ہنسائی کا موقع نہ دے)

ونجنْ دے ہُنْ لا حول پڑھ
ساری اساڈے سِر نہ مڑھ
ونجیں کہیں دی وَل نہ چڑھ
مِٹھل آ نہ رکھ ایڈے کوڑھا

(اب جانے کی بات پر لاحول بھیجو، اے دوست! تمام باتوں کا ہمیں ہی دوش نہ

Scanned with CamScanner

دو، ڈر لگتا ہے تم پھر کسی کے بہکاوے میں نہ آ جاؤ، اے شیریں محبوب! اتنی تلخی مت رکھو)

سُنڑدا نہ ساڈی گالھہ رہیں
پُچھدا نہ حال احوال رہیں
کیوں اُکھڑیا مُحرم نال رہیں
کجھ تاں ڈَسا گُھنگھیاں نہ پا

(تم ہماری بات کب سنتے ہو، حال احوال کب پوچھتے ہو، مُحرم سے کیوں اکھڑے رہتے ہو، کچھ تو بتاؤ خاموشی نہ بگھارو)

Scanned with CamScanner

(از خیابانِ حرم)

3

جلدی تھی ہُݨ واگاں وَلا
جیندی نہ سہی موئی تے آ
ہتھ پیر تاں جوڑے ٻنہا
ہتھ نال قبریں تاں لَہا

(اب تُرت مہار موڑو ،زندگی میں نہیں مل پائے تو نہ سہی میری موت پر تو آ جاؤ،مرنے کے بعد میرے ہاتھ پاؤں تو دوسروں نے سیدھے کئے،تم مجھے اپنے ہاتھوں سے قبر میں تو اتارو)

اینویں نہ ٹھاہندی ہئی تیکوں
کیوں زوریں جھٹی مار ڳیوں
مُنڈھوں نہ آکھیو چا میکوں
دِل سِر تے چا، ݙیندی پچا

Scanned with CamScanner

(یہ بات تمہارے شایانِ شان نہیں تھی، کیوں اس طور چھینا جھپٹی کی، ایک بار اپنے منہ سے کہتے تو سہی، میں دل کو اپنے سر پر رکھ کر تمہارے پاس پہنچا آتی)

شالا نہ لگی کوسی وا
اج کل تیڈی موٹی ہوا
جھل کے پلا خُشکیاں نہ کھا
ٹِنڈر نہ پیا شِنگر نہ پیا

(خدا تمہیں دُکھوں سے محفوظ رکھے، آج کل تمہاری بڑی ہوا ہے، لیکن ذرا دھیرج رکھو، پیچ و تاب مت کھاؤ، اب شیخی اور زور آوری سے کام نہیں چلے گا)

خُرم تاں پکا تاڑ گئے
اچھی طرح تیں دل چا چائے
دھرتالِ نہ کُٹ پیا اجائے
اندھباں کوں وَنج کے راہ لا

(خرم اچھی طرح سے تاڑ گیا ہے کہ تم اپنی نگاہیں بدل چکے ہو،، اب بلا وجہ تماشہ مت بناؤ، مجھے تم بے وقوف نہیں بنا سکتے)

Scanned with CamScanner

4

سانگے پیت پریت دے سارے
یار پنل اج تروڑ گیا

(پریت کے وہ سارے رشتے ناطے، محبوب آج توڑ گیا)

واہ جو کاریاں کر گیا ساڈیاں
ہاں وچ سانگاں پوڑ گیا

(اُس نے ہمارے ساتھ کیا خوب نبھائی کہ دل میں برچھی اُتار دی)

ساکوں ساڈا سانول سائیں
بَر وچ روندا چھوڑ گیا

Scanned with CamScanner

(ہمارا سانولا محبوب ہمیں روتا ہوا ویرانے میں چھوڑ گیا)

ڈُکھاں توں چھُڑاوݨ والا
ہتھوں ڈٖے ڈُکھ ڈٖوڑ گیا

(وہ دُکھوں سے نجات دلانے والا دُگنے دکھوں کا باعث بن گیا)

خُرم اج او بند دلیں دا
آپاں توں منہ موڑ گیا

(اے خُرم! آج وہ ہمارا محبوب ترین دوست ہم سے منہ موڑ گیا ہے)

Scanned with CamScanner

5

وے سانولا نہ چھیڑ اساڈے نال

جو گزر گئی سو واہ واہ ہے
اِتھ کوئی بَر میچّݨ دی جا ہے
ڈاڈھیاں نال مجال سانولا

(اے سانولے محبوب! ہمارے ساتھ دل لگی نہ کرو، اب تک جو گزر گئی ہے سو خوب ہے، یہاں ہمسری کا کیا دعویٰ، زبردستوں کے ساتھ ہمارا کیا زور)

جو دَم جیسیں ڈُکھا تھیسیں
دَم دَم جام زہر دے پیسیں
جیوݨ جاݨ جنجال سانولا

Scanned with CamScanner

(جو دَم جینا ہے سو دُکھی ہونا ہے، لحظہ لحظہ زہر کے جام پینے جیسا، اے محبوب! ہم جان گئے کہ جیون ایک جنجال ہے)

آپاں ہارے تُساں جیتے
شکھی جان ڈنگیجݨ کیتے
ہتھیں نانگ نہ پال سانولا

(ہم ہارے تم جیتے، اگرچہ یہ شکھی زندگی ڈنک کھانے کے لئے ہے، لیکن اے محبوب! تم تو اپنے ہاتھوں میں سانپ مت پالو)

اینویں مَر ویسیں کُرلاندا
روندا رڑدا تے بَرلاندا
ہُݨ دِل بھُݨ محال سانولا

(ہم یونہی کُرلاتے مَر جائیں گے، گریاں، فریاد کناں اور سَر بہ گریباں، اے محبوب! اب محبت کا وہ پہلا ساز مانہ کارِ محال ہوا)

نہ توں ساڈا باندا بَردا
نہ توں ساڈے پچھوں مَردا
کوڑے ہن دھرتال سانولا

Scanned with CamScanner

(نہ تم ہماری نوکری چاکری میں، نہ ہمارے لئے جان دینے کو تیار، اے محبوب بس چھوڑو ان جھوٹی عشوہ طرازیوں کو)

ساڈے اج کولوں ترے لیکے
سَٹ گھَت ساڈی تانگھ اُڈیکے
بَٹھ گھَت ساڈے خیال سانولا

(ہم باز آئے محبت سے، تم بھی زحمتِ انتظار مت اُٹھاؤ، اے محبوب بھاڑ میں جھانکو ہمارے تصور کو)

نِبھ ویسن اوکھے سوکھے دَم
روز دے نینہہ نہ لگدے خُرم
سچی ہے ایہہ گالہہ سانولا

(عمر کسی طور گزر ہی جائے گی، اے خُرم! محبت میں زبردستی کیسی، اور اے دوست سچی بات بھی یہی ہے)

Scanned with CamScanner

(از خیابانِ حرم)

6

کوئی اتنا تھورا لاوے ہا
ساڈے سجناں کوں سڈواوے ہا

(کوئی اتنا تو احسان کر دے کہ میرے محبوب کو بلوا بھیجے)

دل جیں کارݨ پیا منگدا ہے
اِتھاں آوݨ توں پیا سنگدا ہے
اِتھاں درد اُٹھیا انگ انگ دا ہے
رَت روندے نین رہاوے ہا

(دل جس کے لئے بیتاب ہے، وہ آنے سے گریزاں، بدن کا ایک ایک انگ دُکھتا ہے، کوئی تو ہو جو اِن لہو روتی آنکھوں کو تسلی دے)

Scanned with CamScanner

شالا عمراں توڑیں پیا جیوے
ساڈے ہاں دے پھٹ خود آن سیوے
رَس بَس ونجے گھُل مِل تھیوے
چا ساری سَدھر لہاوے ہا

(خدا اُس کو ڈھیروں عمر دے، ہمارے دل کے زخم کو خود آن سیے، وہ ہمارے ساتھ رچ بَس اور گھُل مِل جائے، اور ہماری ساری آرزوؤں کو آباد کر دے)

ہتھیں پیریں مینڈھیاں لا لا کے
سب شرم دے پردے چا چا کے
ہِک ہِک کے بگیاں پا پا کے
خُرم دی سیج سُہاوے ہا

(وہ اپنے ہاتھ پاؤں میں مہندی لگا کر، حجابات کے تمام پردے اُٹھا کر، پوری چاہت سے بغل گیر ہوتے ہوئے، اے کاش خُرم کی سیج سجا دے)

Scanned with CamScanner

7

ہے وو کوئی اونکوں سڈ آندا
جیڑھا دارو ہے درداں دا

(ہائے رے! کوئی تو اُسے بُلا لاتا، جو میرے درد کا درماں ہے)

اج دِلڑی ڈاڈھی ماندی ہِے
تڑپھاندی گوتے کھاندی ہِے
گزران ڈُکھی سولاں دی ہے
کوئی پھولا پھول نہ ڈُکھاں دا

(آج دل بہت اُداس ہے، تڑپتا اور ڈوب ڈوب جاتا ہے، محبت کی چبھن
بہت دُکھ دیتی ہے، اِن دکھوں کا حال مت پوچھو)

Scanned with CamScanner

آئی مُد ساونڑ مَن بھاونڑ دی
اُچے پپلاں پینگھاں پاونڑ دی
رَل مِل سینگھیاں دے گاونڑ دی
تیں باجھوں جی رہم گھبراندا

(من بھاتے ساون کی رُت آ گئی ہے، یہی تو اونچے پپلوں پر پینگھ ڈالنے اور سہیلیوں کے ساتھ مل جل کر گیت گانے کی رُت ہے، لیکن اے محبوب! تیرے بغیر میرا جی گھبرا جاتا ہے)

اِجھووَل آئے دَورے خوشیاں دے
کھُر ویسن جو غوشے ہاں دے
دَم نوکر ہیں جِیں دے ناں دے
اوہو چندر ہے ساڈے عیداں دا

(خوشیوں کا زمانہ لوٹنے کو ہے، دل کی کونپلیں پھر سے کھل اُٹھیں گی، ہم تو جس کے پیار میں غلام ہوئے، وہی ہماری عیدوں کا چاند ہے)

چو طرفوں خوشیاں ہزار ہوسن
چودھار گُل و گُلزار ہوسن
یا توں ، یا تیڈے یار ہوسن
نت ہوسی جلسہ خوشیاں دا

Scanned with CamScanner

(چہار جانب ہزاروں خوشیاں، پھول اور گلزار ہوں گے، وہاں بس تم یا تمہارے دوست
،اور ہر وقت خوشیوں کا ہنگام ہو گا)

تھئے پیر مبارک سجناں دے
اج رنگ وی بیئے سیجاں دے
اج ویہڑے جو خود پئے بھاندے
جُھگا وَل وَس پیا خُرم خاں دا

(میرے محبوب کے قدم مبارک کیا اترے کہ سیجوں کے رنگ ہی بدل گئے، آج تو آنگن
بھی خود بخود اچھا لگ رہا ہے، اور خانۂ خُرم پھر سے آباد ہو گیا)

Scanned with CamScanner

(از خیابانِ خُرم)

8

ڈھول نہ کول تتی دے وسدا
کون سُنے ڈُکھ میں بے کس دا

(جب محبوب ہی دکھیاری کے پاس نہیں رہتا تو اور کون مجھ بے کس کا حال سُنے)

سوہناں سانول جیونْ جوگا
جوبن دی رَس پیونْ جوگا
ہاں دے پھَٹ سب سیونْ جوگا
آ وَڑ ویڑھے کھِلدا ہَسدا

(اے زندگی میں رَچے بَسے سانولے محبوب، نشاطِ جوانی میں سرشار رہو، اے میرے زخموں کا مرہم، میرے آنگن میں ہنستے مسکراتے چلے آؤ)

Scanned with CamScanner

کاری دَھک پھٹ سر دے لا ئگئے
ہتھوں رُسیمیں نال جگا ئگئے
لِنبے لا ئگئے بھائیں بھڑکا ئگئے
سِر تے سُول وَڈٖاݨ ہم وَسدا

(ایک تو وہ میری جان پر کاری وار کر گیا ہے، دوسرا روٹھنا بھی اُسی کی طرف سے، کیسی شعلہ فشانی کی ہے کہ میرے سر پر دکھوں کے ہتھوڑے برس رہے ہیں)

کہیں دی کئی وی نہوی مَنیندا
ڈٖاڑھیاں تے وَس چلدے کیندا
جیوݨ تیڈٖا نینہہ نیں ڈٖیندا
مَرݨ نہیں تڑی دے وَسدا

(ایک تو کسی کی مانتے نہیں ہو، ہاں! منہ زور پر کس کا بس چلتا ہے، ایک تو تمہاری محبت جینے نہیں دیتی، دوسرا مرنا بھی اس دکھیاری کے بس میں نہیں)

تیکوں مُنڈھوں آہدی نہ ہَم
نہ پَو سُنجیں کھڑاندیں مُحرم

Scanned with CamScanner

جو دَم نالے جانٗے اُو دَم
انت نہ سولاں دی گھَم گھَس دا

(تجھے میں روز اوّل سے کہتی نہ تھی کہ اے مُرم اُلٹی راند نہ رساؤ، جس تن لاگے وہی تن جانے، دکھوں کے ہجوم کی کوئی حد نہیں ہے)

Scanned with CamScanner

(از خیابانِ حرم)

9

ہک گھیکل مکھڑیں دا مکھڑا
کندن کوں پیا ہے شرمیندا
سجھ نال مریندا ہئے لاٹاں
چن کوں ول ول ہے چڑویندا

(اُس مست اندام محبوبہ کا روغنی چہرہ کندن کو شرماتا ہے، سورج کے ساتھ
عکس بازی اور چاند کو بار بار چڑاتا ہے)

اُوکوں ڈیکھ کے سب حوراں پریاں
تھی کھڑیاں دِوانیاں تے چَریاں
اَکھ تَردیاں اِتھ لکھ لکھ تَریاں
اِتھ جو آندا سو تَر ویندا

Scanned with CamScanner

(اُس کو دیکھ کر سب حور اور پریاں چکرا کر دیوانی ہو جاتی ہیں، میرے محبوب کو دیکھتے ہی
یہاں لاکھوں ثروت مند ہو جاتی ہیں، یہاں جو بھی آتا ہے اُس کا بخت سنور جاتا ہے)

ہُنڑ موراں کوں ٹوراں سِکھلائے
پریاں کوں کِھل کِھل نال اُڈائے
حوراں کوں بھی ہیں ٹھکوائے
جو ڈیدھا اوہو ٹھر ویندا

(اب وہ حوروں کو چال سکھلاتی ہے، ہنس ہنس کے پریوں کی ہنسی اُڑاتی ہے، حوروں کو
اپنی ارزانی کا احساس ہوتا ہے، اُسے جو بھی دیکھتا ہے دلشاد ہو جاتا ہے)

بُت سارا کُولا ریشم وَس
وَس ساری ڈِسنْی پِسنْی ڈِس
منہ وِچ ماکھی اکھیں وِچ وِس
خرم کوئی کوڑ ہے فرمیندا

(اُس کا تمام بدن ریشم کی مانند نرم اور دیکھنے میں کمال، اُس کی آنکھوں میں شہد لیکن
آنکھوں میں مار دینے والی وِس، خرم کوئی جھوٹ نہیں کہتا)

آپے پانْی پیسی گھر تے
آپے چڑھ آسی ایں دِھر تے

Scanned with CamScanner

جیڑھا وَل نیں ڈِیدھا پھر تے
اُوہو ساڈا بند دلیندا

(کسی نہ کسی دن وہ خود ہی مائل بہ کرم ہوگا، اس روش پر اُسے آنا ہی پڑے گا، جو ہمیں مُڑ کر بھی نہیں دیکھتا، وہی تو ہمارا دِل بند ہے)

ہیا نیں پوندا اے جھے تے
آکھوں اے دَھج رکھ کہیں بے تے
چڑھے ڈینہہ داچٹ رَڑے تے
یارو کُٹھڑی ویندا جیندا

(اس طرح کے محبوب پر ہمارا زور نہیں چلتا ورنہ کہتے کہ یہ دھج کسی اور کو دکھاؤ، مگر وہ تو اے یارو! اپنے جیتے جاگتے عاشق کو دن دہاڑے کھلے میدان میں ذبح کئے جاتا ہے)

کیڑ تیڈی کڑ گِدی لُوں لُوں
جیڑا پھَسدا ویندا جوں جوں
ماہی مانہہ دے اَٹے وانگوں
جوں جوں کیوں ویندیں اُکڑیندا

Scanned with CamScanner

(تیری گرفت نے میرے روئیں روئیں جکڑ لیا ہے، دل میرا روز بروز گرفتار ہوتا چلا جا رہا ہے، اور پھر یہی محبوب ہے کہ ماش کے آٹے کی مانند اکڑتا ہی چلا جاتا ہے)

کوڑ کراڑ تُساڈے کر تے
ہر ویلے دِل تڑدا شَر تے
توں توں چڑھدا آنویں سَر تے
جوں جوں کوئی ونجے نِڑ یندا

(تمہارے جھوٹ اور سخت گیری کا کیا کہنا، ہر وقت آمادۂ فساد، جیسے جیسے کوئی نرم پڑتا چلا جائے، ویسے ویسے تم دباؤ بڑھا دیتے ہو)

جیونْ جندڑی دا جھمانے
سُکھڑے تھی گئے کانو کانے
جندڑی کئی ڈِینہہ دی مزمانے
ڈھول وِسار ڈتے جئیں ڈِینہہ دا

(اب یہ زندگی، زندگی پر بوجھ ہے کہ سُکھ چین اِدھر اُدھر بکھرا ہوا۔ جس دن سے محبوب نے ہمیں فراموش کیا ہے اُس دن سے یہ زندگی چند دنوں کی مہمان ہو کر رہ گئی ہے)

Scanned with CamScanner

لکھ جند ہووے وَل وَل گھوں

تیں کولوں کیوں آپاں رُسوں

خُرم تیں بن راہندے بُسوں

تیکوں ہے خصمانہ ایندا

(لاکھوں زندگیاں ملیں تو تب بھی تجھ پر قربان کردیں، تجھ سے روٹھ کر کیسے جئیں، خُرم تو تیرے بغیر مُرجھا جاتا ہے، اے دوست! تجھے ہی اب اِس کی لاج ہے)

Scanned with CamScanner

10

ہُنڑ مَن وِچ چوری کُٹ کھا
ہاوی سنبھلنڑ دا اوہو ویلا

(اَب بخشیں ہی کر دمیاں، وہ سنبھلنے کا وقت ہاتھ سے نکل گیا)

ہُنڑ دیگر شام دا وقتئی
ایہو ویلا ڈاڈھا سختئی
جے اَج وی جاگیں بختئی
تھی پوسیا پَندھ سَولا

(اَب دیگر اور شام یعنی بُڑھاپے کا زمانہ ہے، بہت دشوار وقت ہے، ہاں
آج بھی اگر سنبھل جاؤ تو بخت بیدار ہے تمہارا)

Scanned with CamScanner

پئے یار اُبھاریاں ترسن
سڑ سڑ کے مُلا مرسن
اوں بشکیا اے کیا کر سن
ہے پیر پرم دا ہوکا

(خلق خدا تو ڈوبنے سے بچ ہی نکلے گی، اور مُلا جل بھن کر کوئلہ ہو جائے گا، اگر اُس نے بخش دیا تو یہ کیا کر سکے گا، ایک مردِ محبت یہی صدا لگا رہا ہے)

مُرم دی گالھہ نہ مَنیو
سو آکھیُس ہک نہ کھَنیو
دَب دَب پیا تھنیو دھنیو
نہ لایو کوڈی کوں وا

(تم نے مُرم کی بات نہ مانی، اُس نے سو کہیں، تم نے ایک پر بھی دھیان نہ دیا، اپنے تھیلے میں ثواب ہی ٹھونستے رہے، ہاتھ سے ایک کوڑی بھی خیرات نہ کی)

Scanned with CamScanner

(از خیابانِ خُرم)

11

توں ڈِن سوہنا بند دِلیں دا
جیڑا لہو دے گُھٹ ہے پیندا

(اے میرے دل بند، تیرے بغیر دل لہو کے گھونٹ پیتا ہے)

شالا وَسدے رہنی تاڑے
تڑی کوں ڈِن تھولے تھاڑے
درزی کِتھ دا ہیں جے ساڑے
سُول لِنگار نہوی اَن سِیندا

(خدا کرے تیرا گھر بار آباد رہے۔ مجھ دکھیاری کو پہلے کیا کم آزار ہیں۔ تو کس بات کا درزی ہے اگر میرے تن ریش ریش کو نہیں سیتا)

Scanned with CamScanner

سر تے چڑھدیں اَکھیں کڈھیندیں
بانہہ بھنیندے ہتھ مُرڑیندیں
زوریں سب اپنی منویندیں
زور نہ اِتھ کے کہیں دا

(سر پر چڑھتے ہو، آنکھیں دکھاتے ہو، بازو توڑتے ہو، ہاتھ مروڑتے ہو ،زبردستی کی بات منوانا چاہتے ہو (مگر دھیان رہے) یہ حُسن ہے، یہاں ایسی باتیں نہیں چلتیں)

سجھ سونے سا سوہنا چندروں
کہیں ویلے نہ نکلے اَندروں
نہ وَت ڈِردے کہیں دے مَندروں
کیا کوئی پُھر منتر نہیں ایندا

(وہ سونے جیسا سورج، وہ خوب صورت چاند گھر سے باہر ہی نہیں نکلتا، نہ کسی کے منتر کی پرواہ کرتا ہے، کیا ایسے محبوب کے لئے کوئی جادو ٹونا ہے)

تو پیا لہندیں لہندے ہاں توں
اے تاں خیال وی نہ کر اَصلوں

Scanned with CamScanner

پر سوہݨا تیں واکوں کہیں کوں
اکا نہیں وِسار ڈِویندا

(تو ہمارے دکھی دل سے اُتر جائے گا، ایسا تو گماں بھی نہ کرو، لیکن اے محبوب! تمہاری طرح کوئی کسی کو اِس قدر فراموش نہیں کردیتا)

Scanned with CamScanner

(از خیابانِ حرم)

12

چر جگ جیویں چندر چَری دا
پُنل پہاڑ مِٹھا مِصری دا

(اے مجھ دیوانی کے سراپا شیریں محبوب! ہمیشہ جیو)

گھبکل دِل کوں ڈِترڑم گھیرے
جندڑی وَل وَل پاوے پھیرے
ساڈے کیتے ایہو ڈھیرے
ناں نہ گھن اِتھ حور پَری دا

(میرے مست اندام محبوب نے دل کو گھما کے رکھ دیا ہے، روح منڈلاتی پھرتی ہے، ہمیں یہی محبوب کافی ہے، کسی حور پری کا نام مت لو)

Scanned with CamScanner

جیکوں ٹکے لگدن ہتھ لئیں
لکھاں وِچ سوہنی سَڈیم جنّیں
ہوندے پیارے پٹکے تے مَیں
ریشم دا کڈھ رکھیم کشیدہ

(میرادوست تو ہاتھ لگائے میلا ہوتا ہے، وہ جس نے مجھے لاکھوں کے ہجوم میں حسین کہہ کر پکارا، اُس کی پیاری پگڑی پر میں نے ریشم سے کشیدہ کاری کی ہے)

درداں دِل وِچ کیتا ڈیرہ
ساہ ساہ وِچ ہے سُول بسیرا
آؤ ووئے لوکو ڈیکھو زیرہ
دِلڑی ڈُکھ چھُری کُتریدا

(درد نے ہائے دل میں گھر کر لیا ہے اور ہر آتی جاتی سانس میں چُبھن کا بسرام ہو چکا، آؤ لوگو! ہمارا جگر دیکھو، دِل دیکھو کہ درد چھُر چھُر کترتا چلا جا رہا ہے)

اُوں میں توں پیا پُچھدیں کتھوں
جان بچاوݨ فرضے دتھوں

Scanned with CamScanner

کملا خرم بھج بھج اِتھوں
ظالم لوکے ایں نگری دا

(یہ ہر کسی سے استفسار کیسا، جہاں جان بچانا فرض ہو جائے وہاں سے
اے سادہ دِل خُرم بھاگ لو کہ اِس نگری کے لوگ بہت ظالم ہیں)

Scanned with CamScanner

(از خیابانِ حرم)

13

ماہی توں بِن جی ہم ماندا
ڈَس کوئی دارو دَرداں دا

(محبوب کے بغیر دل اُداس ہے، کوئی ہے جو اِس درد کی دوا بتا سکے)

شالا ہر دَم خیر وِہاوی
اَتے جھوک ہووی بَت ساوی
گھنئیں ماسم اَن تھئی آوی
جی ڈیکھنْ کوں ترساندا

(خدا کرے ہر دم خیریت سے رہو اور تمہارا آشیانہ ہنستا بستا رہے، بہت
مدت ہوئی تمہیں آئے، تمہارے دیکھنے کو جی ترستا ہے)

Scanned with CamScanner

جند جیویں تے لکھ تھیویں
نہیں ٹھاندی تیکوں ایویں
کر آوݨ دی کئی جیویں
ہُݨ جیڑا پَل نہیں ساہندا

(آبادرہواور شادرہو، مگر میرے محبوب تمہیں یوں زیب نہیں دیتا، اب تو آنے کی کچھ فکر
کروکہ دل اب تو فرقت کا ایک پَل بھی سہنے کو تیار نہیں)

جِند مدتاں دی زم تولے
رَگ رَگ وِچ لَکھ لَکھ سُولے
ہِک جند لَکھ بھوگ نزولے
نہ پھولا پھول ݙُکھاں دا

(میری زندگی ایک مدت سے عذاب میں گھری ہوئی ہے، ایک ایک رگ میں سینکڑوں
کانٹے، ایک جان پر لاکھوں غموں کا نزول، بس اب دکھوں کا حال مت پوچھ)

ہِک منہ چا موڑیم شکھڑیں
بیا ویڑھ گھدا ہم ݙُکھڑیں
اِنوں توں اَن اِیجھاں اُکھڑیں
اَٹھے وَخت وَتیں وَٹ کھاندا

(ایک طرف تو سکھوں نے منہ موڑ لیا، دوسری جانب دکھوں نے گھیر لیا، اس پر سوا یہ کہ تم بھی اِس قدر ناراض اور ہر لحہ پیچ و تاب کھاتے پھرتے ہو)

مُحرم چند موںجھاں ماری
ہم ہک اَنگ ازاری
کرو ویلے بِسر گئی کاری
متاں مَر ونجے کُرلاندا

(مُحرم کی زندگی اداسیوں میں گھری ہوئی، ایک ایک انگ آزار میں مبتلا، مناسب وقت پر اُس کے درد کا درماں نہ ہوا تو آہ و زاری کرتے کرتے کہیں جان سے گزر ہی نہ جائے)

Scanned with CamScanner

(از خیابانِ حرم)

14

گھڑی کوں خوش گھڑی خفا، عجب ڈِٹھم تیڈی ادا
اینویں اکھیندے راہسو کیا ، نی ہا، نی ہا ، نی ہا، نی ہا

(پَل بھر میں خوش، پَل بھر میں خفا، میں نے تمہاری عجب ادا دیکھی ہے۔ کیا تم بس یہی کہتے رہو گے کہ تم سے نہیں بنتی، نہیں بنتی، نہیں بنتی)

ہزار شر گنڈھی کھڑیں ، جو شر ہے ساڈے نال ہئی
قدم قدم تے میں کیتے کھنڈایا ڈُکھ دا جال ہئی
اُوہا پیاری چنداں میں، ایہو وی گُجھ خیال ہئی
وے ظالماں ایں چند دا وَلا وَلن محال ہئی
قِسمتی اَن مِکھتی ہے اَج جو کوہ سو کوہ، تے چَم لہا

Scanned with CamScanner

(تم نے ہزار فساد برپا کیئے اور جو بھی فساد ہے وہ میرے ہی ساتھ ہے، تم نے قدم قدم پر میرے لئے دکھوں کا جال پھیلایا دیا ہے، میں تو وہی تمہاری پہلے والی جان ہوں، تمھیں اس کا کچھ احساس بھی ہے، اے ظالم اگر تو نے ہمیں گنوا دیا تو پھر ہمارا لوٹنا محال ہے، قسمت سے تمہارے قابو میں آ جو گئے، اب چاہے ذبح کرو اور کھال اتارو)

بَدل بہار بجلیاں پھونہارے لا جواب ہِن
طبلچی تے سَرنگئے، گویتے ، انتخاب ہِن
سب عیش ہِن شراب ہِن، کباب ہِن رُباب ہِن
پِلاوڑے مِلاوڑے تے جمع کُل حِساب ہِن
مزہ آوی تاں بہہ رَہیں، نہیں تاں وَل وَنجیں جُلیا

(بادل، بہار، بجلیاں، عجب رم جھم ہے، منتخب طبلہ نواز، سارنگی نواز اور گویے موجود ہیں، ہر طرح کے عیش، شراب کباب، رباب، پینے پلانے اور ملنے ملانے کے اسباب مہیا ہیں، ہر شے بہم ہے، اگر اچھا لگے، مزہ آئے تو بیٹھے رہنا ورنہ چلے جانا)

جے اِتھ کے کہیں دی کھوٹ ہے تاں اوہا کھوٹ ہک تیڈی
جے اِتھ کے کہیں دی چوٹ ہے تاں اُوہا چوٹ ہک تیڈی
جے ڈُکھ توں کہیں دی اُوٹ ہے تاں اُوہا اُوٹ ہک تیڈی
جے اُدھ کُٹھی کوں چھوٹ ہے تاں اُوہا چھوٹ ہک تیڈی
نہ کھوٹ ڈے نہ چھوٹ ڈے خدا دے تاں تے منہ ڈِکھا

Scanned with CamScanner

(اب یہاں اگر کسی کی کمی ہے تو بس تمہاری، اور اگر دل پر کوئی چوٹ ہے تو تمہارے سبب، اگر دکھوں سے کسی طرح کا پردہ ہے تو وہ بھی تمہارے باعث، اگر اِس نیم جاں کو کوئی مہلت ہے تو وہ بھی تمہارے کارن، مگر مجھے کچھ بھی نہیں چاہئے، اگر چاہئے تو بس تمہارا دیدار)

مُنڈھوں نہ آکھیا ہَم تیکوں جوا ے قصائی ہے دِل نہ ڈے
قصائی وی وَڈ قصائی ہئی اے تِکھا سپاہی ہئی دِل نہ ڈے
سمجھا سمجھا کے آکھیا ہَم اے رنگ ہوائی ہئی دِل نہ ڈے
ایہو جھیں ہَرون کوں ایہا بھلائی ہئی دل نہ ڈے
جے سِر دے سودے کر کھڑیں تے سِر تے آئی وی سِر نبھا

(روزِ اول سے تجھے کہا نہ تھا کہ یہ تو قاتل ہے اِسے دل نہ دے، قاتل بھی سفاک، جیسے کوئی بے رحم سپاہی اِسے دل نہ دے، کئی بار سمجھایا کہ یہ تو متلون مزاج ہے اسے دل نہ دینا، اس جیسے تیز طرار کو دل نہیں دینا، اور اب اگر سر کا سودا کر ہی لیا ہے تو پھر سر پر پڑی نبھاؤ)

Scanned with CamScanner

(از خیابانِ محرم)

15

ہُن کیکوں ہوش نمازاں دے
کُٹھے پئے ہیں یار دے نازاں دے

(اب کسے نمازوں کا ہوش کہ ہم تو محبوب کی ناز وادا کے مقتول ہیں)

مَچھی وانگوں پئے تڑپھاندے ہیں
اُٹھے ویلے کُسدے رہندے ہیں
رَت روندے ہیں جتھ باہندے ہیں
ایہے سُکھ ہُن محرم رازاں دے

(ماہی کی مانند تڑپ رہے ہیں، ہر لمحہ ذبح ہوئے جاتے ہیں، لہو روتے ہیں جہاں بیٹھتے ہیں کہ اُس محرم راز نے ہمیں یہی سکھ دیے ہیں)

Scanned with CamScanner

گھر، در، زرکوں بھائیں لائی کھڑیاں
گھر والیاں نال ونجائی کھڑیاں
جَنْ سارے کوں لجوائی کھڑیاں
ڈٹ چائی کھڑیاں ڈٹ بازاں دے

(اپنے گھر بار اور زیور کو آگ لگا بیٹھی، گھر والوں سے تعلقات کشیدہ اور پورے خاندان کے لئے شرمندگی کا باعث بنی ہوں، میں بھی کیسے بہانہ طراز کیہانوں کا شکار ہوئی)

اساں وانگ لگی تاں گل پووی
ساڈے سُولاں دی سُدھ وَل پووی
ایہو پتھر ہاں جو ڈَل پووی
سُنْ کوکاں سوز دے سازاں دے

(جو ادھر لگی وہ تمہیں لگے تو کچھ سمجھ سکو، میرے عذابوں کو پھر جان پاؤ، محبوب! تمہارا پتھر جیسا دل بھی شق ہو جائے اگر میری آہوں کی تم تک رسائی ہو)

جیڑھے جیونْ مول نہ ڈیندے ہِن
اُوہے مویاں کوں جند پیندے ہِن
خود باندے تھی گزریندے ہِن
محمود دی اِنہاں ایازاں دے

Scanned with CamScanner

(کیا عجب ہے کہ جو نازنین جینے بھی نہیں دیتے وہی اپنے کشتگان میں روح پھونکتے ہیں، یہ وہ مقام ہے جہاں محمود بھی اپنے ''ایازوں'' کی غلامی پر فخر کرتے ہیں)

جاں پور تیڈے آ پوندے ہن
اَکھیں کیا ، ہاں خود روندے ہن
اے پور کوئی ڈوں ترے ہوندے ہن
ہوندے لکھ لکھ پور جہازاں دے

(جب تمہارا دھیان ہوتا ہے، آنکھیں تو کیا دل بھی گریہ کرتے ہیں، یہ دُکھ کوئی دو تین جہازوں کا اسباب نہیں، بلکہ لاکھوں جہازوں کا بوجھ ہوتا ہے)

کوئی اِتنا تھورا لاوے ہا
ڈکھ سولاں توں چھڑواوے ہا
ساڈے سجناں کوں سَڈ آوے ہا
ہتھ بدھ کے نال نیازاں دے

(کوئی اتنا احسان فرماتا، مجھے عذابوں سے نجات دلاتا، ہاں! ہمارے دوست کو بلا لے آتا، مگر ہاتھ جوڑ کر نہایت عاجزی کے ساتھ)

Scanned with CamScanner

ظُرم سوہݨے رُس چلے ہِن
ہاں جَر ھکے سینے ݙلے ہِن
سوہݨیاں دے ایہے بھلے ہِن
رَنگ ݙیکھ خدا دے رازاں دے

(ظُرم! محبوب روٹھ چلا ہے، دل لرزاں اور سینہ پُرشگاف ہے، خوبصورت لوگوں سے بھلائی کی یہی توقع تھی، خدا کے رازوں کے بھی کیا رنگ ہیں)

Scanned with CamScanner

16

سُرخیاں کوں رَنگ لائی کھڑن ہونٹھ گُلابی یار دے
کچیاں کوں پیچ پائی کھڑن پیچ زلف دی تار دے

(محبوب کے گلابی ہونٹوں نے سُرخی کی شان بڑھادی ہے اور اُس کی زلفوں کے خم نے اہلِ پیچ کو بھی دام میں لے لیا ہے)

کوئی شودا کِن تے منہ کرے
اِن مرے کوئی کہ اُن مَرے
ماری فناہ کیتی ویندن
وار کجل دی دھار دے

(کوئی بیچارہ کدھر کا رُخ کرے، اِدھر جان دے کہ اُدھر، کُشتوں کے پُشتے لگائے جارہی ہے اُس کے کاجل کی یہ تیز تیغ)

Scanned with CamScanner

چندر چُھپا تا پھٹ گیا
سجھ کوں کنبھار چھٹ گیا
مُکھڑے تے تیڈے ڈیکھ رنگ
رَنگ بھری بہار دے

(چاند خاموشی سے کھسک لیا، سورج پر کپکپی طاری ہوگئی، تمہارے چہرے کی رنگینی دیکھ کر، یہ بھری بہار جیسی رنگینی)

توں جتی سانگاں ہاں دیاں پوڑ
اُتلی پیارا ٹکسیں ڈوڑ
لاہندے وَتن بھلا نشے
یار تیڈے پیار دے

(اس دل پر تم جتنے نشتر چلاؤ، میری فریفتگی اُتنی ہی بڑھتی چلی جاتی ہے، بھلا یہ بھی کوئی اُترنے والے ہیں، اے دوست! تمہارے پیار کے نشے)

اَجھیں نبھا توں ساڈے نال
ٹُھر ونجے ساڈا وال وال
وَتھ بھوں قصے بہہ کروں
یار تیڈے پیار دے

Scanned with CamScanner

(تو ہمارے ساتھ کچھ ایسا نبھا کر کہ ہمارا رُواں رُواں آسودہ ہو جائے، ہم جہاں بیٹھیں تمہارے پیار کے قصے لے بیٹھیں)

سِکدیں نِکل وَنجم نہ ساہ
اللہ دے ناں تے منہ ڈِکھا
جان کڈھی ویندن میڈی
سیکڑے آئی ڈِینہوار دے

(کہیں ترستے ترستے میرا دَم ہی نہ نکل جائے، خدا کے لئے درشن دو، میری تو جان ہی نکالے جا رہے ہیں، یہ آئے روز کے تمہارے سوز)

اِنوں وَنجائی اُنوں وَنجائی
اَصلوں نکما کر پلھائی
دنیا دے ہَیں، نہ دین دے
نا کہیں کم نہ کار دے

(تم نے مجھے کہیں کا نہیں رکھا، بالکل نکما کر کے چھوڑا ہے، نہ دنیا کے رہے نہ دین کے، نہ ہی کسی کام کاج کے)

کملو آ جتنے دَم توں جی
یار توں دَم پَرے نہ تھی

Scanned with CamScanner

موت کنوں وی وَدھ ہوندن
منٹ ڈِو انتظار دے

(اے میرے سادہ دل! جتنے سانس کی مہلت ہے، دوست سے ایک پَل بھی دور نہ رہو، موت سے بھی بڑھ کر ہوتا ہے یہ دو منٹ کا انتظار)

سوہنیاں سوہنیاں وی ہوندے ویکھ
خُرم اُٹھی توں جُل تاں ڈِیکھ
چَندر چھولے بادلے
اَین مشوق پار دے

(حسینائیں اِس قدر بھی خوبصورت ہوتی ہیں، خُرم ذرا چل کر دیکھا چاہئے، اُن کے پیراہن کیسے کیسے زرق برق کہ یہ معشوق اُس پار سے آئے ہیں)

Scanned with CamScanner

(از خیابانِ کرم)

17

کوہندا پھتکݨ ذری نہ ڈیندا
کوئی کیا کر سگدے انجھیں دا

(وہ ذبح بھی کرتا ہے اور تڑپنے بھی نہیں دیتا، ایسے محبوب کا کوئی کیا کر سکتا ہے)

قیمہ کر کے سیخیں لا کے
بھاتے وی ہنج کڈھݨ نہ ڈیندا
کوئی کیا کر سگدے انجھیں دا

(وہ قیمہ بنا کر، سیخ پر لگا کر اس لحہ سوزاں میں آنسو بھی نہیں نکلنے دیتا، ایسے محبوب کا کوئی کیا کر سکتا ہے)

Scanned with CamScanner

لِنبے لیندا بھائیں بھڑکیندا
ہَتھوں رَسیمیں نال جگیندا
کوئی کیا کر سگدے آکھیں دا

(وہ خود ہی آگ لگا کر اُسے ہوا دیتا اور خود ہی روٹھ جاتا ہے، ایسے محبوب کا کوئی کیا کر سکتا ہے)

زر زاری کئی پیش نہ ونجے
زوریں زہر دے گھُٹ پلویندا
کوئی کیا کر سگدے آکھیں دا

(بارگاہِ محبوب میں مال و متاع یا آہ و زاری کسی کی کوئی گنجائش کہاں، جو زبردستی زہر کے گھونٹ پلوائے، ایسے محبوب کا کوئی کیا کر سکتا ہے)

کہیں واروں کئی وا نہ ڈیوے
چودھاروں گھِر تیر وَسیندا
کوئی کیا کر سگدے آکھیں دا

(وہ کسی طرف سے بھی قابو میں نہیں آتا، چہار جانب سے تیر برساتا ہے، ایسے محبوب کا کوئی کیا کر سکتا ہے)

Scanned with CamScanner

رَت تھئی دِلڑی پاناں وانگوں
چِتھ چَب تھُو تھُو کھڑا کریندا
کوئی کیا کر سگدے اُتجھیں دا

(دل پان کی مانند لہورنگ جسے وہ چبا کرتھوک دیتا ہے، ایسے محبوب کا کوئی کیا کر سکتا ہے)

پیدل شودے دی کیا جا ہِے
ہَسواری دے تنگ کپیندا
کوئی کیا کر سگدے اُتجھیں دا

(ایسے میں کسی پیادے کا کیا ذکر، وہ تو شہسواروں کو بھی اُڑا کے رکھ دیتا ہے، ایسے محبوب کا کوئی کیا کر سکتا ہے)

ساڈی دام دے وِچ پیا آندے
جو اُڈدیاں دے پَر کتریندا
کوئی کیا کر سگدے اُتجھیں دا

(ہمارے دام میں وہ کب آنے والا ہے جو اُڑتے پرندوں کے بھی پر کتر لیتا ہے، ایسے محبوب کا کوئی کیا کر سکتا ہے)

Scanned with CamScanner

جیکوں جی ڈیکھن نہ چاہے
اُو اوندیاں مِنتاں کڈھویندا
کوئی کیا کر سگدے اجّھیں دا

(ہم جنہیں دیکھنا بھی پسند نہ کریں، وہ ایسے لوگوں کی منتیں کراتا ہے، ایسے محبوب کا کوئی کیا کر سکتا ہے)

رَتی جتی ترس نہ کھاندا
کِھلدیں منگے چا کڑکیندا
کوئی کیا کر سگدے اجّھیں دا

(وہ تِل برابر بھی رحم نہیں کھاتا اور ہنستے مسکراتے ہوئے گردن مروڑ کر رکھ دیتا ہے، ایسے محبوب کا کوئی کیا کر سکتا ہے)

زوریں نال ڈھا کے، کوہ کے
دَر تے پُٹھڑا ٹنگ کھڑیندا
کوئی کیا کر سگدے اجّھیں دا

(وہ زبردستی گرا کر، ذبح کر کے اپنے دروازے پر اُلٹا لٹکا دیتا ہے، ایسے محبوب کا کوئی کیا کر سکتا ہے)

Scanned with CamScanner

سانوّل مُرم یار دے ہاں دے
کھِلدیں کھِلدیں لَبر لہیندا
کوئی کیا کر سگدے آکھیں دا

(وہ سانولا محبوب مُرم کے دل کے ہنستے ہنستے دھجیاں اُڑا دیتا ہے، ایسے محبوب کا کوئی کیا کر سکتا ہے)

نوٹ: مُرم صاحب کے مطابق یہ ساری کافی، مطلع کے مصرع ثانی کے ساتھ تضمین ہے اور یہ بات پہلے اساتذہ کے ہاں نہیں ہے بلکہ اُن کی جدت ہے۔

Scanned with CamScanner

(از خیابانِ مُحرم)

18

نہیں رُکدے رَت دے نیر وو، تھیا جَل تھَل سارا چھلو چھَل
کھڑے ڈیکھن پیر فقیر وو، کوئی ایں چھَل کوں نہ سگدا اَجھل

(خون کے آنسو تھمنے کا نام ہی نہیں لیتے اور ہر طرف یہ سیل بڑھتا چلا جاتا ہے،
تمام پیر اور فقیر مجبور ہیں، کوئی اِس سیل بے درماں کو روکنے پر قادر نہیں)

جندڑی سُول عذابیں جالے
چار چپھیر ڈِسن روہ کالے
لوں لوں چڑھیم سریہ وو
تیڈی پیت توں پاتم ایہے پھَل

(زندگی دکھوں اور عذابوں سے عبارت، چاروں طرف سیاہ مہیب پہاڑ اور
انگ انگ پر لرزہ طاری، یہی تمہاری محبت کا حاصل ہے)

Scanned with CamScanner

جن کن پُٹھڑا جال کھنڈایو
جتھ کِتھ چڑتنگ چنگاری لایو
کیا دِلی کشمیر وو
تیڈڑے جوبن دا ہر جا تھڑ تھل

(جدھر کدھر تو نے یہ کڈھپ جال پھیلا دیا ہے، جہاں تہاں چنگاری کو ہوا دے دی ہے، کیا دِلی اور کیا کشمیر، ہر جگہ تیرے جوبن کا غلغلہ)

آساں آساں آندا راہساں
آکھ کے تروڑ سٹیندیں آساں
گھتیو ہاں کوں چیر وو
چر جگ پیا جیویں یار مِٹھل

(تم نے کہا کہ آ ؤں گا، آؤں گا اور ہمیشہ آتا رہوں گا، مگر کہہ کر آس توڑ دیتے ہو، تم نے تو دل کو چیر کر رکھ دیا ہے، اے شیریں محبوب، خدا کرے دیر تک جیو)

ساڑم تڑی لو ہر وَل دی
پیریں چھالے ریت پُجلدی
نیناں لکھ لکھ نیر وو
ہک ڈیہنہ تڑا بیا مارو تھل

Scanned with CamScanner

(گرم لو ہر طرف سے جھلسا رہی ہے، تپتی ہوئی ریت اور پاؤں میں چھالے،
آنکھوں میں لاکھ لاکھ آنسو، ایک قہر برساتا دن اور دوسرا قاتل صحرا)

خُرم موہنجھاں مار مُکایا
زوریں نال ڈِہا پلوایا
تتڑی کوں تقدیر ڈِوو
نَک توں چھلکدا سُول بِھٹھل

(اے خُرم! اداسیوں نے برباد کر کے رکھ دیا، مجھ بدنصیب کو تقدیر نے زبردستی
گرا کر عذابوں سے چھلکتا کٹورا پلوا دیا)

Scanned with CamScanner

(از خیابانِ حرم)

19

اللہ نہ بھنی بھول وے
سُنج بَر دے وِچ نہ رول وے

(خدا تجھے کسی آزمائش میں نہ ڈالے اے میرے محبوب! ہمیں بھی ویرانے میں مَت خوار کر)

جتی سُول ڈِے جتی پیا سَتا
نہیں اِتھ کے دَم مارنْ دی جا
اکھیں اگُوں پیا وَس سدا
بھاویں بول جا نہ بول وے

(جتنے آزار دو، جتنا ستاؤ، یہ دَم مارنے کا مقام نہیں، بس آنکھوں کے سامنے رہو، چاہے کلام کرو یا نہ کرو یہ تمہاری مرضی)

Scanned with CamScanner

توں باجھ کُجھ بھاندا نہیں
کہیں جا آرام آندا نہیں
کیڑھا وقتے روح ماندا نہیں
ڈُکھ دے نہ پھولے پھُول وے

(تیرے بغیر کچھ نہیں بھاتا، کہیں قرار نہیں آتا، کون سا پل ہے کہ روح بے قرار نہیں، بس اب دُکھوں کے احوال رہنے دو)

تیڈے ہتھوں سوہنا سجنْ
مشکل نظردا پئے بچنْ
چُنْ چُنْ کے سجناں کوں کوہنْ
سوہنیاں دی مُنڈھ دی اول وے

(تمہارے ہاتھوں اے خوبصورت محبوب ، اب بچ نکلنا محال ہے، چاہنے والوں کو چُن چُن کر ذبح کرنا، روزِ اوّل سے حسیناؤں کا وطیرہ ہے)

اُو طاقتاں رکتھ رہ گیاں
اُٹھیاں اِتھوں اُتھ بہہ گیاں
رَت روندے ہنجوں وہ گیاں
رہ گین خالی خول وے

Scanned with CamScanner

(اب وہ قویٰ کہاں رہے، یہاں سے اُٹھتا ہوں تو وہاں بیٹھ جاتا ہوں، لہو روتے روتے آنسو بھی خشک ہو چلے، آنکھیں اب خالی خول رہ گئی ہیں)

اَک گئے ہیں ایں جیونؒ کنوں
کتھ ونجوں کن تے منہ کروں
خُرم بھاویں جتھ ونج لکوں
ڈُکھ گھندے ہر جا ڳول وے

(ہم تو اس جینے کا ہاتھوں اُکتا گئے، کدھر جائیں کدھر کا رُخ کریں، اے خُرم! چاہے جہاں بھی جائیں، دُکھ ہر جگہ ڈھونڈ ہی نکالتا ہے)

Scanned with CamScanner

20

سُتیں نِندر نِموں نہیں آندی
اُٹھی اُٹھی بہاں بھڑ بھاندی

(سونا چاہتی ہوں مگر نیند بالکل نہیں آتی ،گھبرا کر بار بار اُٹھ بیٹھتی ہوں)

روواں گاواں پھالیں پاواں
تارے گِن گِن رات نبھاواں
اِن تڑپھانواں اُن تڑپھانواں
کڈی پواندی کڈی سِراندی

(روتی ہوں گاتی ہوں فال نکالتی ہوں، تارے گِن گِن کر رات گزارتی ہوں، ادھر تڑپتی ہوں اُدھر تڑپتی ہوں، کبھی پائنتی کی طرف اور کبھی سرہانے)

Scanned with CamScanner

بانہہ بَدھی نوکر ہاں جیندی
اُو جند بھل کے جھات نہ پیندی
جھٹیں جھٹیں بُڈ بُڈ ویندی
جندڑی سُول مِٹھارے کھاندی

(میں اُس کی عاجز ترین باندی، وہ بھول کر بھی میری جانب جھانکتا تک نہیں، پل پل نبض ڈوب جاتی ہے اور زندگی دکھوں میں بھٹکی ہوئی)

روح نِکلدا جیڑا جَلدا
عُمراں تھئیَ سوہنًا نہیں وَلدا
تتڑی دا کوئی وَس نہ چَلدا
کھانونْ آندی رات ڈُکھاں دی

(روح نکلتی اور دل سلگتا ہے، کہ عمر گزر گئی محبوب نہیں لوٹا، مجھ دکھیاری کا کوئی بس بھی تو نہیں چلتا، دکھوں کی شب کھانے کو دوڑتی ہے)

ہاں وِچ ڈانڈ ہے کالی نیلی
مونہہ دی رنگت ساوی پیلی

Scanned with CamScanner

بھانپ گھِنے مَت کئی دَردیلی
لُک لُک پِک پاسے رو آندی

(دل میں کالے نیلے داغ، اور چہرے کی رنگت کبھی سبز کبھی زرد، ہمیں کوئی بدخواہ بھانپ نہ لے، اس واسطے ایک طرف چھپ چھپ کر رو لیتی ہوں)

Scanned with CamScanner

(از خیابانِ خُرم)

21

سانڑ پُجالیوم سِک سجناں دی
کتھاں ہواڑ کڈھوں وَنج ہاں دی

(محبوب کی آرزو نے جلا کر راکھ کر دیا، اب دل کی بھڑاس کہاں نکالوں)

تڑی تڑی وِچ دھرک ڈیساں
سوزوں سئے سئے ٹھنکیاں چیساں
ترڑساں، پھُنڈساں، ٹپے مریساں
ٹھرٹھر ویسم پونبل ہاں دی

(میں سوختہ جاں آگ کے الاؤ میں کود جاؤں، ہاں آگ ہی اب کوئی ٹھنڈک پہنچائے تو پہنچائے، آگ میں کھلوں گی، فرحاں و شاداں ہوں گی، یوں میرے دل کی ایک ایک کلی کو ٹھنڈک ملے گی)

Scanned with CamScanner

سینگا ٹر گیا سانگاں لا کے
یلوی کملی چَری بنْا کے
سیجھ اُتوں پھڑکاریاں کھا کے
کئی کئی واری ڈِب تھی ڈھاندی

(وہ میرا ہم عمر محبوب تو نشتر زنی کر کے روانہ ہوا، مجھے دیوانی اور بیوقوف بنا کر،
سیج پر بھی تڑپنا نہیں جاتا، کئی بار نیچے آن گری ہوں)

لَدھیاں لاوَنْ دا اے سُکھے
یار جَباب چا ڈِتن رُکھے
آپاں اُویں مُکھے ڈُکھے
یار دے در تے ہاں للہاندی

(محبوب سے منسوب ہونے کے یہی تو دکھ ہیں کہ اُس نے نبھانے سے صاف
انکار کر دیا، ہم ویسے کے ویسے تشنہ، محبوب کے دَر پر سسک رہے ہیں)

سُول ستایا تانویں تایا
جانی دشمنْ حق ہمسایا
ڈھولنْ کوں تِل ترس نہ آیا
توڑے بُڈ بُڈ گیوم گھِگھاندی

Scanned with CamScanner

(دکھوں کی چبھن نے ستایا، خواہشوں نے عذاب دیا، پڑوسی دشمن جاں ٹھہرے، مگر محبوب کو تِل برابر بھی ترس نہ آیا، چاہے فریاد کرتے کرتے میری گھگھی ہی کیوں نہ بندھ گئی)

ساڑم تتڑی لو ہر وَل دی
پیریں چھالے ریت ٹُجلدی
پَندھ پیراں دا پَٹی تَل دی
ڈیہنہ تتڑا اَکھ نکلے کاں دی

(ہر جانب سے گرم لو جھلسائے جا رہی ہے، گرم ریت اور پاؤں میں چھالے، صحرا کے راستے اور پاؤں پاؤں سفر، دن اِس قدر قہر بار کہ کوّے کی آنکھ بھی اُبل اُبل پڑی ہے)

اوندا جیوݨ وَل کہیں لیکھے
جیں وَل سانول وَل نہ ڈیکھے
ہاں وِچ سُول چا ٹھوکے میکھے
گالہہ نہ پُچھ اوندے درداں دی

(اُس کی زندگی پھر کس کارن، جس کو محبوب بارِ دگر نہ دیکھے، دل میں تو دکھوں نے میخ گاڑ رکھی ہے، اُس کے عطا کردہ درد کی بات مَت پوچھ)

Scanned with CamScanner

توڑے میں نمیں کہیں کم دی
وَل وی نوکر یار دے دَم دی
یار دی سوہنٹی سئیں مُحرم دی
دَم جیندیاں تیئں راہساں باندی

(بے شک میں کسی قابل نہیں، پھر بھی اے دوست تمہاری باندی ہوں، میں اپنے مُحرم دوست کی تمام عمر کنیز رہوں گی)

Scanned with CamScanner

22

دِل دعائیں ڈیندی ہم پیار کنوں
رہ آوی شالا یار کنوں

(دِل سے دعا نکلتی ہے کہ خدا کرے محبوب کسی طور تو وفا کرے)

روح اوکھا دِلڑی ماندی ہے
تڑپھاندی گوتے کھاندی ہے
اَج کوئی ڈھر ڈھر سُولاں دی ہے
گھبرا گئے جی گھر بار کنوں
رہ آوی شالا یار کنوں

(روح بے چین اور دل مضمحل ہے، تڑپتا ہے، ڈوب ڈوب جاتا ہے، آج چبھن پہلے سے سوا ہے، ایسے میں دل گھر بار سے اُکتا گیا، خدا کرے محبوب کسی طور تو وفا کرے)

Scanned with CamScanner

ایہا ساڈے ہاں دی بوٹی ہے
ہیں لٹی حُسن دی لوٹی ہے
ایہا رَس بھنڑی جند چوٹی ہے
ڈو چار تہ ستر ہزار کنوں
رہ آوی شالا یار کنوں

(یہی محبوب ہی تو ہمارے دل کا ٹکڑا ہے، جس نے حسن کا تمام خزانہ لوٹ لیا، یہی رسیلا ہی تو روح پر نشانہ باندھنے والا، جو دو چار میں نہیں ہزاروں میں منفرد، خدا کرے محبوب کسی طورتو وفا کرے)

توڑے ڈاڈھے کھوٹے ٹکے ہَیں
وَل وی تَوں یار دے یکے ہَیں
آپاں قول قرار دے پکے ہَیں
توں پھر ویندیں اقرار کنوں
رہ آوی شالا یار کنوں

(اگر چہ ہم انتہائی کھوٹے سکے ہیں، مگر پھر بھی صرف اور صرف تمہارے، اپنے قول کے پکے، لیکن کیا کریں کہ تو اقرار سے پھر جاتا ہے، خدا کرے محبوب کسی طورتو وفا کرے)

Scanned with CamScanner

جیڑھیاں کِھلدیں شَر چا گھتوانوِن
بَخ مارن اپنا سِر کھانوِن
توں اُرھ تے آ اُو چھائی پانوِن
میڈا روح ویندے تکرار کنوں
رہ آوی شالا یار کنوں

(جو جان بوجھ کر فساد پیدا کریں، دفع ہوں اپنا سَر کھائیں، تم میرے پاس چلے آؤ، وہ مٹی پھانکیں کہ تکرار سے تو میری جان جاتی ہے، خدا کرے محبوب کسی طور تو وفا کرے)

نینہہ وِچ اَج گل کئی چَس کوئی نہیں
اِتھ مرنْ وی اپنْے وَس کوئی نہیں
اِنہاں سنگتریاں وِچ رَس کوئی نہیں
وَنج پُچھ گِھن گُل سنسار کنوں
رہ آوی شالا یار کنوں

(اب تو اُلفت میں کوئی سواد باقی نہیں رہا، یہ وہ مقام ہے جہاں موت بھی اپنے بس میں نہیں، ایسے سنگترے کی مانند جس میں کوئی رَس نہ ہو، چاہو تو کُل عالم سے پوچھ لو، خدا کرے محبوب کسی طور تو وفا کرے)

Scanned with CamScanner

ہِک ہار خیالی پھُلاں دا
مُرم ہار خوابوں پُو آندا
اَجاں تھیا نہیں اُوں جِند دے ناں دا
جِند نِوّدی ویندی ہے بار کنوں
رہ آوی شالا یار کنوں

(ایک خیالی پھولوں کا ہار جو مُرم خوابوں ہی خوابوں میں پرو لاتا ہے، لیکن ابھی تک محبوب کے گلے کی زینت نہیں بنا سکا، کوئی بوجھ ہے کہ جس کے سبب روح دُہری ہوئی جاتی ہے، خدا کرے محبوب کسی طور تو وفا کرے)

Scanned with CamScanner

(از خیابانِ خُرم)

23

میڈِے ماہیا ہکو گوَر نہ کیوں ڈِساں میں تیکوں نموں تھڈِڑے لا
ایہو حق ہے خود توں ہیں آپ حق ایہیں دِھردا ہے ایہو ہِک دُھرا

(میرے دوست میں تمہیں ایک گُر کی بات کیوں نہ بتاؤں، میری اس بات کو رَد
مت کرو، سچ یہی ہے کہ تم خود سچ ہو، یہی ایک رمز تمہیں پار لگا سکتی ہے)

مِٹھو اپٹّا آپ طواف کر توں ہیں خود خدا تے خدا داگھر
نہ قران پِی نہ گرنتھ پَڑھ ، نہ مسیتیں وَڑ ، نہ مَڑھی ڈِو آ

(اے دوست تو خود ہی اپنا آپ طواف کر، تو خود ہی خدا اور خدا کا گھر ہے، نہ قران کو
گھوٹ کر پیو، نہ گرنتھ کو پڑھو، نہ مسجد میں جاؤ اور نہ ہی مڑھی میں آؤ)

Scanned with CamScanner

نہ تاں توں ہیں بیا نہ تاں اُو ہے بیا ایہو شِرک ہے اِتھوں بچ بھرا
ہِکے دَر کوں چھوڑ، ہِکی دِھر تے کھڑ، اِنوں اُن نہ وَنج اُنوں اِن نہ آ

(نہ تو تو کوئی اور ہے اور نہ وہ کوئی اور، بھائی یہی شرک ہے اس سے بچو، ایک ہی دروازے پر دستکیں دو، ایک ہی بات پر قائم رہو، ادھر سے اُدھر نہ جاؤ، اُدھر سے ادھر نہ آؤ)

توں ہیں آپ رِیت کو رِیت وِچ توں ہیں آپ ہار تے جِیت وِچ
توں مَڑھی دے وِچ توں مَسیت وِچ نہ بدل تے دِل تے ایہو ٹِکا

(رِیت بھی تو اور خلافِ رِیت بھی تو، تو خود ہی ہار اور خود ہی جیت میں، تو ہی مَڑھی اور تو ہی مسجد میں، ادھر اُدھر مَت بھٹکو، دل میں ایک ہی نقش قائم کرلو)

ایہے بَھکاں تے اے دِلاسڑے ایہے بانٹاں تے ایہے حاشڑے
ہِنے بازیگر دے تماشڑے نہ بُندل تے دِل تے ایہو جَما

(یہی قہاری اور یہی غفاری، یہی تسلیاں اور یہی حشر کے تقاضے، سب بازی گر کے تماشے ہیں، سراسیمگی چھوڑ داور دل میں یہی نقش بٹھالو)

ایہا گالھ کون اکھیندے پَر، جو توں آپ توں وَتا آپ ڈر
مِٹھو ہوش کر مِٹھو ہوش کر، اینویں اپنی آپ نہ رَت سُکا

Scanned with CamScanner

(یہ بات پھر کون کہتا ہے کہ تو اپنے خوف میں خود ہی مبتلا رہے، اے دوست ذرا ہوش کے ناخن لو، یونہی اپنا لہو خشک نہ کرتے رہو)

سُدھ بُدھ توں یار دی چھاپ ہیں، توں مشوق آپ دا آپ ہیں
توں خود آپ دا آپ حجاب ہیں، ایہو پگ ہے پگ ایہو پَب پکا

(ہو بہو تم اپنے دوست کی تصویر ہو، تم خود ہی اپنے معشوق ہو اور خود ہی اپنا حجاب، کہ یہی سچ ہے اسی پر قائم رہو)

توں ہیں مُحرم اصل اِمان دا توں نچوڑ ہیں سارے قران دا
توں ہیں آپ اپڑیں شان دا کوئی تیں سنواں نہیں تیں سوا

(مُحرم تو ہی اصل ایمان اور تم ہی حاصل قران، تو اپنی شان میں یکتا، تیرے جیسا کوئی اور نہیں)

Scanned with CamScanner

24

کِتھ کُفر تے کِتھ ایمان ڈِٹھم
ہر شان دے لکھ لکھ شان ڈِٹھم

(کہیں کفر اور کہیں ایمان، تیری ہر شان میں لاکھوں عظمتیں آشکار)

کِتھ موسیٰ کِتھ کوہ طور ڈِٹھم
ہر پاس ہِکو نور ڈِٹھم
بہوں کولہوں ڈاڈھا دور ڈِٹھم
ہر وقت ڈِٹھم ہر آن ڈِٹھم

(کہاں موسیٰ اور کہاں کوہ طور، ہر ایک کے پاس ایک ہی نور، بہت نزدیک اور بہت دور سے دیکھا، ہر وقت اور ہر گھڑی دیکھا)

Scanned with CamScanner

کِتھ سوہنی کِتھ مہینوال ڈِٹھم
کِتھ صورت حُسن جمال ڈِٹھم
کِتھ دولت دنیا مال ڈِٹھم
کِتھ سُولاں دا سامان ڈِٹھم

(کہیں سوہنی دیکھی اور کہیں مہینوال، کہیں صورتوں کا حسن و جمال، کہیں دولت دنیا اور مال، کہیں آزار اور ملال)

کِتھ شیخ بزرگ تے کامل ہے
کِتھ عالم تے کِتھ جاہل ہے
جیں رنگ وِچ ڈِیکھو شامل ہے
کر اچھی رِیت دھیان ڈِٹھم

(کہیں شیخ، بزرگ اور کامل، کہیں عالم اور کہیں جاہل، وہی ہر رنگ میں شامل، بے شک غور کر لیا)

کِتھ وہم یقین گمان ڈِٹھم
کِتھ صدقہ خیر تے دان ڈِٹھم
کِتھ کعبہ عرش قران ڈِٹھم
کِتھ پوتھی وید پران ڈِٹھم

Scanned with CamScanner

(کہیں وہم ، یقین اور گمان میں، کہیں صدقہ ، خیرات اور دان میں، کہیں کعبہ، عرش اور قران میں، کہیں پوتھی، وید اور پران میں)

کتھ پوری اَجن ادھوری ہے
کتھ محض ادھوری پوری ہے
کتھ اصلوں صبر صبوری ہے
کتھ حسرت کتھ ارمان ڈِٹھم

(کہیں مکمل میں بھی ادھورا اور کہیں ادھورے میں بھی پورا، کہیں بالکل صبر کا عالم اور کہیں محض حسرت وارمان)

کتھ ابراہیم خلیل ڈِٹھم
کتھ عیسیٰ کتھ انجیل ڈِٹھم
کتھ موسیٰ مصر تے نیل ڈِٹھم
کتھ نوح کتھاں طوفان آیا

(کہیں ابراہیم خلیل کو دیکھا، کہیں عیسیٰ کہیں انجیل، کہیں موسیٰ، مصر اور نیل کو دیکھا اور کہیں نوح اور کہیں طوفان)

کہیں جاتے جھورا جی دا ہے
کتھ جلسہ راگ خوشی دا ہے
کتھ فرق نہ اُنوی وی دا ہے
کتھ درد کتھاں درمان ڈِٹھم

Scanned with CamScanner

(کہیں غم و الم اور کہیں عیش و طرب کی محفل، کہیں انیس بیس کا بھی فرق مفقود اور کہیں درد اور کہیں درمان)

ہے وہم یقین گمان اوہو
ہے کعبہ عرش قران اوہو
ہے نوح اتے طوفان اوہو
کتھ شُفتر کتھ حریان ڈِٹھم

(وہی وہم، یقین اور گمان ہے، وہی کعبہ، عرش اور قران ہے، نوح بھی وہی، وہی طوفان ہے، کہیں اُسے عالمِ جذب میں اور کہیں حیران دیکھا ہے)

کتھ محض نشوم ندان ہے او
کتھاں سود کتھاں نقصان ہے او
کتھ نوح کتھاں طوفان ہے او
کتھ موسیٰ بن عمران ڈِٹھم

(کہیں وہ محض معصوم اور نادان، کہیں نفع اور کہیں نقصان، کہیں نوح کہیں طوفان اور کہیں اُسے موسیٰ بن عمران کی صورت دیکھا)

کتھ طٰہٰ کتھاں یٰسین ڈِٹھم
کتھ خُرم کتھ غمگین ڈِٹھم

Scanned with CamScanner

کِتھ فرد فریدالدین ڈِٹھم
کِتھ حضرت فخر جہان ڈِٹھم

(وہ کہیں طٰہٰ کہیں یٰسین، کہیں خُرم اور کہیں غمگین، کہیں فرید اور کہیں فخر جہان)

خُرم دے وَکھرے بول ڈِٹھم
ہر بول کوں وَل وَل تول ڈِٹھم
لَکھ وار جنجھول جنجھول ڈِٹھم
نونہہ چوٹی تَیں عرفان ڈِٹھم

(خُرم کا اسلوب سب سے جدا پایا، اُس کے ہر بول کو بار بار تول دیکھا، خوب چھان پھٹک کر دیکھا، اُس کا عرفان ہر لحاظ سے درجۂ کمال پر تھا)

Scanned with CamScanner

(غیر مطبوعہ۔ نوشتہ ۱۸۹۴ء)

25

رُسن نہ شالا دوست کہیں دے
بھجن نہ کہیں دے جوڑ بنیں دے

(خدا کرے کسی کا دوست نہ روٹھے اور نہ ہی کسی کی بنتی ہوئی جوڑی ٹوٹے)

وَل بیوݨ اوکھا تھی پوندے
اکھیں کیا خود ہاں ہن روندے
سو سو سُول تے لکھ ݙُکھ ہوندے
ہاں بُڈدم دَم اوکھا تھیندے

(پھر تو زندگی دشوار ہو جاتی ہے، آنکھیں تو کیا خود دل بھی رو دیتے ہیں، سو سو عذاب اور لاکھوں دکھ سہنے پڑتے ہیں، دل ڈوبتا اور سانس گھٹتی ہے)

Scanned with CamScanner

جاگے من من جانی پایم
جانی اُلٹے پڑ پٹوایم
سُول جگاریاں مار مُکایم
کھوتے ڈِلدے مغز پڑیندے

(میں نے جگراتے مان کر جس محبوب کو پایا ہے، اُسی نے مجھے در بدر کی خاک چھنوادی، غموں اور شب بیداریوں نے بے حال کر دیا، کنپٹیوں میں دراڑیں اور سَر پھٹتا ہوا محسوس ہوتا ہے)

لِنبے لا گئے بھائیں بھڑکا گئے
ہَتھوں رُسیمیں نال جگا گئے
چنگی بھَلی کوں گھُن لا گئے
جیوݨ مشکل پیا نظریندے

(وہ آگ بھڑکا کر اُسے ہوا دے گیا اور اب روٹھا ہوا بھی خود ہی ہے، ایسے میں تو جینا مشکل لگ رہا ہے)

آ وی سہی کہیں دیر اَن لائی ہے
جان عذاباں دے وِچ پائی ہے
کیوں تڑی دی سختی تئی ہے
ہاں بھُجدے زیڑا جھلسیندے

Scanned with CamScanner

(آ بھی جاؤ، یہ کیسی دیر لگادی ہے، تم نے تو جان ہی عذاب میں ڈال دی، کیوں نصیبوں جلی پر سختی کرتے ہو، اب تو دل جلتا اور جگر سلگتا ہے)

سوہنا کے تیئں رُٹھے راہسو
آسو سہی گھر کہ نہ آسو
کیا کئی سُدھ ساڈی نہ لاہسو
جو نہ مردے ہیں نہ جیندے

(پیارے کب تک روٹھے رہو گے، ہمارے گھر آنا ہوگا کہ نہیں، کوئی ہماری بھی خیر خبر لو گے کہ نہیں، اب تو نہ جینا اپنے بس میں رہا اور نہ ہی مرنا)

آڑے پاڑے حق ہمسائے دا
سونہیں اَن سونہیں آئے گئے دا
جانی دشمن ما پیو جائے دا
ڈے گھن کے چا منہ مُندریندے

(خواہ اڑوس پڑوس، اجنبی اور مانوس، خواہ آنے جانے والے، دشمن یا بہن بھائی، وہ محبوب تو سبھی کو کچھ دے دلا کر سچ بات کہنے سے روک دیتا ہے)

کھاندے پیندے بوک جو چاتم
تڑوی چُلھہ چا گل وِچ پاتم

Scanned with CamScanner

انڈھے کھو وِچ دھرک چا لاتم
خُرم اینویں بھوڑ پوینڈے

(کھاتے پیتے یونہی بدقسمتی کو آواز دے بیٹھی، تپتا ہوا لوہے کا چولہا گلے میں ڈال لیا، یا جیسے کسی اندھے کنوئیں میں چھلانگ لگا دی ہو، خُرم کیا ایسا بھی کوئی پاگل پن ہوتا ہے)

نوٹ: خُرم صاحب نے یہ کافی تحریر کرتے وقت حسبِ عادت اس کی درج ذیل دو متبادل استھائیاں بھی اپنے قلم سے حاشیہ پر لکھی ہیں۔

رُٹھے یار ڈاڈھے اوکھے نیندے
مِنتاں تے زاریاں ترلے کریندے

رُسن نہ شالا دوست کہیں دے
کوئی کیا جانے وَل کیا تھیندے

Scanned with CamScanner

(غیر مطبوعہ)

26

چَل وے چَل وے چَل وے
زوریں نا لگ گَل وے

(چلتے بنو جی، چلتے بنو، یونہی زبردستی گلے کا ہار مت بنو)

نِت دے کوڑیاں لاریاں کولوں
بَݨ گیا ہم جی جَل وے

(روز روز کے جھوٹے بہلاووں سے اب تو جی بھی جل گیا ہے)

ظلم کماوݨ سو گھُݨ لاوَݨ
ہے سوہݨیاں دی اَل وے

Scanned with CamScanner

(ظلم کرنا اور روگ لگانا، حسیناؤں کی اُفتاد ہے)

جے تیڈیاں اے بے پروایاں
لڈ ویسوں اَج گل وے

(اگر تمہاری بے اعتنائی یونہی رہی، ہم عنقریب جان ہار بیٹھیں گے)

سُنجڑے ویلیاں نیڑا لایم
روندیاں ہتھ مَل مَل وے

(کیسی نحس گھڑی میں دل لگایا کہ اب ہاتھ مَل مَل کر روتی ہوں)

جیڑھا تیڈا مندا منگے
ہاں نہ پوس ڈَل وے

(جو تمہارا برا چاہے، اُس کے تو دل میں شگاف ہو پھٹ جائے گا)

نا کوئی ساہ سلوک تیڈے دا
نا کوئی پیار دا لل وے

Scanned with CamScanner

(جہاں جہاں تمہارے پاؤں پڑیں وہاں دلوں کے انبار لگ جاتے ہیں)

توں بن سو سو سال نظر دے
میکوں ہک ہک پَل وے

(تیرے بغیر مجھے ایک ایک پَل سو سو سال کے برابر دکھائی دیتا ہے)

نکھڑیں ماسم اَن تھئی خُرم
ہُنْ تاں کہیں جاؤں وَل وے

(خُرم محبوب سے جدا ہوئے مدت ہوئی، اب تو کہیں سے وصال ہو)

خُرم یار تاں جلیا بیٹھے
توں نا تا وَلِ وَلِ وے

(خُرم تو پہلے ہی جلا بھنا بیٹھا ہے، اُسے بار بار کیوں ستاتے ہو)

Scanned with CamScanner

(نہ کوئی تیرے حُسن سلوک کا لمحہ اور نہ ہی پیار کا کوئی عندیہ)

کہیں ویلے نا کھِل کے بولیوں
ہر ویلے کل کل وے

(تم نے کبھی بھی مسکرا کر کلام نہ کیا، بس یہی ہر وقت کی تلخی اور تکرار)

لہو وِچ لیتھوں پیتھوں دِل کوں
بھُن بھانویں جا تَل وے

(دل تو لہو میں لَت پَت ہوا، اب چاہے اِسے بھون لو یا تَل لو)

ہِک ہِک گالہہ صفائی تیڈی
لَکھ لَکھ پیچ اَڑ وَل وے

(یہ تیری سادہ سی گفتار مگر اِس میں بھی لاکھوں پیچ و خم)

جتھ کے پیر تُساڈے آنوِن
دِلڑیاں دے اُتھ دَل وے

Scanned with CamScanner

27

جیڑھا تیئں آ کیتے رَت
تی جایاں کوں ڈِیسی مَت

(جیسا تم نے مجھے خوار کیا ہے، میں نصیبوں جلی اپنی آنے والی نسلوں کو بھی عشق سے منع کروں گی)

تیکوں آندے مزہ شر وِچ
تے ہر ویلے دی کر کر وِچ
اے گھن جندڑی تے گھت سر وِچ
نہیں ڈِیندا نہ ڈِے مہلت

(تجھے تو فساد اور ہر وقت کی تکرار میں مزہ آتا ہے، یہ لو زندگی اور رکھو پاس اپنے، اگر جینے کی مہلت نہیں دینا چاہتے تو نہ دو)

Scanned with CamScanner

نہ سمجھیں یار توں ہاسا
ڈُکھاں نے بھَن گھتم پاسا
پُنل پیسے دا ہے پیاسا
غریباں کن کِتھاں دولت

(اے دوست اِسے مذاق مت سمجھنا، دکھوں نے تو میرا حلیہ بگاڑ دیا ہے، میرے محبوب کو تو دھن دولت کی ہوس، جب کہ ہم غریبوں کے پاس دولت کہاں)

(مطبوعہ الفضل)

28

شاباش شاباش مرحبا

جو کر

(خنجر زنی سے جو ہاتھ لگے اُسے حلال کا مال ہی سمجھو)

خلقت پٹے رب سئیں رجھے
سٹ گھت اتھے خام خیال

(خلقت کیا اُدھر اُدھر کر رب کو رِجھالے گی، اِسے بس خام خیال ہی سمجھو)

اج تاں وَڈے پردھان سَڈیندیں
کل ڈیکھیں کیا تھیندی حال

(آج تو بڑے پردھان بنے پھرتے ہو، کل دیکھنا تمہارا کیا حال ہوتا ہے)

باہروں ڈیکھو پکا مومن
اندروں ڈیکھو لال غلال

(باہر سے دیکھیں تو پکا مومن دکھائی دیتا ہے مگر اندر سے پورا رنگ رنگیلا)

جوں جوں ہتھ منہ رَج رَج دھوویں
توں توں دِل تے چڑھے زنگال

(جوں جوں منہ ہاتھ چمکائے چلے جاتے ہو، توں توں دل پر زنگ سا چڑھتا چلا آتا ہے)

ونھاں کیتے تھولا رجے
آپ نہ رجے لکھیں نال

(اوروں کے لئے تو تھوڑا بھی پیٹ بھر ہے مگر اپنی بھوک لاکھوں سے بھی نہیں مٹتی)

صدقے اُنہاں لوکاں توں
سبھ کُجھ کیتے جنہاں حلال

(اُن لوگوں کے واری جاؤں جنہوں نے سب کچھ حلال قرار دے رکھا ہے)

ستا ڈیونْ روح نہیں تھیندا
بچی اُو وی لُٹ دا مال

(سستے داموں بیچنے کو دل نہیں چاہتا، حتیٰ کہ لوٹ کا مال بھی)

قوم دی رَت وِچ دھانونْ والے
قوم دے بَنْ بیٹھن دھنوال

Scanned with CamScanner

(قوم کے لہو میں نہانے والے ہی قوم کے رہنما بن بیٹھے ہیں)

ٹھک مار ایں دنیا کوں خُرم
کملا نہ تھی دین سنبھال

(اے خُرم! اس دنیا کو ٹھوکر مارو، احمق نہ بنو، اپنے دین کو سنبھالو)

Scanned with CamScanner

(مطبوعہ: العزیز)

29

رب دا ناں مَن اِنتے آ توں
ہُن تاں کوئی کم کر ڈِکھلا توں

(نامِ خدا، اب تو راہِ راست پر آ جاؤ، اب تو کچھ کارِ نمایاں کر دکھاؤ)

بُٹ پئی سُتی غافل دنیا
مُتر دے چھٹے مار جگا توں

(یہ غافل دنیا نیند میں مدہوش ہے، اِسے ذرا جھنجھوڑ کر جگا دو)

جیہڑے پیار دے نال نہ سمجھن
کھلا پولا کر سمجھا توں

(ہاں جو پیار کی زبان نہ سمجھیں، اُن کے ساتھ ذرا سختی بھی واجب ہے)

Scanned with CamScanner

رشوت ، ظلم ، زنا ، تکبر
حسد، نفاق دا ہیں پُتلا توں

(اے نادان تو رشوت، ظلم، تکبر، اور حسد ونفاق کا پُتلا بن کر رہ گیا ہے)

جو ڈُکھ ڈِتو ہیٹیاں نیڑھاں
شرم نہ آیو ذری خدا توں

(جو بھی دکھ دیا صرف کمزور اور بے توفیق لوگوں کو، تمہیں خدا سے بھی حجاب نہ آیا)

قدرت ڈِنڈا قہر جو کڈھیا
قدرت نال نہ یار کھڑا توں

(فطرت کا غضب ہرگز نہ سہار سکو گے، اِس لئے فطرت سے کھلواڑ مت کرو)

قدرت نال کھڑاوݨ کیا ہے
جو کر مخلوق اوندی چکوا توں

(قدرت کے ساتھ کھلواڑ کیا ہوتا ہے، یہی کہ اُس کی مخلوق کو دکھ دینا)

Scanned with CamScanner

کِتھوں اِتلی ظلم روا ہن
کہیں جا تے لکھیا ڈِکھلا توں

(اتنا ظلم کب روا ہے، اگر کسی کتاب میں لکھا ہے تو دکھلاؤ)

اجھو ظلم دیاں پاڑاں پٹیاں
وَج وَج کے اَج ڈِتے چِتوا توں

(ظلم کی جڑیں کسی وقت بھی اُکھڑ سکتی ہیں، تو نے کُھل کر دنیا کو بتا دیا ہے)

کرسی تیڈی عرش وی تیڈا
وَل کیوں نہ بَنْ بہیں خدا توں

(کُرسی بھی تمہاری اور عرش بھی تمہارا، پھر کیونکر خدا نہ بن بیٹھو)

رب دے وِتی گنہہ کر، کر پیا
قطرے وِتی نہ کر پروا توں

(حقوق اللہ کی کوتاہی بارے میں فکر کی ضرورت نہیں، اُن کی پرواہ نہ کرو)

Scanned with CamScanner

پر مُجرم مخلوق اوندی تے
اے جِتلی نہ قہر وَسا توں

(مگر اے مُجرم! اللہ کی مخلوق پر اتنا قہر برسانے سے باز رہو)

Scanned with CamScanner

(مطبوعہ: العزیز)

30

جو پئے تجارتاں کردے ہن
نہ موت نہ رب توں ڈردے ہن

(یہ جو تاجر صفت ہیں، یہ موت اور رب دونوں سے نہیں ڈرتے)

جیڑھے رَت پیتی ویندن ساڈی
اے لوک کوئی سوکھے مردے ہن

(یہ لوگ جو ہمارے لہو پر پل رہے ہیں۔ اتنی آسانی سے مرنے والے نہیں)

جو آھدے مُلاں سچ آھدے
مسئلے جو اوندے گھر دے ہن

Scanned with CamScanner

(مُلا جو کہتا ہے سچ کہتا ہے، کیونکہ شرعی مسائل کو اُس نے گھر کا معاملہ سمجھ رکھا ہے)

کے توڑیں اے پَچ پئے پچَسن
اَجھو کئی کوڑھ اُبھردے ہن

(کب تک یہ لوٹ مار ہضم ہوگی، جلد ہی تیرے بدن پر کئی کوڑھ اُبھریں گے)

کر لتھے حکومتاں کوں کُبا
جو اوندے کھیسے بھردے ہن

(وہ حکومتوں کی معیشت تباہ کر کے تخت سے اُترے جو اپنی لالچ کے اندھے کنویں بھرتے رہے)

اِنہاں کوں دین دی کیا پروا
دنیا دے سارے بردے ہن

(دین کی غلامی کے دعویداروں کو دین کی کیا پرواہ، حقیقت میں یہ سارے دنیا کے بندے ہیں)

میں اکھیں نال ڈِٹھم لکھاں
گھَٹ اتھے یار اُتردے ہن

(اِن آنکھوں سے لاکھوں دیکھے مگر دوستی کے معیار پر کوئی کم ہی پورا اُترتا ہے)

Scanned with CamScanner

خُرم اے دنیا دے کُتے

کیویں ڈھونڈھا تے پئے مر دے ہن

(اے خُرم! دنیا کی لالچ میں یہ کُتے بن جانے والے لوگ نہ جانے کیوں مردار پر مرے جا رہے ہیں)

Scanned with CamScanner

(غیرمطبوعہ)

31

اساں پردیسی لڈ چلّے
تُساں ہِت پئے پھلو وَدھو

(ہم پردیسیوں نے تو رختِ سفر باندھ لیا، تم شاد و آباد رہو)

آکھیوم اَج وَل وی وَل آسو
آکھیوس وَل کیوں نا، اَج کو کو

(میں نے کہا کہ آج دوبارہ آؤ گے، اُس نے کہا پھر کیوں ناں، آج نہیں)

تِلک پوسیں نہ وَنج سوہنْا
میں رہ چکڑ کیتم رو رو

Scanned with CamScanner

(اے حسین دوست مت جاؤ، کہیں پھسل نہ پڑو کہ میں نے رو رو کر تمام راستہ کیچڑ کر دیا ہے)

عشق ہنڈولے نینہہ دیاں پینگھاں
دِلڑی جھوٹے پئی جھو جھو

(عشق کے جھولے اور محبت کی پینگیں، دل جھوجھو کر کے جھول رہا ہے)

ڈُکھاں ڈُکھ دے کھوپے چاڑھے
جُتے دردمنداں دے کھو

(دکھوں نے ہماری آنکھوں پر دکھ کے کھوپے چڑھا کر بیل کی طرح دردمندی کے کنوئیں پر جوت دیا ہے)

Scanned with CamScanner

(غیر مطبوعہ)

32

ڈھونڈ پٹیندا رتوں پیندا
مرݨ دا کوئی ڈر کوئی نہوں جیندا

(اُس نے تو ہلاکتوں کا بازار گرم کر دیا، جسے کسی قسم کا بھی ڈر حوف باقی نہیں رہا)

سب کُجھ لُٹ پُٹ اندر چا سَٹی
اَجݨ تھر نہوی بھریندا

(سب کچھ لوٹ مار کر کے اپنے اندر اُنڈیل لیا اور ابھی بھی تمہارا پیٹ نہیں بھرا)

یارو اے سُدھ کہیں کوں نا پئی
اے میلہ تاں ہا ڈٖوں ڈٖیہنہ دا

Scanned with CamScanner

(دوستو! اس آگہی سے سبھی محروم رہے کہ یہ میلہ تو دو چار دنوں کا تھا)

ظلمیاں کوں اللہ سمجھاوے
حق آکھن اَج حق کہیں دا

(ظالموں کو اللہ ہدایت دے کہ وہ کسی کے حق کے بارے میں حق بات کہہ سکیں)

ڈیکھو ہُجھاں وانگوں کیویں
ایں مُردار تے کٹھ پیا تھیندا

(دیکھو کس طرح گدھوں کی مانند آج پھر ایک مردار پر اکٹھ ہو رہا ہے)

وِلے وَدِن چھتے تھی رُکن
اَج پیا ایمان اَمزیندا

(یہ لوگ کس طرح حواس باختہ اور باؤلے ہوئے پھرتے ہیں، آج پھر کہیں ایمان کی آزمائش ہے)

وَڈے پردھان مہاندرے تاجر
پیٹ انہاں دا نہیں بھریندا

Scanned with CamScanner

(یہ بڑے رہنما اور نامور تاجر، اِن کا پیٹ کبھی نہیں بھرتا)

مسلمانیاں دا سب دعویٰ
قسمے کوڑ ساکوں نظریندا

(اِن کا مسلمان ہونے کا دعویٰ قسم سے جھوٹ دکھائی دیتا ہے)

محض نہ جھیپ جھجک ہُݨ خُرم
حق آکھݨ توں نہیں جھجکیندا

(اے خُرم ! جھینپنے یا جھجکنے کی کوئی ضرورت نہیں، حق کی بات کہنے سے نہیں جھجکنا چاہیے)

Scanned with CamScanner

غزلیں

Scanned with CamScanner

ڈیکھو سوہݨیاں دی سِرزوری
ݙہدیں ݙہدیں دِل دی چوری

مِٹھڑیاں ڳالھیں گُھٹ نِصریاں دے
ہوٹھاں گھولی گھنڈ دی پوری

(خُرم)

ترتیب

1۔لکھ لکھ ڈھن شکرانے مولا 212
2۔ہر کوئی ساکوں متیں ݙیندا 214
3۔اُوں ناز بھری مدھوی اَکھدا 217
4۔رَت دیاں ہنجوں ٹھڈڑے ساہ 219
5۔جیں تے بدل کرم دا وُٹھا 222
6۔سوہݨا اَج تاں منہ ݙکھلا چا 224
7۔مطبل پئیں پیسے دے پیرا 226
8۔ݙہدیں تھیو رنگ ساوا پیلا 228
9۔کیا تھیا بݨیوں مومن وݙا 230
10۔سوہݨا تیکوں ذری خیال نہ آندا 232
11۔کیا ݙساں کجھ ݙسا نہیں سگدا 234
12۔دَم دَم نکلدم ٹھڈڑے ساہ 236

Scanned with CamScanner

13۔ میں بیا کجھ نہیں آکھ سگدی 238

14۔ تن تڑوی دا تلیا پکوڑا 241

15۔ کیا چس کھٹیو دے چوئیں سورا 244

16۔ جے ہیں عشق دا بکھا تسا 247

17۔ پچھوں پے گیا ہم ڈکھ پکا 249

18۔ موئے نے اُتھ ونج قابو کیتا 251

19۔ مکھن دا ہے عشق دا رولا 253

20۔ تھی رہ دھنوال دی واڑی دا 257

21۔ نیناں بت سے رم جھم دے 259

22۔ گیا گزر مہینہ پوہ دا 262

23۔ بھورل وت کیں چا برمایو 265

24۔ جند پیا جیویں تھیویں لکھ 268

25۔ ہونٹھ غلابی لہراں پاتے 270

26۔ سارے رنگن ہک اَن مکدے 272

27۔ گھبیل دے گھملانے نین 274

28۔ ہم سانول یار الوہاں 276

29۔ جند جندڑی تیں توں قربان 278

30۔ اُکھ تیڈی انج ساکوں مٹھڑا 280

31۔ ایہو گھنڈ تاں مونہہ توں چا گھن 281

32۔ سول صدمیاں دا گھمسان 283

33۔ قوم دے درد جہاں کوں آندن 285

Scanned with CamScanner

34۔اساڈے نال جو سجناں کیتی	287
35۔کیا شدھ ہئی سوہنا ساکوں	289
36۔اپنیش رنگیں کالہا پوندیں	291
37۔توں پرو ویلے نہ ڈے ول ول	293
38۔اج ڈھولن نال اَلا کھڑی ہاں	296
39۔کہیں اتجھیں جاتے چل بہوں	298
40۔نکل ویسم جند تلہال	300
41۔واہ سوہنا سوہنا تاری	303
42۔وت کیوں ان مٹی تپائی ہئی	306
43۔دھابا کہاں نگہ کوں آئی	309
44۔جو فاتے ہبلا ساہاں وچ	317
45۔آکھیوس سوچو چلے کرتے	319
46۔اج جانی جھوک لڈا گئے	321
47۔ڈین نین جام بھنیندے	324
48۔ہاں ہوں جندڑی کڈھ نیتے	327
49۔ظاہر باطن ہر ہر جاتے	330
50۔تیڈے جوبن دا ٹھل ڈے ٹھل	332
51۔توں ڈین بھاگا لگدم بھاگ	334

Scanned with CamScanner

(از خیابانِ کرم)

1

لکھ لکھ ڈِھن شکرانے مولا ماڑ تے مینہ وَسایا
بختیں واگ وَلائی سوہݨا کھِلدا میں گھر آیا

(اے خدا تیرا لاکھ لاکھ شکر کہ تو نے میرے ماڑ پر بھی بارش برسائی، بختوں نے بھی یاوری کی کہ میرا محبوب مسکراتا ہوا گھر چلا آیا)

سچ پُچھیں تاں نویں سِروں ہے اَج میں جوبن چایا
اصلوں پیر نہ پوم بھوئیں تے پوندم قدم سوایا

(سچ پوچھو تو آج میں نے نئے سرے سے شباب پایا ہے، میرے پاؤں زمین پر نہیں ٹکتے، ہر قدم سرشاری سے بھرپور)

کھِلدیں ڈھولن چنبا ݙے کے اے میکوں فرمایا
قسمت ݙِتم وارا اَج او کھلدا میں گھر آیا

Scanned with CamScanner

(محبوب نے ہنستے ہوئے ہاتھ میں ہاتھ ڈالا اور کہا کہ قسمت مجھ پر مہربان ہوئی
تو وہ مسکراتا ہوا میرے گھر چلا آیا)

نک وِچ گھت مہاراں ساکوں سِک تیڈی چھِک چایا
مُرم پکڑ نِوایا اوکوں جَیں چو گوٹھ نِوایا

(ہماری ناک میں نکیل ڈال کر تیری چاہت نے ہمیں کھینچ لیا ہے، مُرم نے اُس
محبوب کو رام کر لیا کہ جس نے ساری دنیا کو جھکایا ہوا تھا)

Scanned with CamScanner

2

ہر کوئی ساکوں متیں ڈیندا
کوئی ہوکوں وی ہے سمجھیندا

(ہر کوئی ہمیں نصیحت کرتا ہے، کوئی اُسے بھی تو سمجھائے)

کوئی ساکوں سو پیا پڑھاوے
پر دل ہوندا ہے، ہے جیندا

(کوئی ہمیں لاکھ سبق پڑھائے، مگر دل تو اُسی کا ہے، جس کا ہے)

ساری رات تاں آپاں گن ہا
مٹھے منہ ہئی کوڑ مریندا

(اے رقیب! کہتے ہو کہ محبوب تمام شب تمہارے پاس تھا، جھوٹ بولتے ہو،
پھٹکار ہو تم پر)

ساڈے نال تیڈا کیا کم ہے
ہوں گن وَنج نوکر ہیں جیندا

(اب ہمارے ساتھ تمہارا کیا لینا دینا، اُسی کے پاس جاؤ جس کے نوکر بنے
پھرتے ہو)

گل تیئں سئیں سئیں کر کے پچھدا
اَج خود اُلٹے سبق پڑھیندا

(کل تک تو جناب جناب کہہ کر مجھ سے سبھی کچھ پوچھا کرتے تھے، آج خود
مجھے پٹی پڑھا رہے ہو)

آنوݨ کیتے دل نہ منگے
کوڑے پئے دھرتال کریندا

(میرے پاس آنے کو تو جی نہیں چاہتا، بس جھوٹے بہانے گھڑے جا رہے ہو)

Scanned with CamScanner

بھُل کے وَل کوئی بھال نہ بھالیو
مَر گیا مُحرم بھال بھُلیندا

(تم نے تو بھول کر بھی اُس کی خبر نہیں لی، مُحرم تمہاری راہ دیکھتا مر گیا)

Scanned with CamScanner

(از خیابانِ حُرم)

3

اُوں ناز بھری مدھوی اَکھ دا
ہِک ہِک جادو ہے لکھ لکھ دا

(اُس ناز بھری مست چشم کا ایک ایک جادو لاکھوں کا ہے)

ہاں وِچ بھائیں اَکھیں رَت رووِن
تیکوں حال سُناںواں کیا ڈُکھ دا

(دل میں آگ دہک رہی ہے اور آنکھیں لہو روتی ہیں، میں تجھے دکھوں کا حال کیا سناؤں)

دِل ہوندے دَر تے وَنج ڈھا
روندا ، رَڑدا ، کھپدا ، جُکھدا

(دل پھر اُس کی دہلیز پر جا گرا، روتا، دہاڑتا، فریاد کناں، سوزاں)

Scanned with CamScanner

اُوں نخرے دا ہک ہک نخرہ
لکھ نخرہ اَڑتَل وِچ رَکھدا

(اُس نخریلے محبوب کے نخروں کا کیا کہنا، وہ تو لاکھوں نخرے اپنے جلو میں رکھتا ہے)

ہاں بھا بھا اَکھیں رَتو رَت
ڈُکھ وَکھو وَکھ ہے وَکھ وَکھ دا

(دل میں آگ اور آنکھوں میں لہو، ہر کسی کو اپنا اپنا دکھ لاحق ہے)

او گالھ تاں اونویں نہ منیو
کیا سُکھ ایں سَکھݨی چکھ مَکھ دا

(وہ بات تو تم نے مانی ہی نہیں، اب کیا فائدہ اِس خالی مروت اور دلجوئی کا)

مُٹھل جانڑ کے میکوں لِکھ ڈِے
خُرم سَئیں ایہو مُٹھل رکھ دا

(اُسے سراپا مُٹھل لکھا چاہئے کہ خُرم کے دل میں بس وہی اور صرف وہی ہے)

Scanned with CamScanner

(از خیابانِ حرم)

4

رَت دیاں ہنجوں ٹھڈڑے ساہ
نینہہ دے مُلخ دی آب ہوا

(لہو کے آنسو اور سرد آہیں، شہر محبت کی یہی آب و ہوا ہے)

بڑکے نینہہ کراہ اَڑاہ دے
جو آیا بھُج بھگڑی تھیا

(الاؤ ہے اور الفت کے کڑاہ میں جوش، جو بھی یہاں آیا وہ بھُن بھُنا گیا)

پگ پگ سڑ سڑ کولے تھی گئی
اَجن ہئی جند کچی گھا

Scanned with CamScanner

(حیات نوخیز کو اس قدر عذاب ملے کہ اِسی حالت ہی میں جل کر کوئلہ ہوگئی)

اَجاں کھیرے ڈِند نہ بھنّیں
نیڑے ڈِند کُھر کَڈھ سٹیا

(ابھی دودھ کے دانت بھی نہیں ٹوٹے تھے کہ محبت کے روگ نے بتیسی توڑ کر رکھ دی)

نیڑے گِج کرور دی دلڑی
ڈُکھ دے پَتھراں کیتی پھَا

(محبت نے نازک شیشے جیسے دل کو، دکھ کے پتھروں پر دے مارا)

منکے چور تے گاٹے ٹوٹے
جے تِل پیر رِکتھاوں تِلکیا

(اِس محبت کے سفر میں اگر پاؤں ذرا سا بھی پھسلا تو گردن کا منکا ہی ٹوٹ جائے گا)

نیناں نیر تے ہاں وِچ بھائیں
وَسدے میہنہ وِچ گھر سَڑ گیا

Scanned with CamScanner

(آنکھوں میں آنسو اور دل میں آتش، یوں جیسے برستی بارش میں گھر جل گیا)

دِل وی نین سُکھی چَر کیتس
نا کئی بَرمیچن دی جا

(آنکھوں سمیت اُس نے دل کو بھی روند ڈالا، اب اُس کے سامنے ہمارا کیا بس چلتا ہے)

نینہہ کمند تاں اُوچا لگدے
پَر جو ہَتھ گھتیو چھوچھا

(محبت کی کمند تو اونچی ڈالنی ہوتی ہے، لیکن تم نے تو اوچھا ہاتھ ڈالا)

مُحرم کوں مویا سُنڑ تے آکھیُس
چنگا تھیا مَرنا مُکا

(مُحرم کی موت کا سُن کر اُس نے کہا، چلو اچھا ہوا جان چھوٹی)

Scanned with CamScanner

(دکھوں نے کچھ اس طرح رگیدا کہ سینہ اور پشت ایک ہو کر رہ گئے)

جیکوں جیوݨ دیاں دعائیں ڈِتم
ہوں ہم پُٹھڑیاں کاتیاں کُٹھا

(میں نے جسے بھی زندگی کی دعا دی، اُس نے اُلٹا مجھے کُند چھری سے ذبح کیا)

خُرم کوں کوئی مَتھی نہ ڈیوے
آپ منیسی راول رُٹھا

(خُرم کے ساتھ کسی کو سر کھپانے کی کوئی ضرورت نہیں، وہ خود ہی روٹھا دوست منا لے گا)

Scanned with CamScanner

(از خیابانِ حُرم)

6

سوہنْا اَج تاں منہ ڈِکھلا چا
سِک تَن مَن سبھا لہا چا

(اے خوب رو! آج تو دیدار کرادو، تاکہ جسم وروح کی تشنگی سب مٹ جائے)

ہک واری گَل لا کے سوہنْا
چھاتی تے لَکھ تھورا لا چا

(اے حسین محبوب! ایک بار گلے سے لگا کر مجھ گرفتہ پر لاکھوں احسان کر دو)

بھولی دلڑی کنیں مَت ڈِتو
نانگاں دی کھڈ وِچ ہَتھ پا چا

Scanned with CamScanner

(از خیابانِ کرم)

5

جیں تے بدل کرم دا وُٹھا
سِدھ ہے اوندا سِدھا پُٹھا

(جس پر بھی ابرِ کرم برسا اُس کے بگڑے ہوئے کام بھی سنور گئے)

میں ہک قابو نہ کر سَگیُم
مِٹھے سارے مُلک کوں مُٹھا

(میں تو ایک کو بھی اپنا نہ بنا سکا مگر میٹھی سرکار نے دنیا کو گرویدہ بنالیا)

ڈُکھاں نے رگڑے چاڑھن
ہک تھیا پیا ہَم کنڈا پُٹھا

Scanned with CamScanner

(اے میرے معصوم دل! کس نے تم سے کہا کہ سانپوں کے بل میں ہاتھ ڈال دو)

نِکھڑیں ماسم اَن تھئی سوہنْا
نام خدا دے واگ وَلا چا

(اے حسین محبوب! تم سے بچھڑے ایک مدت ہوئی، اب تو نام خدا واپس آ جاؤ)

سارے جگ وِچ وڈِی چوراں
ہُن تاں دانون ہیٹھ لُکا چا

(مان لیا دنیا بھر میں، میں ہی سب سے بری ہوں، اِس واسطے اب تو اپنے دامن میں چھپالو)

خُرم دی دِل تیڈِے ہَتھ ہے
اپنی حُب وِچ ٹُوڑ ٹوا چا

(خُرم کا دل تو اب تمہارے ہاتھ میں ہے، اپنی چاہت سے جیسے چاہو اسے ڈھال لو)

Scanned with CamScanner

(از خیابانِ خُرم)

7

مطبل پئیں پیسے دے پیرا
تھیندیں ڈاڈھا میسا گیرا

(اے دولت کے پجاری محبوب، مطلب پڑے تو بالکل ہی میسنے اور منکسر ہو جاتے ہو)

توڑے چوریاں کُٹ کُٹ ڈیویں
سچی گالھ اکھیسوں ویرا

(اے بھائی، چاہے چوریاں بنا بنا کر کھلاؤ، میں تو سچی بات کہوں گا)

پچھوں کہیں وی کُجھ نہیں کرنا
اپنا آپ اُسار ہندیرا

Scanned with CamScanner

(مر جانے کے بعد کسی نے بھی کچھ نہیں کرنا، جو کچھ بھی کرنا ہے خود ہی کرلو)

کھادو ، پیتو ، ساہی کڈھیو
بیٹھا نہ رہ اُٹھی فقیرا

(بہت کھا، پی اور ستالیا، اب بیٹھے ہی نہ رہو کچھ کر بھی لو)

توں جہاں ہِک نہ لبھسی جَگ وِچ
آلس مَٹھا اویل ڳیرا

(تم جیسا کاہل، سست، نکما اور چمٹالو، دنیا میں ایک بھی نہیں ہوگا)

ہر ڳالھوں آزادے خُرم
مَرنے مونگ نہ پرنے سیرا

(خُرم تو ایک آزاد منش ہے، نہ کسی کے لینے میں اور نہ کسی کے دینے میں)

Scanned with CamScanner

(از خیابانِ حرم)

8

ڈہدیں تھیو رنگ ساوا پیلا
نِکھتوں یار وڈا دردیلا

(مجھے دیکھتے ہی تمہارے تیور بگڑ گئے، اے دوست تم تو بہت ہی حاسد نکلے)

سکّے بھرا کوں ڈیکھ کے سُکھا
دھاں گیا تیڈے ہاں وِچ ویلا

(سگے بھائی کو سُکھی دیکھ کر تمہارے دل پر تو آری چل گئی)

سب لڈ ویسی ہک نہ راہسی
کیا اربیلا راج گھیلا

Scanned with CamScanner

(سب فانی ہے، کچھ بھی نہیں رہے گا، نہ دھن دولت نہ ہی جاہ واقتدار)

شاہ ، وزیر ، پیادے سارے
لَڈ ویسن سَٹ خویش قبیلہ

(بادشاہ، وزیر اور نوکر چاکر، سب اپنے عزیز واقارب چھوڑ کر سدھار جائیں گے)

سِدھا چھڑکا چھوڑ ڈِتوئی
چارا سَٹ ایں یار پسیلا

(صراطِ مستقیم تو تم نے چھوڑ دی، مگر اب بھی بے فائدہ حاجات کو ایک طرف رکھا جا سکتا ہے)

خویشاں توں بن خیسناں ساریاں
خویش جہاں نہ کوئی دردیلا

(رشتہ داروں کے بنا رقابتیں کیسی، اور عزیزوں کے جیسا حاسد اور کون)

مُحرم کوں خوش ڈیکھ کے سَڑ گیوں
شالا تھیویں ویہر وِیلا

(مُحرم کو خوش دیکھ کر جل بھُن گئے، خدا کرے اسی انتشار میں رہو)

Scanned with CamScanner

9

کیا تھیا بَنیوں مومن وَڈا
دل تاں اونویں کافر ریہا

(کیاہواجوتم بڑے مومن کہلوائے جارہے ہومگر دل تو اُسی طرح کافر ہے)

دل وِچ لچایاں ہن بھریاں
اُچیاں قرائتاں پڑھ نہ پیا

(دل میں تو کمینگیاں بھری ہیں اس لئے اونچی اونچی تلاوتیں کرنے کی ضرورت نہیں)

اے نیک بختی چھوڑ ڈے
ڈاڑھیاں نہ پیا لمبیاں وَدھا

(یہ نیک چلنی کے مظاہرے اور داڑھیاں لمبی کرنے کی کوئی ضرورت نہیں)

Scanned with CamScanner

او جھکیاں دِلیں وِچ وَسے
توں وَت وَتیں ایں آکڑیا

(وہ تو عاجز دلوں میں بستا ہے لیکن تم تو اس قدر اکڑے پھرتے ہو)

خلقت کوں لگ گئے سب پتے
اندر دا ہیں ڈاڈھا بُرا

(خلقت کو سب پتہ لگ چکا ہے کہ تم اندر سے کتنے بُرے ہو)

تیں اینویں جاتے شئیت کہ
رب کوں نہ پیا کوئی پتا

(تم نے شاید یہ سمجھ لیا ہے کہ خدا کو کچھ علم نہیں ہوتا)

رب سئیں کوں اے دو کھے نہ ڈے
مُجرم نہ پئی مانیاں لُکا

(اپنے رب کو دھوکا نہ دے سکو گے، اے مُجرم اپنے کرتوت چھپانے کا کچھ فائدہ نہیں)

Scanned with CamScanner

10

سوہنا تیکوں ذری خیال نہ آندا
توڑے کوئی مر ونجے کُرلاندا

(اے حسین تمہیں تو کچھ خیال نہیں، چاہے کوئی روتا چیختا مر ہی کیوں نہ جائے)

کھِلدیں کھِدیں کوہ گھتّݨ دا
تیکوں ہے ݙاں آندا

(اے میرے محبوب تمہیں ہنستے ہنستے گردن اُڑا دینے کا کیا خوب ہنر آتا ہے)

رب سئیں جیکوں صورت ݙیوے
ہر کوئی اوندا باندا

(میرا رب جسے حسن عطا کرے تو پھر ہر کوئی اُسی کا غلام ہو جاتا ہے)

Scanned with CamScanner

ساڈے ویڑھے والیاں کوں اَج
منہ میڈا نہیں بھاندا

(اب تو میرے آنگن والوں کو میری صورت میں رغبت ہی نہیں رہی)

نازوں سو سو جھوجھے کھاوے
تیڈا ہار پھلاں دا

(کس نازو انداز سے سو سو بار گلے میں جھولتا ہے، تیرا یہ سُرخ پھولوں کا ہار)

جیویں تیڈے ڈیکھن کیتے
جیڑا ہم نِت ماندا

(سدا سلامت رہو اے میرے محبوب، تمہیں دیکھنے کے واسطے دل بہت بے چین ہے)

کون تیڈے ڈُکھ سُنڑ دے خُرم
کیکوں ہیں توں بھاندا

(اے خُرم تیرے دُکھ کون سنے کہ تمہیں چاہتا کون ہے)

Scanned with CamScanner

11

کیا ڈساں کُجھ ڈس نہیں سگدا
ڈاڈھیاں دا ڈاڈھا ڈر لگدا

(کیا بتاؤں کہ بتانا محال ہے، زوردستوں سے بہت ڈر لگتا ہے)

پھوٹے ٹھاٹھاں بھنور چھاتاں
ہِک وحدت دا دریا وَگدا

(بلبلے میں طغیانی اور گرداب میں لہروں کا بانکپن، کہ وحدت کا ایک دریا سا بہہ رہا ہے)

آپ کوں ذری نجھا نہوی ڈٹھڑا
توں کُل گلاں ہیں سب جگ دا

(تونے اپنے آپ پر غور نہیں کیا، تو ہی تمام دنیا پر محیط ہے)

Scanned with CamScanner

پُچھ گُچھ نال ہے سب کُجھ مِلدا
ڈیوے نال ہے ڈیوا جگ دا

(تجس اور جاننا ہی علم کی بنیاد ہیں، جیسے چراغ سے چراغ جلتا ہے)

ہر کئی تڑدی موئی پر خُرم
کوئی پتہ نہ پیاواں ٹھگ دا

(اے خُرم! جدھر دیکھتا ہوں سب اُسی کے متلاشی، مگر اُس مَن موہنے کا سراغ کہاں سے پاؤں)

Scanned with CamScanner

(از خیابانِ خرم)

12

دَم دَم نِکلدم ٹھڈڑے ساہ
توں بِن سوہنا سُجھم نہ وا

(ہر سانس، سرد آہ بن کر رہ گئی کہ تم بن اے حسیں، کچھ سجھائی بھی تو نہیں دیتا)

اوگن ڈیکھ کے نہ سَٹ مِٹھلا
لگڑی یاری توڑ نبھا

(میری اعمال دیکھ کر مجھے مت ٹھکرا اے شیریں دوست، دوستی کی ہے تو نبھانے کی عرض ہے)

جتھیں دَر جاواں دھکڑے کھاواں
گھر وِچ دشمن بھینڑ بھرا

(جس دروازے پر جاؤں ٹھوکریں مقدر جب کہ گھر میں بہن بھائی بھی دشمن)

Scanned with CamScanner

رَگ رَگ دیوِچ دھوئیں ڈُکھدے
سوز جگر تَن بھڑکے بھا

(رگ و پے میں دھواں اُٹھے، جگر کی حالت سوزاں اور تن جیسے دہکتا الاؤ)

مُحرم گریب فقیر نماݨاں
جَگ دشمن ہے شودے دا

(یہ غریب، فقیر اور عاجز مُحرم، جس کی پوری دنیا دشمن ہو کر رہ گئی)

Scanned with CamScanner

(از خیابانِ حُرم)

13

میں بیا کُجھ نہیں آکھ سگدی زیادہ
اے نازاں پلیاں ہاں نہ ہا ڈُکھ دے ڈا دا

(اس سے زیادہ اب کیا کہوں کہ مجھ ناز و نعم میں پلی بڑھی کو اتنا دکھ نہ دو)

وِلانونڑ ، رِجھانونڑ ، سَتانونڑ ، سہانونڑ
سبھو گُم طریقے دا موقعے دا ، جا دا

(بہلانا، پھسلانا، ستانا اور جتلانا، کس ہنر اور تہذیب سے برمحل اختیار کرتی ہو)

طرح ہر طرح دی ہے ، سو سو طرح دی
کوہَنڑ ہر ادا دا ہے سو سو ادا دا

(ہر ایک عشوے میں سینکڑوں غمزے پنہاں اور ہر ادا کے جان لیوا پن میں سو سو ادائیں)

Scanned with CamScanner

ایہو رب کرے جو اوہو ہووے شالا
میکوں بھلوہ پوندے سُنجاپو اَلا دا

(خدا کرے وہی میرا محبوب ہی ہو کہ مجھے اُس کی جانی پہچانی آواز کا گماں ہوتا ہے)

میں کِتھ کیتے سینہ کیتم سُورے سُورے
تیڈے کان پنجرہ رکھُیم اے ہوا دا

(میں نے کس کے لئے اپنے سینے کو چھیدوں سے فگار کیا، یہ تیرے رکھنے کو تو ہوادار پنجرہ بنایا ہے)

میڈی سَت وی چِک گئی میڈی رَت وی سُک گئی
تیڈی کھِل دا دَھڑکا وی ہا ایں بَلا دا

(میرے بدن کی قوت ہوا جبکہ لہو خشک ہو کر رہ گیا کہ تمہاری ہنسی میں اِسقدر جلال تھا)

ایہیں جھوک وِچ آن لا جھوک پکّی
جو ایں جھوپڑی دا ہِئی کَکھ کَکھ وفا دا

(آ ؤ میرے جھونپڑے میں ہی مستقلاً قیام کرو کہ اِس کا ایک ایک تنکا وفا کا بنا ہوا ہے)

Scanned with CamScanner

کیویں جی سگے وَل کیڑھی تگ تے اُٹھے
جیکوں چھٹ ونجے تیر تیڈی نگاہ دا

(وہکیسے جئے اور کس بل بوتے پر پھر سے اُٹھ سکے کہ جو تیری نگاہ کے تیر کا نشانہ بنے)

اوندے تَن بدن وِچ خدا کیڑے پاوے
جیڑھا تیکوں ڈُکھلاوے ڈر بد دعا دا

(اُس کے تن بدن میں خدا کیڑے ڈالے، کہ جو تمہارے دل کو دُکھائے)

سدا جند جیویں میڈا یار خُرم
نہ رکھیو مرن دا ، نہ جیون دے ڈا دا

(اے خُرم کے دوست سدا جیو، جس نے اُسے نہ جینے کا رکھا ہے اور نہ مرنے کا)

(از خیابانِ خرم)

14

تَن تتڑی دا تلیا پکوڑا
وَیکیاں ہاں وِچ گھتیا وَلوڑا

(مجھ حرماں نصیب کا جسم تَل کر پکوڑا ہوا، اور مصیبتوں نے دِل کو دہلا کر رکھ دیا)

راتیں ہے جائیں تے وَنج ٹِکدیں
نرچھنڑ آندیں اِتھوں منوڑا

(شب بسری کسی اور جگہ اور کھانے پینے کے مزے میرے ہاں لیتے ہو)

نیڑا ہے وا کِتھوں لگ گیو
چڑیا چھر گیا ڈاڈے بوڑا

Scanned with CamScanner

(محبتوں کے چلن میں اُلجھنوں سے کیا گھبرانا کہ باقی اپنے پاس رہا کیا)

ڈُکھڑے خواجہ جا نہ ڈیوے
سُکھڑا ڈوٹا مَنجے تروڑا

(غموں کے دور کی حرماں نصیبیاں کب کہاں ٹکنے دیتی ہیں، جب کہ سُکھ میں تو سوائے آرام کے اور کیا)

پھڑ کے پیا تے پھتِک نہ سگے
تیڈی کاوِڑ دا کاں کوڑا

(میں تڑپنے کا باوجود کہیں نہیں جا سکتا کہ تیری کبیدگی نے باندھ کے پھینک دیا ہے)

اَج کئی نویں نزاکت نہیں آئی
خُرم مُنڈھ لا دا چمکوڑا

(طبع کی یہ نزاکت کوئی آج کی بات نہیں، خُرم تو شروع ہی سے تندخو ہے)

ڈُکھ ہتھوں ڈاڈھا بردھنگے
سُکھ ہِیٹا پھڑ بے زورا

(دُکھ جیسا زورآور کوئی اور کہاں جب کہ سُکھ تو کمزور، کمتر اور نحیف ہوتا ہے)

Scanned with CamScanner

دل دے ڈُکھڑے جڈاں کھولاں
بَنْڑ بہندے مَن مچلا ڈورا

(جب بھی دل کے پھپھولے پھولے، وہ بہرہ بن کر سنی اَن سنی کر دیتا ہے)

مُرم رَت دے ہنجوں روندیں
نگ تیئں بُٹ ہر چُڑدا ڈھورا

(مُرم لہو روتے روتے اس قدر زچ ہوا کہ اپنی حیثیت گنوا بیٹھا ہے)

مُرم کیجھا یار مِلیو سے
گلفا ، مکھنْڑ ، چِٹا ، گورا

(اے مُرم تجھے کیسا حسین محبوب ملا ہے، گداز، روغنی، سفید اور اُجلا)

Scanned with CamScanner

(از خیابانِ حُرم)

15

کیا چَس کھٹیو وے چوئیں سورا
شالا تھیویں جَگ وِچ شورا

(اے لگائی بجھائی کرنے والے، تجھے کیا حاصل ہوا، خدا کرے تو دنیا میں خوار ہو)

تیڈی ہِک نہ منوں کڈاہیں
تو سو پیر فقیر کوں ٹور آ

(میں تیری کوئی بات ماننے والا نہیں چاہے سو پیر فقیر کو میرے در پر سفارش کے واسطے لے آؤ)

منہ مہتاب ماہی تے اے دل
چکر بدھی کھڑے چکورا

(اُس چاندرو محبوب کے چہرے پر یہ دل کسی چکور کی مانند طواف کر رہا ہے)

Scanned with CamScanner

تتا ، جھگولا ، گھاٹا ماکھی
ماہی ڈِتم کھیر کٹورا

(محبوب نے مجھے گرما گرم، جھاگ دار، شہد کی طرح گاڑھے دودھ کا کٹورا دیا)

کھلدیں ہِک ڈیہنہ سڈیم لُٹیرا
وِگڑ کے آ کھیُس پرے لٹورا

(میں نے ایک روز ہنسی مذاق میں محبوب کو لُٹیرا کیا کہا، اُس نے بگڑ کر کہا دور ہو جاؤ بدمعاش)

اَجھو کاں خبراں چا آسن
مر گیا باگڑ بِلا لگورا

(ابھی کوّے خبر لے آئیں گے کہ وہ بھوری آنکھوں والا باگڑ بلا مر گیا)

میں گن وِچ کئی گال اَکھیوسن
جِند جَباب ڈِتا چا کورا

(میں محبوب کے کان میں کوئی بات کہی مگر اُس نے تو کورا جواب دے دیا)

Scanned with CamScanner

اِن گھنٹہ ، اُن ٹل ، اُن بانگاں
جِن ہِکن ہِک دے شان دا شورا

(اِدھر چرچ، اُدھر مندر، اُدھر مسجد، ہر طرف ایک ہی ذات کا چرچا)

تڑی کوں چکوا کے کیڑھا
کھٹیو علی پور دا بورا

(مجھ حرماں نصیب کو رُلا کر کیا تم نے علی پور کا کوئی بورا کما لیا)

مکھن ، کھیر ، کھنبور تیڈا بُت
کچی چاندی چٹا گورا

(مکھن اور دودھ کی مانند تمہارا گورا بدن، جیسے کچی چاندی، بالکل سفید تر)

ہتھیں پیراں نیڑاں میندھیاں
نیناں پھر گیا رتڑا ڈورا

(محبوب کے ہاتھ پاؤں میں محبت کی مہندی اور آنکھوں میں سرخ ڈورے تیر گئے)

Scanned with CamScanner

(از خیابانِ خُرم)

16

جے ہیں عشق دا سُکھا تَسا
جیوݨ دا رَکھ گھَٹ بھروسہ

(گر تمہیں عشق کی چاہ ہے تو جینے کی آس کم ہی رکھو)

وَیریاں دے گھر وِچ سَڈ وا کے
بیاں کوں کرناں ہا بے پتا

(رقیبوں کے گھر بلوا کر اوروں کو بے توقیر کرنے کا کیا فائدہ)

تیکوں منہ ڈِکھلوان گس ہئی
ساکوں مُنڈھ لا دا آلس ہا

(گر تم چلے آتے تو کیا نقصان تھا کہ ہم تو شروع ہی سے کاہل ٹھہرے)

Scanned with CamScanner

آساں جانی ٹھگ پھک آساں
کھا گیوں کیہاں وِبل وسا

(فکرمت کرواے دوست ضرور آ ؤں گا، بدحواس ہونے کی کچھ ضرورت نہیں)

بیاں کوں بھر بھر کھیر کٹورے
ساکوں گھگھڑا وی گلگسا

(رقیبوں کوتو بھر بھر کٹورے دیے اور ہمیں چھوٹا سا گھگھڑا اور وہ بھی ادھ بھرا)

اے آکڑ اے ٹِنڈراں ٹیکاں
وَل جیویں کیا ساڈے وَسا

(اے محبوب تیرے اِس قدر اکڑنے، اترانے اور پھبن دکھانے کے بعد بھلا ہمارے بس میں کیا رہا)

وَل وَل خُرم کوں اُک کر کے
اے کوئی پیر اُستاد دا ڈسا

(خُرم کا بار بار زچ کیا جانا اے محبوب! بھلا کسی پیر اُستاد کا حکم تھا)

Scanned with CamScanner

(از خیابانِ خُرم)

17

پِچھوں پئے گیا ہم ڈُکھ پکا
پگ ہَم پگ ہَم پگ ہَم پَکا

(دکھ تو اب مستقلاً ہاتھ دھو کر میرے پیچھے پڑ گئے، اب اِس میں کوئی شبہ نہیں رہا)

ایں جا اُوں جا توں ہیں ساڈا
سَکا سَکے دا پَڑ سَکا

(یہاں اور وہاں تم ہی تو میرے اپنے ہو، بالکل اپنے، حقیقی قرابت دار)

ہَتھوں پھول گِھنیں سَب کھیسے
گَنڈھوں کھول نہ ڈیویں ٹکا

(میری تو تمام جیبیں ٹٹول لیتے ہو، اور خود ایک ٹکا دینے کے بھی روادار نہیں)

Scanned with CamScanner

ہک ڈِیہنہ ہا تے لکھ لکھ ڈُکھ ہا
نیڑا کیا ہا ، سِر دا دھکا

(ایک ایک دن میں لاکھوں دکھ، دل کا لگانا کیا تھا سوائے سَر کی چوٹ کے)

وَل نہ آسوں تیڈِے دَر تے
کھِلدیں ڈِے گئے ڈھول گھڑکا

(ہم تمہارے در پر پھر نہیں آئیں گے، محبوب تو ہنستے ہنستے بدھو بنا گیا ہے)

توں باجھوں ہم ملدا لولا
اَدھ کچا اَدھ سَڑیا سڑکا

(تمہارے بغیر مجھے کھانے کو کیا ملتا ہے، ادھ کچی ادھ پکی موٹی سی روٹی)

Scanned with CamScanner

(از خیابانِ خرم)

18

موئے نے اُتھ وَنج قابو کیتا
جتھ پیا رَڑدا ہا شینہہ چیتا

(اُس بیدردی نے وہاں قابو میں کیا جہاں شیر اور چیتا دہاڑ رہے تھے)

اَٹھے ویلے پھَوڑا پھَوڑا
بے دَردا کھَپرا بد نیتا

(ہر وقت کی مار پیٹ، اُس ظالم، زہریلے سانپ صفت، بدنیت سے اور کیا)

بیا سب کُجھ پِچھے پیا ڈیویں
پَر دِل ڈِے ڈِے تُرت اَ گیتا

(اور اگر کچھ دینا ہے تو بعد میں دے دینا مگر دل تو فوراً چاہیئے، بلا تاخیر)

Scanned with CamScanner

وَنج کوہ وَنج کوہ اے گھِن دِلڑی
ساڈا کیا پر پَرے گنڈ یتا

(لےلو، لےلو جان ہماری لےلو، ہمارا کیا ہے، رہے رہے نہ رہے رہے)

سارا ڈیہنہ بھَنگ پیندا رہ گیا
جیڑھا ساری رات مَسیتا

(وہ تو دن بھر بھنگ پیتا رہا، جو شب بھر مسجد میں موجود رہا تھا)

ہوندا کَکھ نہ رہ گیا خُرم
جیں کوں لگڑا پرم پلیتا

(اے خُرم اُس کے پاس تنکا بھی نہ رہا، جسے دل کا روگ چمٹ گیا)

Scanned with CamScanner

(از خیابانِ حرم)

19

مُکن دا ہے عشق دا رولا
چَل ہَٹ بے طورا بے توَلا

(یہ عشق کا عذاب کہاں ختم ہونے والا ہے، مجھ سے دور رہو اے بدحواس و مضمحل)

لَگ لوینیں پۓ نُکڑیسن
سارا مُدھا گھِدم ڈولا

(وہ کونے کھدروں سے کچھ نکالیں تو نکالتے رہیں کہ میں نے تو پورا برتن اُلٹا لیا ہے)

مُلاں جیڑھا رَت اَن کیتی
شالا کڑکی غیبی گولا

(اے مُلا جس طرح تو نے پریشان کیا ہے، خدا کرے تو کسی غیبی گولے کی زد میں آئے)

Scanned with CamScanner

چوڑھیاں ڈُکھ دیاں چکیاں پیواہیاں
پیڑاں پھیریا پور ، پھرولا

(میں تو دکھ کی چکی کیس ہی پستی رہی، غم اندوہ نے ہر بل میں کس بل نکال دیے)

میں کیا جاناں سیجھ سُہاگاں
جمدیں پاتُم کالا چولا

(مجھے کیا خبر کہ سہاگ کی سیج کیا ہوتی ہے، میں نے تو پیدا ہوتے ہی سیاہ پوش ہوگئی)

اساں سنواں نہ ملسیا جانی
کھیسے دا پُر ، گَنڈھ دا پولا

(اے دوست! ہمارے جیسا کہاں ملے گا، جس کی جیبیں بھری اور ہاتھ کُھلا)

درداں ماری نے اَن گِدے
ڈُکھاں توں چند تیڈا اولا

(مجھ غم زدہ نے اے دوست، تیری اوٹ میں پناہ لی ہے)

Scanned with CamScanner

جا جا چھنڈکیو چڑنگ چنگاری
جا جا گھولیو ہکو کولا

(تم نے جگہ جگہ ایک ہی چنگاری لگائی اور ہر جگہ ایک سا کوئلہ گھولا)

جیکوں کوجھی سوجھی آہدیں
اے کوجھی کئی ہک تاں ڳولا

(جس کو تم بدصورت کہتے ہو، اُس جیسی کوئی ایک تو ڈھونڈ کے دکھلاؤ)

جند توں بِن چوری دا گُبھا
منہ وِچ بَݨ بَݨ وَنجم ڳلولا

(اے دوست! تمہارے بِنا چُوری کا بھورا بھی منہ میں بدذائقہ سا نوالہ بن جاتا ہے)

اُگھ بُگھ کھڑ نہ پُچھولیس آندیں
ہاں وِچ ڈہ گیا عشق دا شولا

(میرے وہاں سے آنے پر اُس نے حال تک نہ پوچھا، یوں آتش عشق دل ہی میں رہ گئی)

Scanned with CamScanner

اَج کوئی نویں نزاکت نہیں آئی
اے دِل مُنڈھ لا کنوں سَڑ ولا

(یہ طبع کوئی آج سے نازک نہیں ہوئی، یہ دل شروع ہی سے حاسد رہا ہے)

بارھوں تاں ڈِسّ وِچ بھوں سارا
اندروں خُرم خالی خولا

(خرم باہر سے تو بھرا پرا دکھائی دیتا ہے، مگر اندر سے اب خالی خول ہی رہ گیا ہے)

Scanned with CamScanner

(از خیابانِ خُرم)

20

تھی رہ دَھنوال دی واڑی دا

بھَو نہ کر پھوکے تاڑی دا

(اب دھنوال کے کھیت کی رکھوالی پر ہی رہو، سیٹی بجانے اور تالی پیٹے جانے کا کچھ خوف نہ کرو)

جو بگدیں اَج بگ گھِن مُلاں

کڈھ فَستا روز جیہاڑی دا

(اے مُلا جو بھی بکنا ہے آج بک لو اور یہ آئے دن کا فساد ختم کرو)

آ ڈیکھ جو اَج مِٹی تھیا پے

جیکوں زعم ہا رَنگلی ماڑی دا

(آؤ دیکھو کہ وہ بھی خاک ہوا پڑا ہے کہ جسے اپنے رنگین محل کا بہت زعم ہوتا تھا)

Scanned with CamScanner

سب کوڑے جو بکدے مُلاں
اعتبار نہ کر ایں دراڑی دا

(مُلا جو بھی بک رہا ہے، سب جھوٹ ہے، اس دروغ گو کا اعتبار نہیں کرنا)

مُحرم دے مَندے مَنگدیاں کوں
مَتھے شِیخاں ڈنبھ کیاڑی دا

(مُحرم کا برا چاہنے والوں کے ماتھے گرم سلاخوں سے داغ دینے چاہئیں)

Scanned with CamScanner

(از خیابانِ خُرم)

21

نیناں نت سمے رِم جھِم دے
ویندن پاند پلو سبھ گھِم دے

(آنکھوں سے ہر وقت آنسوؤں کی جھڑی اور میرا دامن پلو، سب ان کی نمی سے بھیگے ہوئے)

ہاں دے پھٹ ڈُکھاں دی بھا وِچ
سمسنی وانگوں پئے لسمدے

(دل کے زخم دکھوں کی آگ میں جلتے ہوئے، دھواں دیتے ہوئے)

پکے عاشق وی کوئی روندن
کچے کوادن بھا تے ترمدے

(پختہ کار عاشق بھی بھلا روتے ہیں، آگ پر تو کچے کباب ہی ٹپکتے ہیں)

Scanned with CamScanner

رُخسارے مارن لسکارے
چندراں وِچ پئے کھِمنیں کھِمدے

(اُس کے رخسار یوں چمک رہے ہیں جیسے چاند میں بجلیاں لپک رہی ہوں)

اُکے زہر دی گندل ہوندن
اے نرمولے بوڑے نم دے

(یہ تو بالکل زہر کی گندل بُوٹی کی مانند ہوتے ہیں، یہ حسیں، یہ نیم کی نبولیاں)

مینڈھی لگے پیر چُم آیاں
بُٹ سُتی جِند غافل تُم دے

(میں اُس کے مہندی لگے پاؤں چوم آیا ہوں، وہ محبوب جو نیند میں مگن سو رہا ہے)

کیڑھا سٹّاں جھل سگدا ہے
ہیں نینہہ دی بھرڑاندی چم دے

(اس کی ضرب کون برداشت کرسکتا ہے، اس زور آور عشق کی ضرب)

Scanned with CamScanner

تیکوں ڈیکھ کے پیر تِلکدن
ہر عابد ، زاہد ، عالم دے

(تجھے دیکھ کر پاؤں پھسل جاتے ہیں، ہر عابد، زاہد اور عالم کے)

چھٹّن وِچ پئے آندن ځرم
کاری دھک پھٹ نینہہ ظالم دے

(یہ زخم بھلا کوئی بھرنے والے ہیں، اِس جان لیوا عشق کے مہلک زخم)

Scanned with CamScanner

(غیر مطبوعہ)

22

گیا گزر مہینہ پوہ دا
نہ وَلیا راوَل روہ دا

(پوہ کا مہینہ بھی گزر گیا مگر وہ میرا راول دوست روہ سے واپس نہ آیا)

ساڈے مَن وِچ ہِن ہڈ سِک دے
تیڈے دل وچ ہا درہ دروہ دا

(ہمارے مَن میں تو آرزو کا استخواں جب کہ تمہارے دل میں بیوفائی کا درد تھا)

جیندا بُت ہا اَملک ریشم
اوندا دل ہا اَملک لوہ دا

(جس محبوب کا بدن ریشم کا سا نرم، اُس کے سینے میں دل تو بالکل لوہے کا بنا ہوا تھا)

Scanned with CamScanner

جن ویندیں تن ٹل مچدے
جنبھ جنبھ کٹ کٹ کوہ کوہ دا

(جدھر بھی جاتے ہو اک ہنگام برپا ہو جاتا ہے، لوٹا لاٹی، مارا ماری اور قتلام)

ہر پاسوں لٹی گئی ہاں
نا رہ گیا تِل ابروہ دا

(میں ہر طرح سے لوٹ لی گئی اور آبرو ایک تل جتنی بھی نہیں بچ پائی)

دِل دیرا دھاڑ بڑیہنہ دا
ہاں تاڈا ایلی لوہ دا

(دل میں تو ہاہا کار نے ڈیرے ڈال لئے جب کہ سینے میں ایک ماتم کا سا سماں ہے)

نہ سکیاں وِچ کِکھ عزت
نہ سینگیاں تِل ابروہ دا

(نہ اقرباء میں کوئی عزت رہی اور نہ ہی ہم عمروں میں تل برابر کوئی آبرو)

Scanned with CamScanner

کِن ونجے شودا خُرم
کہیں ڈِا دا نہ کہیں ڈِوہ دا

(اب بے چارہ خُرم کہاں جائے جس کے پاس نہ تو کوئی ہنر اور نہ ہی کوئی تدبیر)

Scanned with CamScanner

(غیر مطبوعہ)

23

ڀُورَل وَت ڪَيں چا برمايو
وَت ڪيوں ساڏي مٺي تايو

(میرے محبوب نجانے کس تجھے نے بھڑکا دیا، تونے پھر سے کیوں میرے لئے ایک ہنگام برپا کردیا)

روندا چھوڑیو واڳ نہ موڑیو
بے دردا کوئی ترس نہ آیو

(تونے روتی کو تو چھوڑ دیا مگر باگیں نہ موڑیں، اے ظالم تجھے کوئی ترس نہ آیا)

وِسا وِسا کیوں پیا تھیندیں
پَتہ ہم جتھ رات نبھایو

(اب یہ شرمندگی کس لئے، مجھے معلوم ہے کہ تمہاری شب بسری کہاں ہوئی)

Scanned with CamScanner

ساکوں کُر دیاں دونساں لا گیوں
پکا پک بیاں نال پکایو

(ہمیں تو بس خوامخواہ کی دھونس، مگر نبھاہ کی پختہ تدبیریں کہیں اور)

نیناں کو گھٹ ظالم جاتو
کجلا اُتوں نال ٹھکایو

(اکھیوں کو کم ظالم جان کر اِن میں کاجل بھی لگا دیا)

جیندا ماریو سونہاں تاریو
رہ وِچ رولیو وطن چھڑایو

(جیتے جی مار کر بھی خبر نہ لی کہ راہ میں بے راہ اور وطن سے بے وطن کر دیا)

پوری کیتو جیڑھی نیتو
وَس لگدیاں تیں ظلم کمایو

(تم نے جو بھی طے کیا، کر دکھلایا اور جن پر تیرا بس چلا، تو نے ظلم ہی کیا)

Scanned with CamScanner

ہاں اَن کڈھیو چیر کے قبروں
قَبہ تھڈیاں نال اُڈایو

(قبریں چیر کرتو نے دفن شدگان کے دل نکال لئے اور اُن کے تعویزوں کوٹھوکروں سے اُڑادیا)

ڈیکھ کیویں بھاندیں اَن بھاندیں
نگ چا چاڑھیو کنڈ وَلایو

(اپنے ناپسندیدوں کو دیکھتے کیسے ہو، بس ناک چڑھا کر پشت کر لیتے ہو)

جو اَئی سو اَکھ نوٹ کے چُپ تھئی
ڈاڈھا پُٹھڑا جال کھِنڈایو

(یہاں جو بھی آئی چشم پوشی ہی کی اور چپ رہی، کیسا آفت جال تم نے پھیلایا ہوا ہے)

ہکّو روپ ہکّو جوبن ہا
توڑے لکھ لکھ ویس وَٹایو

(تمہارا وہی روپ اور وہی جوبن، چاہے تو نے لاکھوں بہروپ بھر لئے)

Scanned with CamScanner

(غیر مطبوعہ)

24

جِند پیا جیویں تھیویں لکھ
اللہ نبی دی ہووی رَکھ

(میرے محبوب، تمہاری لمبی عمر ہو اور پھلے پھولے، اللہ اور نبی کی حفاظت میں رہے)

مکھناں ساڈی جِند مُکلا گئی
توں پیا منہ کوں مکھن مَکھ

(پیارے محبوب! میں تو مر چلا، تو اب بے شک منہ پر مکھن ملتا رہ)

نینہہ دی نَینہہ وِچ بیڑی چڑھدیں
پور اندیشیاں چاڑھے پکھ

(محبت کی ندی میں کشتی پر سوار ہوتے ہی فکر اور وسوسوں کے بادبان تن گئے)

Scanned with CamScanner

تیڈی اَکھ کئی لگدی پئی ہئی
لکّھاں لوکاں گِدی لکھ

(تمہاری آنکھ کہیں پر لگ رہی تھی جسے لاکھوں لوگوں نے جان لیا)

سُنگڑ سُنگڑ کیوں پیا باہندیں
گوڈے تے چا گوڈا رکھ

(یہ سمٹ سمٹ کر بیٹھنا کس واسطے، بے تکلفی سے گھٹنے پر گھٹنا رکھ دو)

صبر اَرام تے دین دھرم دا
ساڑ پُجال نہ رکھیو کُکھ

(صبر، آرام، دین دھرم، سب عشق آتش میں جل کر راکھ ہو گئے)

کُٹ کُٹ مونج مونج دَزیاں کیتا
وَیکیاں وَکھ تے سُولاں وَکھ

(میرا مار مار کر بھرکس نکال دیا، مصیبتوں نے الگ اور عذابوں نے سوا)

Scanned with CamScanner

(غیر مطبوعہ)

25

ہوٹھ غُلابی لہراں پاتے
نین شرابی نوکاں لاتے

(گلابی ہونٹوں میں لہریں جگا کر، شرابی اکھیوں میں کاجل کی نوکیں بنالینا)

گنڈ وَلاتے مونہہ دے اگوں
پَھلکے دا پَلو لٹکاتے

(میری جانب پشت کر کے چہرے پر پھلکے کا پلو لٹکا لینا)

جِھکی جھونڑ جو گھت کے بیٹھا
وَل نہ ڈِٹھس اَکھ کوں چاتے

(نگاہ نیچی کیے وہ ایسے بیٹھ رہا کہ پھر آنکھ اُٹھا کر دیکھا ہی نہیں)

Scanned with CamScanner

اَج تیئیں اوندی گلی وِچوں
کیڑھیا وَلیا جان بچا تے

(آج تلک اُس کی گلی سے کون جان بچا کر زندہ سلامت واپس آیا ہے)

ساڈے لیکھے لال وی لُک گئے
جِند آئی لال پوشاک وَٹا تے

(ہمارے تئیں تو لعل و جواہر بھی چھپ گئے کہ جب محبوب سُرخ پوشاک بدل کر آیا)

Scanned with CamScanner

(غیر مطبوعہ)

26

سارے رَنگن ہِک اَن مُکدے
سبھے وَتن اُکدے چُکدے

(سارے رنگ اِسی ایک ہی مرکز پر آ کر ٹھہرتے ہیں، باقی سب کوئی اِدھر کوئی اُدھر)

سچے کوئی بِگراں نہیں موہنہ دا
پانی پیوݨ یار دے ٹُکدے

(سچ ہے یہ کوئی کھیل نہیں، اس محبوب کے ہاتھوں کے کٹورے سے پانی کا پینا)

سانول وَل وَل سانگاں پوڑے
کِتھوں گھِن آوَں نت رُکدے

Scanned with CamScanner

(سانول دوست بار بار اُنی چھوتا ہے، اب کہاں سے ہر بار فولاد کے بنی ہوئی لے
آئیں)

ہِکو وَل ہے سو اَڑوَل دا
نا کُھلدے تے نا کُھل سَکدے

(اُس کی زلف کا ایک ہی بَل سو پیچوں پر بھاری ہے، جو نہ تو سُلجھتا ہے اور نہ ہی
پوری طرح سُلجھ پاتا ہے)

Scanned with CamScanner

(غیر مطبوعہ)

27

گھیبَل دے گھُملانے نینْ
وَت چڑھ گِن تِکھی سَرینْ

(اُس مست اندام کے تیکھے نین، ایک بار پھر سان پر چڑھ گئے ہیں)

ساڈے سَو کھے سُکھ کوں ڈِیکھاں
کھا گئی کیڑھی بُکھی ڈِیَنْ

(معلوم نہیں ہمارے چھتنار سُکھ کو کون سی بھوکی ڈائن کھا گئی ہے)

ما نہ ماسی اللہ راہسی
کون کریسی ساڈے وَینْ

(نہ کوئی آگے نہ کوئی پیچھے، ہمارا ماتم کون کرے گا)

Scanned with CamScanner

تیڈا ناں کر کے جند جیویں
سر مُن گئی ہم نوراں نَیْنڑ

(جگ جیو دوست کہ تمہارا نام لے کر نوراں نائن ہمارا سَر موڈ گئی ہے)

وڈی نشانی یار دے گھر دی
دوروں ڈِسدی اُچی بکَینڑ

(محبوب کے گھر کی نمایاں نشانی یہی کہ دور سے بکین کا اونچا درخت دکھائی دیتا ہے)

Scanned with CamScanner

(غیر مطبوعہ)

28

ہم سانول یار اَلوہاں
سونہاں پَر ڈَڈِھ اَنْ سونہاں

(کیسے ستم ظریف محبوب سے پالا پڑا کہ جو مانوس ہوتے ہوئے بھی غیر مانوس ہے)

جند جیویں جیندیاں جھوریاں
نہ تھیونْ ڈِتا اُتوہاں

(جگ جیوا ے محبوب! تمہارے دکھوں نے جیتے جی پنپنے کا موقع ہی نہ دیا)

بھوں نیڑے نہ ڈُھک ساڈِے
نوہی ساڈِی خوئے دا سونہاں

(خواہشِ قرب کو ذرا تھامے رکھو کہ تم ابھی میرے مزاج آشنا نہیں ہوئے)

Scanned with CamScanner

ڈیڈھ گھنٹہ رَڑدی رہ گیوم
ٻُکوٹھے نہ کیتی ہوں ہاں

(میں ڈیڑھ گھنٹہ فریاد کناں رہی مگر لب سِلے محبوب نے جواب تک نہ دیا)

توں دِھکے ڈے کہ دَھڑکے
گھت باہسوں دَر تے دھواں

(اب دھتکارو کہ لہجہ سخت کرو، ہم نے تو در پر دھونی رمانی ہی ہے)

جِند تیڈی پیار وِسوکی
ساہ تیڈے ساہ وَلوہاں

(میری روح تیرے پیار کی تشنہ اور میری سانسیں تیری سانس سے مربوط)

Scanned with CamScanner

(غیر مطبوعہ)

29

جِند جِندڑی تَیں توں قربان
توں ہیں ساڈا دین ایمان

(دل وجان تم پر فدا کہتو ہی ہمارا دین ایمان ہے)

کل ہووں نہ ہووں کملا
اَج کَڈھ گھن سارے اَرمان

(اے پیارے کل کی کس کو خبر، آج ہی جی بھر کر اپنے ارمان نکال لو)

اَجن کاوڑ نہ گئی تیڈی
جِند ہاں ڈوں ڈیہنہ دی مزمان

(ابھی تک تمہاری خفگی نہیں گئی اے دوست کہ میں تو اب دو دن کا مہمان ہوں)

Scanned with CamScanner

بھوگ بھگیندی جندڑی دا چِند
سوہنا کیتا ہئی بھگتان

(رنج والم میں مبتلا میری زندگی سے چھٹکارے کا اے دوست تو نے اچھا بندوبست کیا)

جیڑھا تیڈا مَندا منگے
قبر جھلِس نہ غُستان

(جو تمہارا برا چاہے، اُسے قبر جگہ دے اور نہ ہی کوئی قبرستان)

Scanned with CamScanner

(غیر مطبوعہ)

30

اَکھ تیڈی اَنج ساکوں مُٹھڑا
کُٹھڑا دھار کجل دیاں دھاراں

(تیری آنکھوں نے گرفت الگ کی اور کاجل کی دھاروں نے اُن سے سواذبح کیا)

توڑیں بِنکھڑے ماسم اَن تھئی
اندروں گنڈھیاں کھڑ وتن تاراں

(اگرچہ دوست بچھڑے مدت ہوئی مگر محبت کے تار اندر سے ویسے جُڑے ہوئے ہیں)

ہک ماہنوں دے بچھوں خُرم
سارے گوٹھ دے گابے چاراں

(اے خُرم ! ایک محبوب کے واسطے ساری بستی کے بچھڑے چرانے پڑ رہے ہیں)

Scanned with CamScanner

(غیر مطبوعہ)

31

ایہو گھنڈ تاں مونہہ توں چا گھن
ہک مَن گھِن لکھ مَنوا گھن

(اپنے رُخ سے گھونگھٹ اُٹھالو، اس ایک بات کی خاطر چاہے اپنی لاکھ منوالو)

تیڈے وَس تاں اَن پئی دِلڑی
وَس لگدے ظلم کما گھن

(دل اگر تمہارے بس میں آ ہی گیا ہے تو کیا ہوا، مقدور بھر جور کے لئے تیار ہوں)

دریا رحمت دا اُچھلے
نک تئیں گھاگھر بَکا گھن

(رحمت کا دریا جوش میں ہے، اپنی گاگر کو لبالب بھرلو)

Scanned with CamScanner

ہے نینہہ دی سَب گَس وادھو
توں ہِک کیا لکھ گَس لا ِگھن

(محبت میں زیاں بھی سود ہے، اب جتنا چاہو تمہاری مرضی، میں آمادۂ زیاں ہوں)

کَل ہووَوں جا نہ ہووَوں
اَج الڑے پھَٹ چِکوا ِگھن

(کل کا کیا بھروسہ، آج جی بھر کر میرے زخموں کو کریدلو)

جے گَس لَگ گئی ہے تیکوں
توں اَپنْے پیار وَلا ِگھن

(گر سمجھتے ہو کہ تم نے محبت میں خسارہ کیا ہے تو اپنا پیار واپس لے لو)

خُرم کوں چانجاں کر کے
جیویں جی آوی چِجوا ِگھن

(خُرم کو چِڑ چِڑا کر کے جس قدر زِچ کر سکتے ہو، کرلو)

Scanned with CamScanner

(غیرمطبوعہ)

32

سُول صَدمیاں دا گُھمسانڑ
تانواں گھِدا تَتی کوں تانڑ

(دکھ اور صدموں کا گھمسان ہے، مصیبتوں نے اِس دکھیاری کو گھیرے میں لے لیا ہے)

تانگ تیڈی وِچ سوہنا دِلبر
سُتی پئی ہاں بوچھنڑ تانڑ

(تمہارے انتظار میں اے حسین محبوب، میں دوپٹہ اوڑھے لیٹی ہوں)

تیڈا ساڈا ہُنڑ عشق اللہ
توں پیا رَج رَج جوانیاں مانڑ

(ہم تو اِس محبت سے باز آئے، تم یونہی مست شباب رہو)

Scanned with CamScanner

شوک نہ جھلی ونجے کتھا ہیں کے
جوان دی چاوے کون کمان

(اُس کی دھج کون سہارے، کس میں دم کہ اس جوان کی کمان اُٹھا سکے)

ہک ڈیہنہ خیر نہ سنبھلاں تیڈڑی
جڈݨ دی آئی سنبھل وانڑ

(جب سے شعور کی منزل میں قدم رکھا ہے، وہ کونسا دن ہے کہ جب تمہارا خیال نہیں)

چارے کر کر ہاریوم خُرم
کوئی نہ لگا میڈا بانڑ

(اے خُرم تمام سعی لاحاصل رہی، میرا کوئی بھی تیر نشانے پر نہ لگا)

Scanned with CamScanner

(غیر مطبوعہ)

33

قوم دے درد جنہاں کوں آندن
اُوہے گو ماں قوم کوں کھاندن

(قوم کے دردمند ہی قوم کو لوٹتے ہیں)

غیراں توں کئی خَیْنس نہ ساکوں
وَیر وِڈنا جو ہِن وِیراں دِن

(غیروں سے ہمیں کوئی رنج نہیں، جو بھی دشمنی ہے وہ بھائیوں کی پیدا کردہ ہے)

دین تے قوم ٹمکدے ڈیوے
جُھوٹے جُھوٹے چوراہیاں دِن

(دین اور قوم بس ٹمٹماتے چراغ جو کہیں کہیں بس اپنی حیات کی تگ ودو میں ہیں)

Scanned with CamScanner

قوم دی پیڑ نہ دین دا درد ہے
جو حیلے ہِن سَبھ روزیاں دِن

(نہ تو کوئی قوم کی فکر اور نہ ہی دین کا کوئی درد، دراصل یہ سبھی حیلے روٹی روزی کے ہیں)

کوئی اَپنی گَتی پئے بَگئی نے
اے کوئی خیر اساڈی چاہندن

(لگتا ہے کہ انہیں کوئی اپنی مصیبت درپیش ہے، وگرنہ یہ ہمارا بھلا کب چاہتے ہیں)

قوم دا دردْ وَنڈاوَنْ والے
قوم دیاں بوٹیاں پَٹ پَٹ کھاندِن

(قوم کا درد بانٹنے والے ہی، قوم کی بوٹیاں نوچ نوچ کھائے جا رہے ہیں)

Scanned with CamScanner

(غیر مطبوعہ)

34

اساڈے نال جو سجناں کیتی دشمن دی جا کوئے نی
اَجن لکھ لکھ قسماں پیندن جو ساڈا دشمنا کوئے نی

(ہمارے ساتھ جو سلوک دوستوں نے کیا کہ وہ دشمن بھی نہیں کیا کرتے، اس پر بھی لاکھوں قسمیں اُٹھائے چلے جاتے ہیں کہ اِس میں اُن کی کوئی رنجش کارفرما نہیں رہی)

اُوڑردا ککھ وی اندر کوئنی :گیا کتوں ڈینہہ اَن تھئے
دوا کوئے نی غذا کوئے نی تے اصلوں بول اَلا کوئے نی

(کئی دن ہوئے ایک چھوٹا سا تنکا بھی اُڑ کر حلق میں نہیں گیا، نہ دوا نہ غذا، اور نہ گویائی)

میں ہک ہک حرف اُوں چٹھی دا خود پڑھوا کے سُن آئی ہاں
بیاں ساریاں دے ناں ہن پر اَساڈا ناں صفا کوئے نی

Scanned with CamScanner

(میں اُس کی چٹھی کا ایک ایک حرف خود پڑھوا کر سن آئی ہوں، باقی سب کے نام ہیں، سوائے میرے نام کے)

کھویندا ہے پویندا ہے تے لکھ داریاں کریندا ہے
جے ہک پیار اُوں وی گِھن گھدے تاں ایندے وِچ گُناہ کوئے نی

(وہ کھلاتا ہے، پلاتا ہے اور لاکھوں خدمتیں انجام دیتا ہے، اگر اُس نے ایک بوسہ لے لیا بھی تو کون سا گناہ کرلیا)

Scanned with CamScanner

(غیر مطبوعہ)

35

کیا سُدھ ہائی سوہنْا ساکوں
جند ڈِیسوں بے پرواہ کوں

(ہمیں کیا خبر تھی کہ کسی بے پرواہ کو دل دے بیٹھیں گے)

میں آکھیا جِند مر گیو سے
اُوں آکھیا آکھ خدا کوں

(میں نے محبوب سے کہا کہ ہم تو مر چلے، اُس نے کہا کہ اپنے خدا سے کہو)

شالا روہ دی عمراں ہووی
نہ رولیں روہیں ساکوں

(خدا کرے تمہاری عمر پہاڑوں سی طویل ہو، مگر ہمیں ان میں مت بھٹکانا)

Scanned with CamScanner

توں میں تاں ڈوہیں ہک ہیں
جڈاں توں ڈِسدیں میں وانگوں

(تو اور میں دونوں ایک ہی تو ہیں، اسی لئے تم میری طرح دکھائی دیتے ہو)

ہُݨ بھوگنے پئے خُرم
چَم چھڑ بھوگ اساکوں

(اے خُرم اب ہمیں یہ چمٹ جانے والے عذاب سہنے پڑ رہے ہیں)

Scanned with CamScanner

(غیر مطبوعہ)

36

اَپنیں لِنگیں کالھا پوندیں
بئے دی واری اُوں ہوں اُوں ہوں

(اپنی خواہش ہو تو بے تابی کا مظاہرہ اور اگر میں اظہارِ محبت کروں تو نہیں نہیں)

لاڈ پیار سبھو تیَں نالم
لُنڈ پچھ ، کوساں لُوساں سُوں سُوں

(لاڈ، پیار سب تیرے سنگ، اور ہم پوری نیاز مندی کے ساتھ تمہارے پیچھے پیچھے)

تیڈے دَر تے نِت نِت راہسم
روڑاں کانگاں گونگاں گُوں گُوں

(تیرے در پر ہمیشہ رہیں گے، نالہ و فریاد، آہیں اور بین کر کر رونا)

Scanned with CamScanner

کڈھاں اتجھے ہیچے سارے
اُوہے گِندی والے آبھوں

(چاہوں تو تیرا کچا چٹھا نکالا کر رکھ دوں، وہی گزری گزاری ظاہر و پوشیدہ رام کہانی)

ݙوں ݙیہنہ دا مِزمان ہے مُحرم
ہݨ تاں نہ تھی تِڑکوں بِھڑکوں

(مُحرم تو اب دو دنوں کا مہمان ہے، اِس سے یہ کیسی خفگی اور اس قدر برہمی)

Scanned with CamScanner

(غیر مطبوعہ)

37

توں پَڑویلے نہ ڈِے وَل وَل
میں اَنج چھپری گھتیندی ہاں

(تو آنگن میں چھوٹی چھوٹی دیواریں مت اُٹھا، میں اپنی جھونپڑی الگ ڈال لیتی ہوں)

ڈُکھاں دی ماری دِلڑی کوں
اُٹھیندی ہاں بلہیندی ہاں

(اِس دکھیارے دل کو میں نے عجب اضطراب کی نذر کر رکھا ہے، کبھی اُٹھانا، کبھی بٹھانا)

اُوہو سِر کوں پکڑ باہندے
جیکوں ڈُکھڑے سُنیڈی ہاں

(وہی سر کو تھام کر بیٹھ جاتا ہے کہ جسے بھی دل کا حال سناتی ہوں)

Scanned with CamScanner

جے ہک واری نہوی آندا
میں لکھ لکھ پھیرے پیندی ہاں

(تو اگر ایک بار بھی نہیں آتا تو میں لاکھ لاکھ بار چلی آتی ہوں)

تیڈے بختاں دے وِچ سوہݨا
کیڑھے پَٹ پئی ہَنڈیندی ہاں

(اے میرے حسین دوست، تمہارے بھاگ اپنی جگہ مگر میں کون سے ریشم میں لدی پھرتی ہوں)

کیڑھا آکھݨ نہیں مَنیا
ڈسا میں ہُݨ منیندی ہاں

(میں نے تمہارا کون سا کہا نہیں مانا، اب حکم تو کرو، باندی سراپا تسلیم ورضا)

اَجݨ وی توں نہوی راضی
میں ہیں ڈکھ کوں پٹیندی ہاں

(تم اب بھی راضی نہیں ہوئے، یہی دکھڑا تو کھائے جا رہا ہے)

Scanned with CamScanner

اُو رب جانڑے صبر دے گھُٹ
جیڑھے میں پئی بھریندی ہاں

(خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ میں صبر کے کیسے کیسے گھونٹ بھرے جا رہی ہوں)

Scanned with CamScanner

(غیر مطبوعہ)

38

اَج ڈھولݨ نال اَلا کھڑی ہاں
کیتی کَرتی ہَبا وَنجا کھڑی ہاں

(آج محبوب سے تکرار کر بیٹھی، ہائے ساری نیکی برباد گئی)

دِل جایاں مَتیں ڈِیساں میں
بُھل چُک کے میں نیہنہ لا کھڑی ہاں

(میں تو اپنی نسلوں کو بھی نصیحت کروں گی کہ میں نے بھولے پن میں دل دے دیا)

دِل اُو جاݨے اُو اوندی دِل
میں اپݨاں ہَتھ کَڈھوا کھڑی ہاں

(اب وہ جانے یا اُس کا دل، میں نے تو اِس کار محبت سے اپنا دامن چھڑا لیا)

Scanned with CamScanner

نمہیں خیر کڈاہیں آنون دی
سو جا توں ہتھ ڈِکھلا کھڑی ہاں

(محبوب کے آنے کی خبر کہیں سے نہیں ملی، سو جگہوں پر اپنا ہاتھ دکھا بیٹھی ہوں)

ہَن سُکھ دے ویلے یار سَبھے
ہِک ہِک کوں میں اَمزا کھڑی ہاں

(یہ سبھی سُکھ کے ساتھی تھے، میں نے سب کا آزمالیا)

کئی وِسمیاں آن بَلیندے ہن
میں بَلدی کوں وِسما کھڑی ہاں

(وہ تو آتش رفتہ کو پھر سے بھڑکا لیتے ہیں جب کہ میں تو جلتی ہوئی آگ بجھا بیٹھی ہوں)

Scanned with CamScanner

(غیر مطبوعہ)

39

کہیں اتجھیں جا تے چَل بہوں
پَر ہووون توں میں ڈِوں دے ڈِوں

(کسی ایسی جگہ چل بیٹھیں جہاں پر صرف ہم دو کے دو ہی ہوں)

ڈُھکَن نہ ڈِیوں کوئی تَریکڑے
جا میں ہوواں جا ہوویں توں

(وہاں کسی تیسرے کی مداخلت کا کیا سوال، وہاں تو صرف تو اور بس میں)

گھنٹہ پَکا رَڑدی رہم
ڈھولنڑ نہ ہاں کیتی نہ ہوں

(میرے ایک گھنٹہ تک رونے کے باوجود محبوب نے اقرار کیا نہ انکار)

Scanned with CamScanner

تَپ والے بُت تے لکھ ہنجوں
بِردن تے تھی ویندن شرڑوں

(میرے تپتے ہوئے بدن پر لاکھوں آنسو گرتے ہیں اور شوں کر کے اُڑ جاتے ہیں)

ہُݨ لاڈ نہ کر پیا گھݨیں
دَھرتال نہ گٹ پیا بہوں

(اب زیادہ لاڈ مت کرو اور نہ ہی کوئی جھوٹ موٹ کا ہنگام)

Scanned with CamScanner

(غیر مطبوعہ)

40

نِکل ویسم جند تلہال
جے توں بولیوں بئی دے نال

(میں تو وہیں کی وہیں جان ہار دوں گی اگر تو نے کسی اور سے کلام کیا)

لکھ جند ہوندی گھول گھتیندی
ہک جند شودی ہے کیا مال

(اگر لاکھوں زندگیاں ملتیں تو تجھ پر وار دیتی، یہ ایک زندگی تو کچھ معنی نہیں رکھتی)

اساں سنویں سو مرن صلاے
سوہنیاں دا نہ پووے کال

(میرے جیسی سو بھی مر جائیں تو کچھ پرواہ نہیں، لیکن حسینوں کا قحط نہیں پڑنا چاہئے)

Scanned with CamScanner

ساکوں توں ڈِن نندر حرامے
تیکوں ساڈے خون حلال

(تیرے دِن تو میری نیند حرام لیکن تجھ پر میرا قتل بھی حلال)

جے تو بھیجیں ساگ اُبال
کھاسوں مِٹھڑیاں نوراں نال

(اگر تم ساگ اُبال کر بھیجو تو کیا کہنے، بسر وچشم کھائیں گے)

کہیں گریب دی رَت وچ نہ دھاں
ڈِہدا پئی اوندا دھنوال

(کسی غریب کے لہو میں مت نہاؤ، اُس کا مالک تمہیں دیکھ رہا ہے)

جھاتیاں دیاں جائیں تھیاں سب کھکھریں
جتھ جتھ چھیک وَلیکھا ڈِال

(جھانکیں کی تمام جگہوں پر بھڑوں نے چھتے بنا لئے، تمام کی تمام درزوں، سوراخوں اور دراڑوں میں)

Scanned with CamScanner

اینویں چاہندی بَردی باندی
باقی عمراں گُذ تھی جال

(یہ تمہاری کنیز تو یہی چاہتی ہے کہ باقی کی تمام عمر یونہی تمہارے ساتھ گزر جائے)

مُحرم دی دِل ڈنگن کیتے
بھورا بَشیر نانگ نہ پال

(مُحرم کے دل کو ڈسنے کے واسطے اے محبوب یہ سیاہ سانپ جیسی زلف مت پالو)

Scanned with CamScanner

41

واہ سوہݨا سوہݨا تاری
چا ݙِتو اُکی بوہاری

(اکھیں! تو نے واہ بھلائی کی، تو نے تو بالکل ہی جھاڑ و پھیر دیا)

ݙَس سوہݨا کِتھاں نبھائے نیں
ساوݨ دے ݙیہنہ ملہاری

(اکھیں! بتاؤ تو سہی کہ ساون کے مست ایام کہاں گزار دیے)

کہیں سوہݨی کاری کیتو
دَھک لائے نی سِر دے کاری

(میری کیسی تواضع کی کہ سر پر کاری وار جو دیے)

Scanned with CamScanner

ہک میں کیا سارے جگ کوں
چا ہکو پڑا ماری

(ایک مجھ پر ہی کیا موقوف، تو نے تو سارے زمانے کو اپنے گھیر میں لے لیا)

بَرمیچن دی کئی جا ہے
توں جیتیوں تے میں ہاری

(اب یہاں بحث و تکرار کیسی، بس تم جیت گئے اور میں ہار گئی)

اِتھ ہک وی پاری نہ پئی
میں جِتلی کیتی داری

(تیرے حضور تو کچھ بھی درخورِ اعتنا نہیں، میں نے کتنی خدمت کر دیکھی)

جتھ ونجاں ڈُکھ غم نال ن
سر نالم مَڈی پَتھاری

(جدھر بھی جاؤں غم واندوہ ساتھ ساتھ ہیں، میرا مال واسباب بن کر میرے سر پر)

Scanned with CamScanner

توں دِل وِچ مَیل نہ آنے
ہائی ساڈی سخت لچاری

(اے دوست تو اپنے دل میں میل نہ آنے دینا کہ میں بہت ہی بے بس تھی)

بیاں نال تاں رَس مِس ویندیں
گُس مُس ہئیں ساڈی واری

(غیروں کے ساتھ تو گھل مل جاتے ہو مگر ہماری بار سمٹے سمٹائے رہتے ہو)

ہے ہَر ہِک بول سلوناں
ہے ہَر ہِک گالھہ چَرہاری

(تمہارا ہر ایک بول نمکین اور ہر ایک بات چٹخارے دار)

ڈِس ڈِس کِن چھُڑکاں پَکھڑاں
جا جا تے لایو گاری

(کون سی سمت ہے کہ جس جانب تیرا عمل دخل نہیں، ہر طرف تو جال پھیلائے ہوئے ہیں)

Scanned with CamScanner

(غیر مطبوعہ)

42

وَت کیوں اَن مِٹی تپائی ہئی
وَت کیوں کاتی کِلکائی ہئی

(پھر کیا فتنہ جگا دیا، اب کونسی مصیبت کھڑی کر دی)

پِستیاں پئی وَرقاں لاتی
کِس کان مَلائی منگوائی ہئی

(پستے اور چاندی کے اوراق سے بجی ہوئی یہ ملائی کس کے لئے منگوائی ہے)

کِن ونجاں درداں ماری
جِن کِن تاں بھا بھڑکائی ہئی

(میں دکھیاری کہاں جاؤں کہ ہر جانب تو تو نے آگ بھڑکا دی ہے)

Scanned with CamScanner

سَبھ کُجھ ہے بِنہاں کیتے
پَر ساڈِے کانڑ سُنجائی ہئی

(اغیار کے واسطے تو سب کچھ حاضر مگر ہمارے لئے صرف تہی دستی)

ہن نیناں پکّو رَت دے
کہیں سوہنی پگ بَدھوائی ہئی

(یہ آنکھیں تو لہو کی ندیاں بن کر رہ گئیں، میرا سر فخر سے کتنا اونچا کر دیا ہے)

ہَتھ پیر اَن جوڑ اساڈِے
کیوں نک تے جِند اَٹکائی ہئی

(اب تو آؤ اور میرے ہاتھ پاؤں سیدھے کرو، اب بھی نہ آ کر کیوں یہ جان اُٹکا رکھی ہے)

میں تیکوں کوئی چھوڑیساں
اینویں کوڑی قسم چوائی ہئی

(میں تمہیں کہاں چھوڑنے والی ہوں، کیوں یہ جھوٹی قسم کھلوادی ہے)

Scanned with CamScanner

ہُن نِکسیں یا وَل ویسیں
ڈَس کہیں صلاح پکائی ہئی

(اب قیام کرو گے یا چلے جاؤ گے، بتاؤ کیا تجویز کیا ہے)

مَر مسیں گریب ڈو آیوں
جِند ڈاڈھی تانگھ تنگھائی ہئی

(خدا خدا کر کے مجھ غریب کے ہاں قدم رنجا فرمایا، جان بہت انتظار کرایا)

اَج کَل تاں مَعلُم تھیندے
کہیں بئی جا ٹپس لڑائی ہئی

(اِن دنوں تو یوں لگتا ہے کہ کہیں کسی اور سے رابطہ اُستوار کر رکھا ہے)

Scanned with CamScanner

(غیر مطبوعہ)

43

ڈھابا ِکہاں ِنگہ کوں آئی
توں میں اوہی سبھا ہکائی

(تجھے یہ کیا ضعفِ نگاہ واقع ہو گیا ہے، تو، میں اور وہ سبھی ایک ہیں)

ہکے قطرے ٹھاٹھاں ڈِے کے
دریاواں دی موج بݨائی

(ایک قطرے کو طلاطم عطا کر کے دریاؤں کی موج بنا دیا)

ہکے وَݨ دیاں ڈِہن سَبھ پنڑ جاں
پونگر ہک ہے رنگ ڈِہن کئی

(ایک ہی درخت کی سب شاخیں کہ رنگنے والا ایک ہی اور رنگ کئی)

Scanned with CamScanner

ترِیڈھا ہِک کوں ڈُوں پیا ڈِہدے
مُلّاں دی مَت ماری گئی

(یہ کج چشم ایک کو دو گردان رہا ہے، لگتا ہے کہ مُلا کی مت ماری گئی ہے)

توں میں آپاں اوہے اے ہے
سارے ہِک ہِن کیہاں لُڑھ پئی

(تو، میں، وہ اور یہ بھی ایک ہیں، تو نے یہ کیا فساد برپا کر رکھا ہے)

ہکی وحدت دے شانن سارے
نری خدائی ہئی نور خدائی

(یہ سب ایک ہی وحدت کی شان ہیں، تمام دنیا ہی خدا کے نور سے آباد ہے)

ہر پاسوں توں نظریوں اوکوں
جَیں وَل دِلڑی دید بھنوائی

(اُسے ہر سمت تم ہی دکھائی دیے کہ جس جانب بھی اِس دل نے دیکھنا چاہا)

Scanned with CamScanner

ہکو جھلکا ڈے کے سارے
جگ دا گیاں ہیں ہوش اُڈائی

(تو نے ایک ہی جھلک دکھلا کر سارے جہان کے ہوش اُڑا دیے ہیں)

صدقے پیر کو ریجے توں جیں
غیروں ساڈی دِل اُٹکائی

(اُس کو ریجے پیر (فرید) پر قربان جاؤں کہ جس نے میرے دل کو خیالِ غیر سے چھٹکارا دلایا)

ہر دے کولھوں وسدا رَسدا
اینویں کُروا گیا پٹوائی

(ہر کسی سے خوش طبعی اور ہمیں سے بے اعتنائی)

ہک ہے ہک ہے ہک ہے ہک ہے
وَل وَل پیا مرشد چتوائی

(وہ ایک ہے، ایک ہی ہے، ایک اور بس ایک مرشد (فرید) نے بار بار یہی بات یاد دلائی)

Scanned with CamScanner

کیا ٹل کیا گھنٹے کیا بانگاں
جن کن ہکو شور مچائی

(کیا مندر، کیا کلیسا اور کیا مسجد، ہر جگہ ایک ہی غلغلہ مچوایا ہوا ہے)

کافر ہوواں جے ہک پَل وی
ہووم تیڈٖی یاد بُھلائی

(میں کافر ہوں اگر میں نے ایک پَل کے لئے بھی تیری یاد دل سے بھلائی ہو)

اے بڑتویاں ٹھاندن تیکوں
باندی کوں کیوں اَن بُسائی

(کیا ایسا تکبر زیبا ہے تجھے، جو باندی کو بے کیف کر کے رکھ دے)

جے کہیں کوں کُجھ پتہ وی ڈٖتی
گھوگھا چاڑھی ساہ سُکائی

(اگر کسی کو کچھ بتایا بھی ہے تو گلا دبا کر، ڈرا کر، خوفزدہ کر کے)

Scanned with CamScanner

مَن وچ لُکا بیٹھا ہاویں
مُلک اَجائی دا پیا پھلوائی

(اگر تو من میں ہی چھپا ہوا تھا، تو پھر دنیا بھر کو تلاش کروانے پر خوامخواہ مامور کیا)

موسیٰ بنیوں خلیل سڈایو
کیڑھا کیڑھا ویس وٹائی

(تمہیں موسیٰ بنے اور خلیل بھی تمہیں کہلوائے، کیا کیا بھیس بدلے ہیں تو نے)

بے حد تے بے اَنت سڈائی
بے پروائی دی شان ڈِکھائی

(بے حد اور لامحدود کہلائے، بے پرواہی کی شان دکھلائی)

کہیں دی قہروں بیڑی بوڑیو
کہیں دا پیاروں تڈا چائی

(کہیں بہ سبب قہر کسی کی کشتی ڈبو دی اور کہیں بہ سبب مہر کسی کا صفایا کر دیا)

Scanned with CamScanner

کہیں کوں چالہی وَرہیوں رُوَوایو
کہیں کوں سانگاں اُتے چڑھائی

(کسی کو چالیس برس تک رلایا اور کسی کے سر کو (اپنی محبت میں) نیزوں پر چڑھایا)

کیندا ساہ سُکایا نہوی
کیندی پھپھڑی نہوی کنبھائی

(تو نے کس کی سانس خشک نہیں کی اور کس کے پاؤں کے نیچے سے زمین نہیں سرکائی)

کون بھلا اِتھ کے دَم مارے
ہیں میں توباں میڈی مائی

(یہاں کس کی مجال دَم مارنے کی، میری توبہ میری ماں)

آرہی شیشہ تیڈے اندر
اندر جھاتی نہوی پائی

(آئینہ جہاں نما تو تیرے اندر ہے، تو یہاں کیوں نہیں جھانکتا)

Scanned with CamScanner

تیڈے اندر دُھند اندھارا
تیڈے اندر سَبھ روشنائی

(تیرے اندر ہی گھپ اندھیرا، تیرے اندر ہی سب روشنی)

ماہی دا رُخ سب تئیں گن ہے
توں خود بیٹھیں کنڈ وَلائی

(محبوب کا رُخ تو تمہاری طرف ہے مگر تو خود ہی اُس کی جانب پشت کیے بیٹھا ہے)

آدم ہے ہوں نور دا پُتلا
جیکوں مَلکاں سیس نِوائی

(آدم اُسی نور کا پُتلا ہے کہ جس کے روبرو فرشتوں نے گردن جھکائی)

تیڈے ہاں تے کالی کِلھواں
کِھنْ جَم گئی ہے چَپا پُرائی

(تمہارے دل پر موٹی موٹی کالی سیاہ میل جم چکی ہے)

Scanned with CamScanner

لکھ شکرم جو جیندیں جیندیں
سوہنے عربی مونہہ ڈِکھلائی

(لاکھ لاکھ شکر کہ جیتے جی سوہنے عربی کی زیارت ہوگئی)

تیڈی جُتی کوں دعائیں ڈیواں
بُٹ سُتی کوں آن جگائی

(میں تو تمہاری جوتی کے واسطے بھی دعا گو کہ غافل سوئی ہوئی کو آن جگایا)

نیویں نال نہ رولیں بر وِچ
آپے سوہنا بارا چائی

(ساتھ ہی لے جانا، بیابان میں نہیں چھوڑ دینا، اے حسیں محبوب! تو نے خود ہی مجھ سے نبھاہ کا وعدہ کیا ہے)

پورھیاں باجھ نہ مِلن مزوریاں
توں وَت منگدیں پکی پکائی

(مشقت کیے بغیر مزدوری نہیں ملتی اور تو ہے کہ پکی پکائی مانگتا ہے)

Scanned with CamScanner

(غیر مطبوعہ)

44

جوفا تے ہَبلا سا ہاں وِچ
بیٹھا مار پکتھ وے

(بخل اور ہوس نے دل پر تسلط جما لیا ہے)

اَج ہووے تے کَل نہ ہووے
بَٹھ گھت اَجھیں رَتھ وے

(جو آج ہو مگر کل نہ ہو، ایسی کھیتی کو بھاڑ میں جھونکو)

دُنیاں آئی ہئی ہَتھ وے
ڈِے تے بھانویں سَتھ وے

(مقصدِ حیات حاصل تو ہوا مگر بہت مہنگی قیمت چکا کر)

Scanned with CamScanner

خُرم حضرت عشق کوں جاتے
اُچے میل دی وَتھ وے

(خُرم کو حضرتِ عشق کا عرفان حاصل ہوا کہ یہ اعلیٰ نصیب لوگوں کا حصہ ہے)

دین ایمان کوں قینچیاں لائی آ
ڈاڑھی رَکھ ہَتھ ہَتھ وے

(دین اور ایمان کو بے شک قینچی سے کاٹ کاٹ لنڈورا کرتے رہو مگر داڑھی ہاتھ ہاتھ بڑھائے رکھو)

Scanned with CamScanner

(غیر مطبوعہ)

45

آکھیوس سو چوچلے کر تے
پَرہاں تے پورتے پَرتے

(محبوب نے سو سو ناز و ادا سے فرمایا کہ مجھ سے دور رہو، اُدھر بیٹھو، ذرا اور پرے)

پڑھاں لکھ شکر میں رب دا
وَلا کانُے تھئے پھٹ ہِر تے

(میں رب کا لاکھ لاکھ شکر ادا کروں کہ میرے مندمل ہوتے ہوئے زخم پھر سے ہرے ہونے لگے)

توں سو سو در دُر کہ کُر کُر کر
اَساں خود مرنے ہیں دَر تے

(تم چاہے لاکھ پھٹکارو، دفع کرو، مگر ہمیں تو اِسی در پر جان دینی ہے)

Scanned with CamScanner

کتھاؤں جندڑی نہیں چھٹدی
وَلا جی پوندیاں مَر تے

(جان کہیں سے چھٹنے والی نہیں کہ مرنے کے بعد پھر سے جی پڑتا ہوں)

وِلا ، وِندلا ، سمجھا ، سُمجھا
گھِن آئی ہاں اونکوں اوں اُر تے

(بہلا، پھسلا، جتلا اور سمجھا کر اُسے اِس راہ پر لے ہی آئی ہوں)

توں نموں گن نہ ڈِے مُرم
ایں ڈرکوں دل دی ٹر ٹر تے

(اے مُرم تم ذرا بھی دھیان نہ دو، اِس ڈر پوک دل کی لاف زنی پر)

Scanned with CamScanner

(غیر مطبوعہ)

46

اَج جانی جھوک لڈا ڳئے
سِر بار ڈُکھاں دے آ ڳئے

(آج وہ محبوب دوست چلا گیا، سَر پر دکھوں کا بوجھ سوا ہوا)

تلوں درداں دام وِچھائی
اُتوں ڈُکھڑے چُڑکاں لا ڳئے

(نیچے مصائب نے جال بچھایا اور اوپر دکھوں نے تازیانے برسائے)

سُکھ سُکھ دیاں نندراں سُتڑے
ڈُکھ سُتڑے شینہہ جگا ڳئے

(سکھ تو سکھ کی چادر تان کر سو گئے، جب کہ دکھوں نے سوئے ہوئے شیروں کو جگا دیا)

Scanned with CamScanner

ہک بیٹھے نہ ہَن آ کے
اُتوں بئے ڈُکھ دُھرکدے آ گئے

(ابھی پہلے دُکھ آ کر بیٹھے بھی نہ تھے کہ اُن کی دوسری کھیپ بھی دوڑتی چلی آئی)

ڈُکھ کھڑ گئے پینگھاں پا کے
ایہا پینگھ پُنل جُھٹوا گئے

(دکھوں نے تو میرے آنگن میں جھولے ڈال لئے، یہ جھولے محبوب ہی کی دین تو ہیں)

اُتھ وَنج کے کیا تھی گیوے
اُو وعدے کیڑھی جا گئے

(وہاں جا کر کیا ہو گیا، وہ وعدے کہاں گئے)

سِر کھا گئے سِر دے چُولے
غم ہاں دے چک بَٹکا گئے

(سر کو تو سودائے سَر لے گیا اور دل کو غم نے پرزے پرزے کر دیا)

Scanned with CamScanner

نا کہیں نے آن رہایا
توڑیں روندے یار گھِگھا نگئے

(کسی نے بھی آ کر چپ کرانے کی کوشش نہیں کی، چاہے روتے روتے ہماری ہچکی بندھ گئی)

ڈُکھ کھِل کھِل کے فرمانوِن
کُجھ روح ٹِکانْے آ نگئے

(دکھ ہنستے ہنستے فرماتے ہیں کہو کچھ مزاج ٹھکانے آیا)

چِٹے ڈِیہنہ دے ڈِیوے جَگ نگئے
کہیں یار اندر ڈِو آ گئے

(روزِ روشن ہی میں چراغ جل گئے، اے محبوب کہیں تو تو میرے آنگن نہیں چلا آیا)

ڈُکھ خُرم دی رَت کیتے
کئی واری وات وَہا نگئے

(دکھوں نے خُرم کا خون پینے کے لئے کئی مرتبہ اپنا منہ مارا)

Scanned with CamScanner

(غیر مطبوعہ)

47

ہن نین جام بھنیندے
ہاں ہتھوں نکھتا ویندے

(تمہاری آنکھیں جام شکن، بلکہ دل کو بھی لئے جاتی ہیں)

مٹھڑی دا مٹھڑا ماہی
جاں بولے زہر وٹیندے

(میں دکھیاری کا شیریں محبوب، جب بھی کلام کرتا ہے، زہر بہاتا ہے)

گالھ ڈیکھاں کہیں شے ہنسی
جیڑھا ہنئیں بتال بھنویندے

(ہنسنے زدہ اُس کی کیا اُٹھان ہو جو ابھی سے سر چکرا کر رکھ دیتا ہے)

Scanned with CamScanner

تتڑی دے نین نمانڑے
ہک چیندے لکھاں لوڑھیندے

(اِس دکھیاری کی عاجزی اپنی جگہ، وہ تو ایک کو اپناتا اور لاکھوں کو بہادیتا ہے)

نیڑا مُرشد دا رَتا
کیہاں پیڑیاں پیا پَڑھیندے

(مرشد کی یہ سرخ چشمی، ہمیں کیسا سبق پڑھائے جارہی ہے)

ییہنہہ ڈُکھ دیاں پاڑاں ہاں وِچ
چا نموں پتال لہیندے

(محبت کے روگ کی جڑیں صرف پاتال تک نہیں اُتریں بلکہ یہ تو دل میں گڑی ہیں)

جے توں ساڈا تھی ویندا
تیکوں سونے وِچ مَڑھویندے

(گرتم میرے ہوجاتے تو تمہیں تعویز کی طرح سونے میں مڑھوالیتا)

Scanned with CamScanner

ڈُکھ ڈَیݨ اساڈے ہاں کوں
رَکھ لَت تے لَت چِریندے

(یہ ڈائن دکھ میرے دل کو ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر چیر رہا ہے)

چِتھ چَب کے رَت تھئی دِلڑی
ہُݨ تھو تھو کھڑا کریندے

(اُس نے دل کو چبا کر لہو لہو کر دیا، اب تھو تھو کئے چلا جا رہا ہے)

اُو کَکھ وی نہیں گِھنیندا
خُرم ہَیں نوکر جیندے

(اے خُرم ہم جس کے غلام ہیں اُسے تو ذرہ برابر بھی ہماری پرواہ نہیں)

Scanned with CamScanner

(غیر مطبوعہ)

48

ہاں ہوں جندڑی کڈھ نیتے
جَیں ہاسا سمجھی پیتے

(ہاں اُسی محبوب نے دل چھین لیا کہ جس نے پریت کو مذاق گردانا ہوا ہے)

اُتھوں وَلدی کئی نہ آوے
توڑیں سو سو مارو سیٹے

(وہاں سے کوئی بازگشت نہیں آتی، چاہے لاکھ صدائیں دیتے رہو)

ڈُکھ کوڑھے کِرڑے وانگوں
نِت بیٹھا زَہراں وِیٹے

(دُکھ تو کسی بدہیئت گرگٹ کی طرح ہمیشہ زہر اُگلتے رہتے ہیں)

Scanned with CamScanner

ہُن سارے کم وِگاڑے
ہِک ہیں بدمعاش ڳَیپٹے

(اِسی ایک تنومند بدمعاش نے سارے کام بگاڑے ہوئے ہیں)

تَرپ کھاندیں اِرکاں ڳوڈیاں
آئی لَکھ کروڑ جھریٹے

(کشمکش عشق و مستی میں کہنیوں اور گھٹنوں پر لاکھ کروڑ خراشیں آئیں)

کل نصری وانڳوں لڳدا
اَج لڳدا کھٹا ٹیٹے

(وہ جو کل مصری کی طرح میٹھا لگتا تھا آج تو بالکل کھٹا لگنے لگا ہے)

میں جِتلی چیٹ کریندی
اوکوں اُتلی پئے ڳئی چیٹے

Scanned with CamScanner

(مجھے جس قدر زیادہ بے تابی، وہ اُتنا ہی زِچ کرنے پر تُلا ہوا ہے)

اَج خُرم گھِن ڈِے چُوڑا
اَج گھِن ڈِے ویہہ گَز چھیِٹے

(اے خُرم! آج مجھے چوڑا (بڑی چوڑیاں) اور بیس گز چھینٹ (پھولدار کپڑا) لے کر دو)

Scanned with CamScanner

(غیر مطبوعہ)

49

ظاہر باطن ہَر ہَر جا تے
ظاہر یار سجّنڑ دی ذاتے

(ظاہر و پوشیدہ، ہر جگہ ہر کہیں، اُسی محبوب کے جلوے ہیں)

توں پیا لبھدیں مکے مدینے
اُو وَت بیٹھے تیڈٖی جاتے

(جسے تم مکے مدینے میں ڈھونڈتے ہو، وہ تو تمہارے گھر میں موجود ہے)

توں کیا افلاطونِ جہاں کوں
بوا جوڑِس جوڑ بنا تے

Scanned with CamScanner

(تیری کیا حیثیت، اُس نے تو عقل کے دعویداروں کو بھی چکرا کر رکھ دیا)

ہکے حرف دے اِہن سَبھ معنے
ذات صفات دی ہکا ذاتے

(یہ سارے معنی ایک ہی حرف کے ہیں، تمام ذات صفات کی بس ایک ہی ذات)

ماہی دا رُخ سَبھ تَیں گن ہے
توں خود بیٹھیں کَنڈ وَلا تے

(وہ جسے تو ڈھونڈتا ہے اُس کا رُخ تو تیری جانب ہے جب کہ تو اُس سے منہ موڑے بیٹھا ہے)

خُرم جو کُجھ ڈِٹھی چُپ کر
دَبلیاں وِچ چا رَکھں پا تے

(اے خُرم جو تو نے دیکھا ہے اُسے افشا مت کر، اِسے نہاں خانوں میں محفوظ کر لے)

Scanned with CamScanner

(غیر مطبوعہ)

50

تیڈے جوبن دا ہَل وے ہَل
جیڈے کیڈے ہکو تھرتل

(واہ کیا خوب تیرا شباب، ہر طرف ایک ہی ہنگامہ)

جے نِکھو کہیں دا ٹھڈا ساہ
نِکل ویسن ایہے وَل چھل

(اگر کسی کی آہ لگ گئی تو سارے کس بَل نکل جائیں گے)

لکھاں جھگے کتونی چَٹ
خدا توں ڈر طبیعت جھل

Scanned with CamScanner

(تو نے لاکھوں گھر برباد کر دیے، کچھ تو خوف خدا کرو، طبیعت پر قابو رکھو)

او ڈِت ڳِت ڳئی او رکھ پا ڳئے
چھاوَت او نہ او اَلبھَل

(وہ تمام حُسنِ سلوک اور محبتوں کے قرینے ہوا ہوئے، اب نہ وہ چاہت رہی اور نہ ہی میل ملاپ)

Scanned with CamScanner

(غیر مطبوعہ)

51

توں بِن بھاگا لگدم بھاگ
دل دا روگ وَدھیندم راگ

(تیرے بنا خوش بختی کا کیا کروں، کہ صدائے طرب بھی دِل کا درد سوا کرتی ہے)

گھر دے زردے کھاندے مر گئے
جے توں بھیجیں اُبلے ساگ

(گھر کی زردے کھا کھا کر اُکتا گئے، اے محبوب کوئی ساگ ہی ابال کر بھیج دو)

لائی لگا گُجھ اے وی سمجھی
کیندے نال اَن لئی ہئی لاگ

Scanned with CamScanner

(اے لائی لگ کچھ اس کا بھی خیال ہے کہ تو نے کس سے لاگ لگا رکھی ہے)

ناز نِپنڑاں گھر ٹُر آیم
نو نو مَن ہم متھڑے بھاگ

(وہ ناز بھرا محبوب میرے گھر چلا آیا ہے، میرے نصیب جاگ گئے)

Scanned with CamScanner

مویاں کوں جند پاوَݨ مُحرم
سوہݨیاں دی اَدنی کرمات

Scanned with CamScanner

نظمیں

Scanned with CamScanner

سَو سَو تروڑ تے سَو سَو جوڑِن

ٹُرٹن دا ہر جوڑ مِلاپے

(خُرم)

Scanned with CamScanner

ترتیب

1۔ بہاریہ خُرم	340
2۔ ساوݨی	353
3۔ مُسلمین بھراؤو	359
4۔ مُسلمینو یارو	362
5۔ اللہ کوں ہک ڄاݨے بندہ	365
6۔ بے وفا دنیا	368
7۔ ٻڈھیپا	371

Scanned with CamScanner

(مطبوعہ: العزیز)

بہاریہ خُرم

رُت آئی بسنت بہار دی
پئی قُدرت اَکھیاں مار دی

سُدھ زمانہ پئی وَنجے
کھِمنْ دے لَسکار دی

کالے بَدل دَھاں دَھاں وَسدے
دَھر دَھر دِنا گَجکار دی

(بسنت بہار کی رُت آ گئی، اس طرح کہ چشم قدرت وا ہو رہی ہو۔ زمانے کو خبر ہو رہی ہے، برق کے کوندے لپکنے کی۔ کالے بادل زور سے برسے، گرج کی دُھن پر)

Scanned with CamScanner

ان رم جھم برسات دیاں دھاراں
چھم چھم اُنوں پھونہار دی

یکلّس تھی سو کوہی لسڑی
ٹھڈھڑی وا ہَروار دی

لالاں جَڑی زمرداں پوتی
پھڑی غاشی انار دی

وا وا لائی موج ٹِنڈانیاں
ول ول دے چمکار دی

بانو بان کِھلیاں گلزاراں
جا نا اَنت شمار دی

(ادھر رم جھم بارش کی دھاریں، اُدھر پھوار کی چھم چھم۔ سومیل تک بادل ایک ہو گئے، اور ہر طرف سے ٹھنڈی ہوائیں۔ لال جڑے ہوئے زمرد پروئے ہوئے، انار کی کلی کچھ اس طرح کِھلی۔ جگنوؤں نے عجب اودھم مچایا ہوا کہ ہر طرف چمکار۔ ہر طرف ہر نوع کے پھول کھلے، جن کا نہ شمار نہ حساب)

Scanned with CamScanner

رنگ برنگی پیپٹ پھٹ پئے
جا نا لبھن قرار دی

بوٹی بوٹی سنگری پنگری
ساگی شکل کنوار دی

جوں جوں کھِلدی رنگش گُل دی
ہاں وِچ سانگاں مار دی

نازو نرمولی ٹِنگ توڑی
نازک پھُل دے بار دی

سونے کوں شرماوے بوٹی
گیندے جھڑ گے دار دی

(رنگ برنگی تتلیاں نکل پڑیں، جن کے اُترنے کے لئے جگہ کا فقدان۔ بوٹی بوٹی نے اس طرح بناؤ سنگھار کیا کہ جیسے بالکل دلہن۔ جیسے جیسے پھول کی رنگت کھلتی ہے، لگتا ہے سینے میں بھالے اُتر رہے ہوں۔ واہ شاخوں پتوں کی نازکی کہ پھول کے بوجھ سے ٹہنی ٹوٹ گئی۔ یہ پودا سونے کو شرما رہا ہے، یہ گیندے کے گھنے پھول کا پودا)

Scanned with CamScanner

ہِک ہِک لٹک رنگیلی رنگلی
تتریاں دے تڑکار دی

ہِک ہِک ٹہنگ موتیاں وِچ پوتی
پوتی بدل بہار دی

چنبہ چنبے نال ڈیوے
ہرنولی نوک نوار دی

موتیاں بھری حقیق دی مونگری
ڈیکھو لالے یار دی

لکھاں خون کرے متوالی
اَکھ نرگس بیمار دی

(ایک ایک لٹک رنگ برنگی، تیتریوں کے تڑتڑ بولنے کی۔ ایک ایک شاخ بہار کے بادل کے ہاتھوں موتیوں میں پروئی ہوئی۔ ہاتھ میں ہاتھ دیے کھڑے پتے، ہرنولی کے جھکے ہوئے درخت کے۔ گُلِ لالہ کی کٹوری دیکھنے کہ عقیق کے نگوں سے بھری ہوئی۔ اس نرگس بیمار کی متوالی آنکھ نے لاکھوں دل خون کر دیے)

Scanned with CamScanner

ٹِنگ ٹِنگ بانو بان دے طوطے
ڳالہا نہ جان اُڈار دی

ݙیکھاں کیا پڑھ پڑھ کے بلبل
پھُل ݙو پئی شوکار دی

گُرنے کئی جا رکھی نہ اُملک
عطراں دے ہَبکار دی

بوٹے بوٹے جھانجھر وَجدی
پتراں دے کھڑکار دی

بِر صدق تھی آندیں بلبل
کلیاں دے مچکار دی

(شاخ شاخ ہر نوع کے طوطے، انہیں اُڑانے کا پاگل پن مت کرنا۔ دیکھیں بلبل کیا پڑھ پڑھ کر پھول کی طرف پھونک رہی ہے۔ گُرنے کے پھول نے کوئی ایسی جگہ نہ چھوڑی کہ جہاں عطر کی خوشبو نہ پھیلی ہو۔ پودے پودے میں جھانجر بج رہی ہے، پتوں کے کھڑکنے سے۔ بلبل صدقے واری جا رہی ہے کلیوں کے کھِل اُٹھنے پر)

Scanned with CamScanner

پر اے مہکاں ہسن سب نقل
ماہی دے مسکار دی

ہتھ لگیں محض لوٹیج ونجے
ہِک بوٹی ایں اسرار دی

پئی صبا وَل وَل ہر جا کوں
پلکاں نال بوہار دی

ساگی شیشے والی صورت
ستھری بھوئیں ہنوار دی

اُنوں موج بنی گُل پھُل دی
اُنوں نالی تار دی

(یہ کھلنا سب نقل اتارنا ہے، محبوب کے مسکرانے کی۔ اس اسرار کی ایک بوٹی ہے جو ہاتھ لگاتے ہی لجا جائے۔ صبا ہر مقام کو پلکوں کے جھاڑو سے سنوار رہی ہے۔ جیسے کوئی آئینہ اس طرح صاف ستھری ہموار زمین۔ اُدھر سے پھولوں کی موج بنی ہوئی اور ادھر ندی بھرپور جولانی میں)

Scanned with CamScanner

صونف الوچیاں دی ہر پونبل
ہاں دی پونبل ٹھار دی

وَنْ وَنْ ساوی چُنڑی پاتی
موتیوں جھالر دار دی

قدرت بھر پچکاری ماری
رنگاں لکھ ہزار دی

ہر پاسوں دپھ ڈَب ڈَب وجدی
پکھیاں دے پھڑکار دی

جا جا چھڑی سرنگی یارو
پکھیاں دے چوہکار دی

(سونف اور آلوچے کا ہر غنچہ، دل کے غنچے کی تازگی کا باعث ہے۔ ایک ایک درخت نے سبز دوپٹہ پہن لیا، جس پر موتی جھالر دار لگے ہوئے۔ قدرت نے بھر کر پچکاری ماری، لاکھ ہزار رنگوں کی پچکاری۔ ہر طرف دف بج رہا ہے، پرندوں کے پھڑ پھڑا کر اُڑنے سے۔ جگہ جگہ سارنگی چھڑی ہوئی، پرندوں کے چہچہانے کی)

Scanned with CamScanner

کالی کوجھی ٹُٹی چُچی
میلے ویس اُتار دی

پھل پردا نہ کرن کڈاہیں
بلبل دے ٹنکار دی

ہر کئی پا پوشاک بسنتی
بھنڑی ہار سنگھار دی

دھاں دھاں کر کے آ گئی یارو
ماسم چیتر بہار دی

اے بہار نہیں کئی آئی ہے
ماڑو نینگر پار دی

(کالی، بدصورت، گئی گزری اور چندھیائی، ہرکوئی اپنا میلا لباس اُتار رہا ہے۔ پھول پر کب اثر ہوتا ہے، بلبل کے رونے دھونے کا۔ ہر کسی نے بسنتی پوشاک پہن لی، تمام تر بناؤ سنگھار کے ساتھ۔ دھاں دھاں کر کے یارو، چیت بہار کی موسم آ گئی۔ یہ بہار نہیں آئی، کوئی قاتل حسینہ سات سمندر پار سے آئی ہے)

وَل دے چاڑھی سڈٖے کارن
دوست کمان شکار دی

کنڈے کنڈے وِچ پھُل پو کے
چھنئیس جان لچار دی

اللہ مناں ساڈٖی دھناں
اوندی ٹھک تکرار دی

اُپھڑیں بھوئیں سِر چا چا ڈٖھدی
دید بھنوا چودھار دی

کون انگوری کیا پئی ڈٖیکھے
قدرت سرجن ہار دی

(دوستوں نے مل جُل کر شکار کے پروگرام بنا دیے۔ کانٹے کانٹے میں پھول پرو کر، اِس بے بس کی جان عذاب میں ڈال دی۔ ہمارا کام تو صرف منت ترلا، مگر اُس کی وہی ضد وہی انکار۔ پھولی ہوئی زمین بار بار سر اُٹھا کر چاروں جانب دیکھتی ہے۔ مگر دیکھیں تو کہاں تک، سبحان تیری قدرت)

Scanned with CamScanner

اَج اَن ڈیکھے او اے قدرت
جیکوں خاہش دِدار دی

گور والی جتنے وَل ڈیکھے
سب سُرسم سرتار دی

اے بدھارے مجلس محفل
کئی سُدھ نا کہیں وار دی

منگل بُدھ خمیس تے ژُمے
چھنْ چھنْ ایت سونہوار دی

باغیں جمع اَن تھئی خلقت
ساری پار اُروار دی

(آج آئے اور آ کر دیکھ لے کہ جسے قدرت کے دیدار کی خواہش ہے۔ جس طرف بھی دیکھا گیا، سبھی سُر اپنے اپنے رنگ میں بالا۔ یہ مجلسیں یہ محفلیں، نہ کسی کو اپنی خبر نہ کسی کو کوئی پرواہ کسی دن کی۔ چاہے منگل، بدھ جمعرات اور جمعہ ہو یا ہفتہ اتوار اور پیر۔ باغوں میں ساری خلقت جمع ہوگئی، اِس پار کی یا اُس پار کی)

Scanned with CamScanner

ہَتھ حقیقی دی تَسبی
کارن استغفار دی

ہِک توں آلس موٹھی چندری
آکڑ نال گزار دی

واٹ بھلیندی مر گئی جیکوں
لگڑی تار تنوار دی

کئی سُدھ ناپئی ڈیکھاں کِتھ ہئی
منزل سوہنے یار دی

ہُݨ تاں کوئی تَݨ مار جو آہدِن
بُڈدی بانہہ اُلار دی

(سب کے ہاتھ میں عقیق کی تسبیح، استغفار کے لئے۔ ایک تو سست، کاہل اور نحس، اور پھر بھی اکڑ کر گزر بسر۔ کچھ ہوش نہ رہا کہ دیکھ سکوں کہ کہاں ہے، منزل پیارے دوست کی۔ اب تو کوئی جتن کرو کہ کہتے ہیں کہ ڈوبتا شخص اپنا بازو لہراتا ضرور ہے)

Scanned with CamScanner

چنگی دِھر جے گھِنداں میں
رحمت اکھیاں مار دی

لکھاں بُڈ دیاں کوں پئی اے ولی
چوٹیوں پکڑ اُبھار دی

ہر پاسوں کنسو ہم آندی
پارو وے نیلی پار دی

شابس شابس جِت گیوں
بازی ہردی ہار دی

اَج تاں ڈاڈھ مچن مریوئی
پچ پئی اوگنہار دی

(اگر میں راہ راست کا انتخاب کر لیتا تو اُس کی رحمت مجھ پر سایہ فگن ہوتی۔ لاکھوں ڈوبتوں کو یہ بالوں سے پکڑ کر باہر نکال رہے ہیں۔ ہر طرف سے اُسی کی خبر، چاہے آسمان کے اِس پار یا اُس پار۔ شاباش کہ تم جیت گئے، وہ بازی جس میں ہار ہی مقدر تھی۔ آج تو تم نے کمال کر دکھایا، کہ بدقسمت کی بھی سن گئی)

Scanned with CamScanner

مُحرم اے ہائی سب لجپالی
نبیاں دے سردار دی

(اے مُحرم! یہ تمام لج پالی نبیوں کے سردار ﷺ ہی کی تھی)

(مطبوعہ ''العزیز'' بہاولپور جون 1943ء)

(از خیابانِ خرم)

ساونٹی

وَل ساونڑ رَلے سہانوں ہا
اَنب کھاؤں ہا نالیاں دھانوں ہا

جھوٹیاں دے جھوٹیاں کیتے
اُچے پپلاں پینگھاں پانوں ہا

گھَت میوے کھیر ملائیاں
وَل کُلفے اُونویں جمانوں ہا

(اے کاش کہیں ایک بار پھر ساون مل جل کر مناتے، آم کھاتے اور ندیوں میں نہاتے۔ جھولا جھولنے کے لئے اونچے پیپل پر جھولا ڈالتے۔ دودھ میں میوے اور بالائی ڈال کر پھر سے قلفے جمائے جاتے)

Scanned with CamScanner

وَل اُنویں پُلا ذردیاں دیاں
کئی دیگاں وَنج کھڑکانوں ہا

ڈِینڈا پنڈ بجّے کولوں
اَنب احمد پوروں منگانوں ہا

بھونیاں دیاں کڈھ کڈھ بوٹیاں
ہک بئے کوں کھڑے چکھانوں ہا

ہک بئے دے سر وِچ جندڑی
وَل اُونویں تیل رسانوں ہا

وَل اُونویں کٹھے بہہ کے
جند پریم پیالے لانوں ہا

(پھر اُسی طرح جا کر پلاؤ اور زردے کی دیگیں پکواتے۔ موتی کھجور جچہ عباسیہ اور آم احمد پور شرقیہ سے منگواتے۔ گوشت کو بھونتے وقت بوٹیاں نکال نکال کر ایک دوسرے کو چکھاتے۔ اے دوست! ایک دوسرے کے سر میں پھر اُسی طرح سے تیل رچاتے۔ پھر اُسی طرح تمہارے قرب میں اے جان! پریم کے پیالے پیتے)

Scanned with CamScanner

رَکھ گوڈے اُتے گوڈا
رَل مینگھ ملہاراں گانوں ہا

جھڑ رِم جھِم اَن لاوے ہا
اساں خوش تھی ٹپے کھانوں ہا

نالے دی مَنڑ دے اُتے
وَل اُونویں کوڈیاں پانوں ہا

گھس کھوہ کے ہک بئے کولوں
وَل اَنب پنڈ اُونویں اُڈانوں ہا

پا جھمراں آندے باقی
ہک بئے کوں خوب رِجھانوں ہا

(محبوب کے گھٹنے پر گھٹنا رکھ کر راگ مینگھ ملہار مل جُل کر گاتے، جیسے ہی بادل اپنی رم جھم پر آتے، ہم خوش ہو کر اچھلتے کودتے۔ ہم پھر سے نہر کے کنارے کبڈی کھیلتے۔ ایک دوسرے سے چھینا جھپٹی کر کے، پھر اسی طرح کھجور اور آم ایک دوسرے کی طرف پھینکتے۔ وہاں سے واپسی کے وقت جھمر ڈال کر ایک دوسرے کے دل میں خوب اپنائیت جگاتے)

Scanned with CamScanner

گھت سوڈا واٹر برفاں
ہاں ٹھاراں کوں پلوانوں ہا

کیا وِسکی بیئر برانڈی
وَنْ وَنْ دا مدھ منگوانوں ہا

رَکھ چینیاں خستیاں گجکاں
تھی مست ٹھنگوراں لانوں ہا

پکوانوں ہا قورے قسلئے
قتلمے وی تلوانوں ہا

بہہ ہک پاسے ہک واسے
ہک بئے دے حال وَنڈانوں ہا

(سوڈا واٹر میں برف ڈال کر اپنے محبوب دوستوں کو پلواتے۔ وہسکی، بیئر اور برانڈی، ہر قسم کی شراب منگواتے۔ چینے کی خستہ گجک (خشک مٹھائی) اپنے پاس رکھتے اور مست ہو کر اُس کا مزہ لیتے۔ کئی کئی پکوان جن میں انواع قسم کے قورمے اور قتلمے (بڑے سائز کی پوری) بھی تلوائے جاتے۔ پھر سب سے الگ ایک طرف ہو کر ایک دوسرے کو حالِ دل سناتے)

Scanned with CamScanner

گھملائے نین شرابی
چُموں ہا تے چُموانوں ہا

کِھل ہاسے چرچے پَرچے
سَبھو ساوݨ اینویں نبھانوں ہا

تلے گِلماں اُتے غلیچے
تیڈی خاطر یار وِچھانوں ہا

لا ڈِیوں ہا وَل گِھہ تکیئے
تیکوں ٹیکاں نال بلہانوں ہا

جو آندا ہوّا تھیندا
تیڈیاں اَجھیاں دھجاں بناؤں ہا

(شراب کے نشے میں مست آنکھوں کو چومتے اور چھواتے۔ ہنسی، مذاق، مخول، سارا ساون اسی میں ہی گزر جاتا۔ نیچے دریاں اور اُن پر غالیچے، اے دوست تیری خاطر بچھائے جاتے۔ پھر سے گاؤ تکیے لگا کر تمہیں ٹیک لگا کر بٹھاتے۔ جو بھی آتا حیرت زدہ ہوتا، ہم تیری ایسی دھج بڑھا دیتے) •

Scanned with CamScanner

تھی ششدر لوک آکھن ہا
تیکوں کناں نال سُناؤں ہا

سب بول ہِن موتیاں دے تُل
مُرم کوئی وڈا بلاؤں ہا

(لوگ ششدر ہو کر جو کچھ بھی کہتے وہ تجھے کانوں سے سناتے۔ اُس کے تمام بول موتیوں میں تولنے کے ہیں، لگتا ہے مُرم کوئی بڑی بلا چیز تھا)

Scanned with CamScanner

(از خیابانِ خرم)

مُسلمین بھراوُ و

مسلمین بھرا وو
ضد کوں چوچیاں لاوو

ڈوں ڈینہہ کیتے ایڈیاں لنبڑیں
مُکدی گالہہ مکاوو

گنڈ پچھوں کُجھ منہ اُتے کُجھ
ایہے گُندر ونجاوو

رَلا مِلا وینڈا پئے وے
تُرکڑے ڈانون لاوو

(مسلمان بھائیو! ضد کو آگ لگا دو۔ دو دن کی زندگی کے لئے اِس قدر لمبے ارادے، بس بات یہیں ختم کرو۔ سامنے کچھ اور، پیٹھ پیچھے اور، یہ اُلجھاوے چھوڑ و۔ رکس و ناکس کہ کوچہ عشق میں در آیا ہے، اُس کی خبر لینا ضروری ہے)

Scanned with CamScanner

کیا تھی گئے وی ڈھوندے تھئے وے
اپنی ڈُھندھ مچاوو

ہوش کرو کجھ میڈے ماہی
ماس کوں ماس نہ کھاوو

بۓ کوں بَدھا ڈیکھ نہ کھِلو
اپنی جِند چھڑواوو

اساں تُساں سبھ ہِک ہیں
وِیرو ویر نہ پاوو

اوکھے ویلے کانواں کلہی
ہک بۓ اُتے آوو

(کیا ہوا، بینائی کمزور ہوگئی کیا، اُٹھو اور ہنگام برپا کردو۔ اے ہمدم کچھ ہوش کرو، انسان کشی روا نہیں۔ کسی دوسرے کو بندھا دیکھ کر ہنسی مت اُڑاؤ، بلکہ اپنی جان بچاؤ۔ ہم تم سبھی ایک ہیں، اے رفیقو! تفرقہ نہ ڈالو۔ مشکل وقت میں کسی کو تنہا چھوڑنا کیسا، ایک دوسرے کی مدد کو آنا چاہئے)

Scanned with CamScanner

(از خیابانِ خُرم)

مُسلمینو یارو

مسلمینو یارو
ضد چھوڑو مَن مارو

ڋیکھ نہ کھِلو اروڑ ٻنہاں دے
اپنے گند بُوہارو

کوئی کم کر ڋکھلاؤ تاں جانوں
جَگ تکھیر بُلیارو

(مسلمان دوستو! ضد چھوڑو اور محنت کرو۔ دوسروں کا کوڑا کرکٹ دیکھ کر ہنسی اُڑانے کی
بجائے اپنا گند صاف کرو۔ اے جہان کے بلند بانگو، کوئی کام کر دکھاؤ تو جانیں)

Scanned with CamScanner

ونجھوں شودی لتھی ویندی
رَل مِل بیڑی تارو

موٹھی پُترو اُبھرو اُبھرو
لَنبے پیر پسارو

اپنی بُڈدی بیڑی تارو
ڈھاندی گندھ اُسارو

ہک تھیوو ہک بئے دے اُتے
جند ڈیوو سِر وارو

بھڑکیاں کھاوو بھڑک اُٹھیو
وِسمیں ہوئے انگارو

(اے ناخداؤ جب ناؤ کے چپو بھی ناکارہ ثابت ہو رہے ہوں تو اُسے مل جل کر سنبھالا دینا ہو گا۔ اِس دھرتی کے پیارے بیٹو، جہاں کے طول وعرض میں پھیل جاؤ۔ اپنی ڈوبتی ناؤ پار لگاؤ اور گرتی دیوار پھر سے تعمیر کرو۔ ایک ہو جاؤ اور ایک دوسرے کے واسطے اپنی جان قربان کرو۔ جوش کھاؤ، بھڑک اُٹھو، اے بجھے ہوئے انگارو)

Scanned with CamScanner

رہو اَغاہ میں آکھی ویندا ں
رِم جھِم تھیندے تارو

آکھے مَن کے خُرم دے
چِمکو چِمکوڑ چِتنگارو

(آ گاہ رہنا، میں کہے جا رہا ہوں، اے رم جھم ہوتے ستارو۔ خُرم کا کہا مان کر تاباں ہو جاؤ
اے چمک اُٹھنے والے انگارو)

Scanned with CamScanner

(مطبوعہ: خیابانِ حرم)

اللہ کوں ہک جانڑے بندہ

اللہ کوں ہک جانڑے بندہ
تھیسی مُول نہ کہیں جا گندہ

جے توں چنگا بنڑنا چاہندیں
کہیں مندے کوں سَڈ نہ مَندا

ڈِنگ، وَل، جِھک سب کڈھ چھوڑِم
مارِم حضرت عشق نے رَندا

رنگ راگاں دی روز اُگاڑی
سُتک سُجھے مسیت دا چندا

(جو بندہ اللہ کو ایک تسلیم کر لے وہ کہیں بھی رسوا نہیں ہو گا۔ اگر تم اچھے بننا چاہتے ہو تو کسی بھی برے کو برا نہ کہو۔ تمام ٹیڑھا پن اور کس بل نکال کر رکھ دیے، حضرت عشق نے مجھ پر کچھ ایسا رَندا چلایا۔ راگ رنگ پر تو روزانہ کے خرچے لیکن مسجد کا چندہ بھی گراں)

Scanned with CamScanner

اپنیاں نال انڑوڑاں تیڈِیاں
لمڑیں نہ کر سَٹ گھت تندا

جِتھ کر چنگے عمل پُچھیسِن
کوڈِی کم نہ آسیا سَندا

او کاتی کیا کاٹ کریسی
جیکوں پئے گیا جا جا ڈِندا

برا نہ منگ کہیں دا خُرم
کھوہ کھٹیندا پانڑ پوندا

ہتھوں خالی ٹُر پیا خُرم
پیسہ پا پلے نہ سندا

(اپنوں ہی سے پرخاش کیوں، اسے بڑھاوا دینے کی بجائے ترک کرو۔ وہاں تو سب جزا سزا اعمال کی بنیاد پر ہوگی، دیگر کوئی نام مقام کچھ بھی نہیں چلے گا۔ وہ چھری کیا کاٹ سکے گی، جسے کی دھار جگہ جگہ سے کند ہو چکی۔ اے خُرم کسی کا برا مت چاہو، جو کسی کے لئے کنواں کھودتا ہے خود اُسی میں گرتا ہے۔ خُرم خالی خولی گھر سے نکل پڑا ہے، جس کے پاس نہ تو دھن دولت اور نہ ہی کچھ اور)

Scanned with CamScanner

(مطبوعہ: خیابانِ خُرم)

بے وفا دنیا

دنیا نہوی کرنا بفا
پُچھن نہ کوڑے مار پیا

گُجھ رب دے ناں توں کڈھ وی سہی
ہِت ہِت نہ کر گیتاں نہ کھا

کیوں اَن گریب دے پِچھوں پئیں
ڈِہدا کھڑی اُوں دا خدا

جگ ڈُوں ڈِہناں دی کھیڈ ہے
کُٹ گھِن بھرا دِل ہے سُودا

(دنیا سے وفا کی اُمید کی بات کرت ہو، ایسی کذب سرائی کرنے کی ضرورت نہیں۔ رب کے نام پر بھی دیا کرو، اب ہکلانے اور بات بنانے کی ضرورت نہیں۔ کیوں غریب کے پیچھے آن پڑے ہو، اُس کا خدا تمہیں دیکھ رہا ہے۔ یہ دنیا بس دو دنوں کا تماشہ، میرے ساتھ جو ظلم روا رکھنا ہے رکھ لو)

Scanned with CamScanner

بیا کُجھ جے تھی سگدا نہوی
کاغذ گلی دے چُنڑ وَدا

وَنج کہیں بزرگ دی جا اُتے
جِند جوٹ دلڑی دی جگا

خونی نہ تھی ظلمیں نہ بَنڑ
مَت کڑکی اَنڑ چِتی بَلا

دارا شکندر بات شاہ
اُنہاں وِچوں کوئی رہ گیا

بہوں ششتا آکھدن
کوئی مُحرم اَج ہے مر گیا

(اگر تم سے اور کچھ نہیں ہو سکتا تو گلی کے کاغذ ہی چُن لیا کرو۔ کسی بزرگ کے آستانے پر جاؤ اور زندگی کی جوت جگاؤ۔ خونی اور ظالم مت بنو، کہیں یہ نہ ہو کہ بے دھیانی میں مارے جاؤ۔ دارا اور سکندر جیسے بادشاہ، کیا اُن میں سے کوئی رہ سکا۔ بہت سے لوگ کہے جا رہے ہیں کہ کوئی مُحرم تھا جو آج مَر گیا)

Scanned with CamScanner

بُڈھیپا

یارو بُڈھیپا آ گیا
ہنڑو ساں دا بوٹا چا گیا

(اے دوستو! بڑھاپا آ گیا، تمام خواہشات اور مہم جوئیاں اپنی موت آپ مر گئیں)

کھنگاں گھتے ہاں زاف کر
نزلیاں اکھیں ڈِند صاف کر
میں نہیں سُنجاتا معاف کر
اکھیں کوں دھابا آ گیا

(کھانسیوں نے سینہ جھنجھوڑ دیا، نزلے زکام نے دانتوں کا صفایا کر دیا، معاف کیجئے گا، میں پہچان نہیں پایا، آنکھوں کے سامنے دھندی آ گئی)

Scanned with CamScanner

خوشیاں اُو ہے نہ اُو اُمنگ
پوندی نہ ہئی جڈاں کہیں تے تنگ
ہُݨ اپݨی جند توں وی ہیں تنگ
سَندھ سَندھ ہے سب چھڑکا گیا

(نہ وہی خوشیاں نہ وہی اُمنگ، جب کسی کو خاطر میں نہ لاتے تھے، اب تو اپنی زندگی سے بھی اُکتا گئے، تمام جوڑ اپنی جگہ سے کھسک چکے)

کِن گیاں اُو ساریاں ہو ہوائیں
مغزوں نکل گیاں کھٹیاں چھائیں
ہُݨ چیل کُبھی کر کراہیں
ڈانگاں ہے ہتھ پکڑا گیا

(وہ تمام غرور اور شیخیاں کہاں گئیں، دماغ سے تمام اکڑفوں کافور ہوئی، اب کمر دوہری کر کے، ہاتھ میں چھڑی پکڑا گیا ہے)

پَوں پَوں تے تھُڈے آندے ہن
ہتھ گوڈیاں تے راہندے ہن
بُڈھے نہ کہیں کوں بھاندے ہن
خود پُتر پاسا کر گیا

Scanned with CamScanner

(قدم قدم پر ٹھوکروں سے واسطہ، اور ہاتھ گھٹنوں پر ہی رہتے ہیں، بوڑھے کسی کو بھاتے نہیں، حتیٰ کہ بیٹا بھی بھٹک لیا)

اُو کھیڈ کھوڈ اُو چس کتھاں
اُو ٹاپ اُو کھِل ہَس کتھاں
اُو راگ اُو کن رس کتھاں
خُشکیاں گیا خشکا گیا

(وہ کھیل کود اور وہ لطف کہاں، وہ گپ شپ اور ہنسی مذاق کہاں، وہ راگ اور کن رس کہاں، وہ نخوتیں اور خود پرستی سب ختم)

کر ڈاڈھا بے مزہ گیا
مونہہ کوں بٹا کھولا گیا
ڈنداں دی چس رَس چا گیا
کھانوݨ پیوݨ دا سا گیا

(بہت بے مزہ کر کے گیا، منہ کو کھولا بنا کر گیا، دانتوں کا لطف مٹا کر گیا، کھانے پینے کا سواد، سب کچھ ختم)

واچھاں توں لیلہاں واندھیاں
بولاں تاں تھُکاں ڈھاندیاں

Scanned with CamScanner

پروں پروں تھی باہندیاں
بولیں نکل پھوکا گیا

(باچھوں سے رال بہتی ہے، بولوں تو منہ سے تھوک گرتی ہے، اب حسینائیں بھی دور دور ہو کر بیٹھتی ہیں، گر کلام کروں تو منہ سے ہوا نکل جاتی ہے)

خُرم کوں بھولا کر گیا
مونہہ کوں بنٹا کھولا گیا
گنیں بوڑ پئے تھولا گیا
طاقت سبھا چکوا گیا

(خُرم کے ہوش وحواس جاتے رہے، منہ جیسے کوئی خالی خول، سماعت بھی پہلے جیسی نہیں رہی، سبھی قوت، سبھی طاقت قصہ پارینہ ہوئی)

Scanned with CamScanner

تِتلی چاہنک تے ہک تلہڑی
ہاں وِچ کیتی تَلہڑ وَہیر

لِکھی ہائی قسمت وِچ ساݙے
اُکی کِر کَچ ، نِری گریر

یار اَلونہاں تھیا اَݨ سونہاں
کرے نہ ہوں ہاں ہے تقدیر

چوکڑیاں

(رباعیات،قطعات)

Scanned with CamScanner

مُحرم ہِک ہِک گالھ سوہݨی دی
سَو سَو مُرک رسیلی

Scanned with CamScanner

ترتیب

1۔جو ہے ساد اُوہو دی ہے	378
2۔لیکھاں وِچ ہم لکھیا خُدا نے	378
3۔لِتھا کھڑا میخانے تے کیں زوردا	379
4۔تیڈا عجیب حساب کتاب ہے	379
5۔پیر ونجاں ڈِتے سب شک ہم	380
6۔فقط تیڈی رحمت دی میکوں تُری ہے	380
7۔جو اپنی دِلڑی دے ہوون کباب	381
8۔رہا میں تاں ہُنْ تائیں تیکوں	381
9۔سووار تاں دھوتا ہم خرقہ شراباں نال	382
10۔نکر لکسیا اُچا تھی ڈِیکھ	382
11۔جو قسمت وِچ لِکھس تیڈے	383
12۔جے نہ ڈِیوے جو میں منگداں	383

Scanned with CamScanner

13۔ جے بخشے کم ہوردا ہور ہے 384
14۔ کئی تاں ہُٹ پئے کر کر چارے 384
15۔ رب رب کروے میڈا ابا 385
16۔ سب کجھ سُٹ تاں سبھ کجھ آ سی 385
17۔ سب کجھ چھوڑ خودی وِچ آ وَنج 386
18۔ جو چلیو سُو پٹھڑی چالی 386
19۔ یار امَن گھن جے بِتباری 387
20۔ کہیں ویلے سبھ کجھ بخشیندیں 387
21۔ شرابیاں کبابیاں دامیں سرغنہ ہاں 388
22۔ اَساں تاں رب نال وی ہے رکھی 388
23۔ نہ کوئی سکھ تیڈے نال گھاٹی 389
24۔ نہیں یار عتبار ہُن ساکوں آندے 389
25۔ کیڑھا پیا کھنیندا ہے اَج گل خدا کوں 390
26۔ خود رب دیاں وِیلاں ہیٹیاں تے 390
27۔ ہودے چسکے گھن تاں ڈیکھ 391
28۔ پیدا کیتا قدرت تیڈی 391
29۔ کئی حاجت ایں بات دی کوئے نیں 392
30۔ پیالہ ہے سب مشکلاں حل کریندا 392
31۔ مرن داتیکوں کوئی ڈر کوئے نیں 393
32۔ اللہ نور نبی سئیں نور 393
33۔ کجھ نہ سمجھیو ڈُن دے ڈُناں 394
34۔ نہ مسجد دے قابل نہ مندر دے قابل 394

Scanned with CamScanner

35۔آپاں داروح ڈر گئے بابو	395
36۔تیڈی رحمت دے ہوندیں	395
37۔کوئی تھئے نہ تھیسی تیڈے تڑے دا	396
38۔اُتھوں آیوم گند وچ لوڑیا	396
39۔جمن لاتوں مُن توڑیں	397
40۔بہشت وچ ایہے معشوق تے شراب ہوسن	397
41۔ڈو قسماں دے بندے اکثر	398
42۔نسے آپاں توڑے جو پکے نمازی	398
43۔کہیں آپ جہے نال ڈیویں ہانگراں	399
44۔ازل توں اَبد تک جیکوں علم ہووے	399

Scanned with CamScanner

1

جو ہے ساد اُوہو وی ہے چور تیڈا
پپلی دے ہاں وِچ ہے زور تیڈا
کتھائیں بانگ تکبیر کتھ ناد گھنٹہ
کوئی جن تے وَنجے اُوتھائیں شور تیڈا

(جو چور نہیں وہ بھی تیرا چور ہے، کہ ہر صدا کے قلب میں تیری ہی قوت، کہیں آذان، تکبیر
کہیں ناد اور کہیں گھنٹے کی آواز، کوئی کہیں بھی جائے ہر جگہ تیرا ہی چرچا)

2

لیکھاں وِچ ہم لکھیا خدا نے
جو دَم جی ، رہ وِچ میخانے
لِکھتاں ہوندیاں پوریاں تھیون
مُلاں میں تے کڈھے آنے

(میرے مقدر میں خدا نے لکھ دیا، جب تک زندہ رہو میخانے میں رہو، لکھا تو اُسی خدا کا پورا
ہوتا ہے، مگر مُلا مجھ پر آنکھیں نکالتا ہے)

Scanned with CamScanner

3

لتھا کھڑا میخانے تے کیں زور دا مینہہ ہے
رنگیا پیا ایں جاتے اُکانہہ ہے کہ کرینہہ ہے
سَٹ پرے پیالہ اَتے مَٹ سور کے منہ لا
رمضان دے اَج آخری جمعے دا تاں ڈینہہ ہے

(مے خانے پر کیا زور کی بارش اُتری ہوئی ہے، اُکانہہ اور کریہنہ (چولستانی پودے) نے کیا رنگ بھر لئے ہیں، پیالے کو دور پھینکو اور مٹکے کو منہ لگالو، کہ آج کا دن رمضان کے مہینے کا آخری جمعہ ہے)

4

تیڈا عجیب حساب کتاب ہے
مَتھے وِچ ایڈا محراب ہے
ہتھ وِچ جتنگھ جیڈا تسبا
کھیسیاں وِچ بند شراب ہے

(تمہارا معاملہ بھی عجب ہے، ماتھے پر اتنا بڑا محراب، ہاتھ میں ٹانگ جتنی لمبی تسبیح، مگر جیب میں شراب دھری ہوئی)

Scanned with CamScanner

5

پیر ونجاں ڈِتے سب شک ہم
پک ہم پک ہم پک ہم پک ہم
گُم تھیونڑ ہی اصلی مطبل
سارا سبق بس اے تک ہم

(پیر نے سب شک مٹ دیے، اب تو یقین کامل ہے کہ اپنے اندر کھو جانا ہی اصل مقصد اور سارا سبق بس یہیں تک ہے)

6

فقط تیڈی رحمت دی میکوں تری ہے
نہیں تاں جو حالت ہے ڈاڈھی بُری ہے
جے مَتھے رگڑوا کے بخشیو کہیں کوں
اے انعام ہے جا کہ سوداگری ہے

(فقط تیری رحمت کا ہی مجھے سہارا ہے، ورنہ میری حالت تو بہت بری ہے، اگر تو نے کسی کو ماتھے رگڑوا کر ہی بخشا ہے تو یہ انعام تو نہ ہوا، سوداگری ہوئی)

Scanned with CamScanner

7

جو اپنی دِلڑی دے ہووِن کباب کیوں چھوڑوں
خدا دے ناں تے مِلے جو شراب کیوں چھوڑوں
جیڑھے ثواب توں پاووں عذاب کیا کرنے
جیڑھے گنہ دا مِلے لکھ ثواب کیوں چھوڑوں

(جو میرے محبوب نے کباب بنائے ہوں وہ کیوں نہ کھائیں، جو شراب خدا کے نام پر ملے وہ کیوں نہ پییں، جس ثواب کے سبب عذاب ملے، اُس کا کیا کرنا، جس گناہ کا ملے لاکھوں گنا ثواب، وہ کیوں نہ کریں)

8

ربا میں تاں ہُنڑ تائیں تیکوں
بہوں ٻولیا نا لدھا میکوں
ہُنڑ توں ٻول اساکوں آپے
تیڈی وی کرمات تاں ݙیکھوں

(اے رب! اب تک میں نے تجھے بہت ڈھونڈا، مگر تو مجھے نہیں ملا، اب تم خود ہی مجھے ڈھونڈو کہ تمہاری کرامات بھی تو دیکھیں)

Scanned with CamScanner

9

سو وار تاں دھوتا ہم اے خرقہ شراباں نال
مُنڈھ لا دی میڈی سنگت ہئی رند خراباں نال
کوئی ساکھڑا کُھل پیا ہے میخانے دا در میں تے
پھاٹک ایہو کُھلدا ہے لکھ سُول عذاباں نال

(میں نے یہ خرقہ سو بار شراب سے دھویا ہے، شروع ہی سے میری دوستی رندخرابات کے ساتھ رہی، مے خانے کا دروازہ مجھ پر اتنی آسانی سے نہیں کھلا، یہ پھاٹک سو سو مصائب اور تکالیف کے بعد کھلتا ہے)

10

ٹکر لگسیا اُچا تھی ڈیکھ
مٹی تھی کے کئی ڈینہہ جی ڈیکھ
اُوں ٹاں ٹکراں بہوں مارے نی
کملو ذرا شراب وی پی ڈیکھ

(دیکھو اس قدر سَر اُٹھانے سے کہیں ٹکر نہ لگ جائے، کئی دن خود کو مٹا کر بھی جی دیکھو، ویسے تو بہت سجدے کر لئے ہیں، پیارے کبھی شراب بھی پی کر دیکھو)

Scanned with CamScanner

11

جو قسمت وِچ لِکھس تیڈے او تیکوں ہر حیلے ڈیسی
رُنیں پٹیں گھوں جھکھیں روز تیڈا کوئی وَدھ نہ ویسی
صبر نال لگیا رہ کم وِچ وَل رزاق تے رکھ بھروسہ
جے تئیں جیندا ار کھیسی تیکوں جیویں کیویں روز پچیسی

(جو بھی قسمت میں اُس نے لِکھ دیا ہے وہ تجھے بہرطور ملے گا، رونے پیٹنے فکر کرنے اور پریشان ہونے سے تیرا رزق کوئی بڑھ نہیں جائے گا، صبر کے ساتھ کام میں لگے رہو اور رازق پر بھروسہ رکھو، وہ تجھے جب تک زندہ رکھے گا، جیسے تیسے روزی مہیا کرے گا)

12

جے نہ ڈیوے جو میں منگداں
ڈِس اُوندا میں کیا کر سَگداں
اُو تاں سَڈ سَڈ کول بلہیندے
میں پیا اینویں اُوں توں سَنگداں

(جو مانگتا ہوں وہ اگر مجھے نہ دے تو اُس کا میں کیا بگاڑ سکتا ہوں، وہ تو بُلا بُلا کر پاس بٹھاتا ہے، میں خوامخواہ اُس سے شرماتا رہتا ہوں)

Scanned with CamScanner

13

جے بخشے کم ہور دا ہور ہے
نا بخشے کہیں دا کیا زور ہے
گھابر نا سَب بھَلی تھیسی
ساری سوہݨے دے ہَتھ ݙور ہے

(اگر وہ بخش دے تو سارا معاملہ ہی مختلف، اور اگر نہ بخشے تو کسی کا کیا زور، گھبراؤ نہیں سب ٹھیک ہو جائے گا، کیونکہ تمام معاملات کی ڈور اللہ کے ہاتھ میں ہے)

14

کئی تاں ہُٹ پئے کر کر چارے
مسجد ملیا نہ مندر دوارے
کنھاں گھر بیٹھے آن ملیا
بھاگ بھریاں دے بخت نیارے

(کئی تو کوشش کر کر کے تھک گئے، نہ مسجد میں ملا اور نہ ہی مندر گردوارہ میں، اور کسی کو تو گھر بیٹھے مل گیا، بخت والوں کے نصیب تو دیکھو)

Scanned with CamScanner

15

رب رب کر ووئے میڈا ابّا
نا کر کہیں کوں ابّا تبّا
رب دے ڈِتے وچوں ڈے کھا
مُلاں وانگوں مار نہ دبّا

(میرے دُلارے رب رب ہی کرو، کسی کو برا بھلا مت کہو، جو رب نے دیا ہے اُسی میں سے دے اور کھا، مُلا کی طرح سب کچھ دبا کر مت بیٹھو)

16

سَب کُجھ سَٹ تاں سَبھ کُجھ آ سی
سُنجیں تھی تاں تھیسیں ساوی
سوہنے یار فریدنؒ باہجوں
اتھے سبق کون پڑھاوی

(سب کچھ چھوڑ دو تو سب کچھ ملے گا، کنگال ہو کر ہی مالدار ہو گے، پیارے دوست فرید کے علاوہ ایسے سبق کون پڑھا سکتا ہے)

Scanned with CamScanner

17

سَب کُجھ چھوڑ خودی وِچ آ وَنج
اپنی خودی کوں آپ بݨا وَنج
ہیں خودی وِچ سبھا خدا ہئی
خود ہیں خود جِن ڈِہدا پیا وَنج

(سب کچھ چھوڑ کر خودی میں آ جاؤ، اپنی خودی کو آپ ہی قائم کرو، اِسی خودی ہی میں خدا ہے،
جس جانب بھی نگاہ گھماؤ، تم خود ہی خود ہو)

18

جو چلیوں سو پُٹھڑی چالی
جو پالی سو ٹھڈ پالی
اَجھو گُھاں پڑیسن تیڈِیاں
بچو ساڈِی گالھ ہئی چھالی

(جو بھی چال چلی تم نے اُلٹی چلی، پرورش کی تو صرف اپنے شکم کی، وہ وقت دور نہیں جب
تمہارا پیٹ پھاڑا جائے گا، دُلارے یہی میری بات ہی سچ ہے)

19

یارا مَن گھِن جے عِتباری
علم عمل دی بُتھ گھت یاری
عِلم ہے سبھو غرور دا بُچکا
عَمل ریا دی پَنڈ ہئی ساری

(اے دوست مان لو میری بات اگر اعتبار ہے، علم عمل کی دوستی کو دفع کرو، علم ہی سارے غرور کی گٹھڑی اور عمل ریا کاری کے سو کچھ بھی نہیں)

20

کہیں ویلے سَبھ کُجھ بخشیندیں
کہیں ویلے کَکھ کَکھ پکڑیندیں
ہِک تھی کے ہِک نہوی پکیندا
ڈوں ڈوں گالھیں آپ کریندیں

(کبھی کبھی تو سارے گناہ بخش دیتے ہو، لیکن کبھی ایک تنکے پر گرفت کرتے ہو، ایک ہو کر بھی تمہارا ایک اصول نہیں، دوہری باتیں تو خود ہی کرتے ہو)

Scanned with CamScanner

21

شرابیاں کبابیاں دا میں سرغنہ ہاں
تے ڈینہہ رات ہاں غرق اندر گُنا ہاں
اَدھی راتیں اُٹھی کے تڑھ کر کے پینداں
تے وَل روندیں چِٹی فجر کر ڈینداں ہاں

(شرابیوں کبابیوں کا میں سرغنہ ہوں، اور شب و روز گناہ میں غرق ہوں، نصف شب کو اُٹھ کر غسل کر کے پیتا ہوں اور پھر روتے روتے فجر کر دیتا ہوں)

22

اَساں تاں رب نال وی ہے رَکھی
سلام علیکی پروں پروں دی
وِچال سَب کم دا ہوندے اچھا
نا ڈاڈھی گھاٹی نہ ڈاڈھی چھدری

(ہم نے تو خدا کے ساتھ بھی دور دور ہی کا تعلق رکھا ہے، میانہ روی چونکہ ہر کام میں بہتری کا سبب ہوتی ہے، اِس واسطیکہ تعلق نہ زیادہ گھنا اچھا اور نہ زیادہ چھدرا)

Scanned with CamScanner

23

نہ کوئی سُکھ تیڈے نال گھاٹی گھنٹی دا
نہ کوئی سود اَن بَن اتے دشمنی دا
تیڈے نال لازم نہ چھدری نہ گھاٹی
جو اوسط دا سبق ہے سوہنا کہیں دا

(تمہارے ساتھ گہری دوستی کا کوئی سُکھ نہیں، نہ کوئی نفع اَن بَن اور دشمنی کا، تمہارے ساتھ لازمی نہیں کہ تعلق گھنا یا چھدرا ہو۔ جو سبق کسی نے میانہ روی کا دیا وہی بہتر ہے)

24

نہیں یار عتبار ہُنڑ ساکوں آندے
تیڈی دوستی نا تیڈی دشمنی دے
جے قہر ہوں ہئی فرعون دی بیڑی بوڑی
تاں پیاروں کڈھن تیئں حُسینڑ دے تختے

(اے دوست اب مجھے تو اعتبار نہیں رہا، تیرے ساتھ دوستی رکھنے یا دشمنی کرنے کا، اگر قہر بار ہو کر فرعون کی کشتی غرق کی تو پیار کے سبب حسین کے ساتھ کون سا اچھا سلوک ہوا)

Scanned with CamScanner

25

کیڑھا پیا کھنیندا ہے اَج گَل خدا کوں
منیندن ڈِکھالے جتی اُتوں اُتوں
دِلوں کوئی وی کوئے نہیں منیندا اے سچ ہے
خدا دے پچھوں کیا ہُنڑ ایمان گالہوں

(آج کل خدا کی پرواہ کون کرتا ہے، جو مانتے ہیں وہ بھی محض اوپر اوپر سے، سچ کہتا ہوں اُسے دل سے کوئی تسلیم نہیں کرتا، اب بتاؤ بھلا خدا کی خاطر اپنا ایمان کیوں خراب کریں)

26

خود رب دیاں وِیلاں ہمیشیاں تے
کیا ڈوس ڈوتیجے بندیاں تے
کاوڑ وی وَڈی سیانی ہے
جو آوے آوے نِھڑاں تے

(رب کی قاہری بھی محض کمزوروں پر، اب بندوں کو کیا دوش دیں، غصہ بھی بہت سیانا ہوتا ہے، جو آتا بھی ہے تو بار بار گئے گزروں پر)

Scanned with CamScanner

27

ہو دے چسکے گھن تاں ݙیکھ
رب دا دَر وی چِن تاں ݙیکھ
ساری عُمراں اُن پیا ݙٹھی
اُرھ تے آ کُجھ اِن تاں ݙیکھ

(اللہ کی وحدانیت کا لطف تو اُٹھا کر دیکھو، رب کے در پر مانگ کر تو دیکھو، ساری عمر تو نے اُس طرف دھیان دیے رکھا، اب اِدھر تو آ، اِدھر تو دیکھو)

28

پیدا کیتا قدرت تیݙی
پالیا پوسیا نعمت تیݙی
رَج گُنہہ کر کے پیا ݙہداں
اے وَدھدن جا رحمت تیݙی

(تیری قدرت نے پیدا کیا، تیری نعمتوں نے پرورش کی، جی بھر کر گناہ کئے جا رہا ہوں کہ دیکھوں تو سہی، میرے گناہ زیادہ بڑھتے ہیں یا تیری رحمت ان سے سوا ہوتی ہے)

Scanned with CamScanner

29

کئی حاجت ایں بات دی کوئے نہیں
ڈینہہ دی ہے تے رات دی کوئے نہیں
آپے پکی پکائی بھجویندے
تیکوں جھات ایں جھات دی کوئے نہیں

(مجھے اس بات کی کوئی حاجت نہیں کہ میرے ہاں اگر دن کی روزی ہے تو رات کی نہیں، وہ خود ہی پکی پکائی بھجوادیتا ہے، تجھے بھلا اس رمز کی کیا خبر) .

30

پیالہ ہے سب مشکلاں حل کریندا
پیالہ ہے ساریاں تکبراں ونجیندا
جے گھِن گھِندا ہک گھُٹ وی ابلیس ایندا
تاں مر ویندا آدم کوں سجدے کریندا

(یہ عشق کا پیالہ سب مشکلات کا حل ہے، یہ پیالہ ہی تکبر کو مٹادیتا ہے، اگر ابلیس اس پیالے کا ایک گھونٹ بھر لیتا تو آدم کو سجدہ کرتے کرتے مر جاتا)

Scanned with CamScanner

31

مَرن دا تیکوں کوئی ڈِر کوئے نہیں
قبر بابو دا گھر کوئے نہیں
جو تھی آوی پُٹھے ٹَپ مار
رحمت دی کئی دُھر دَھر کوئے نہیں

(تجھے موت کا کوئی خوف نہیں، قبر کوئی باپ کا گھر نہیں، جتنا چاہو، جو چاہو، کرلو کہ اُس کی رحمت بے پایاں ہے)

32

اللہ نور نبی سئیں نورے نور داسبھو نور ظہور ے
نور ہے سَجے نور ہے کھبے اَگے پِچھے نورے
جے تیئں توں خودنور نہ تھیویں نور مِلَنڑ بہوں دُورے
خُرم آپ تاں نور کیتو وے نور دا کیہاں قصورے

(اللہ اور اُس کا نبی ﷺ نور ہیں اور یہ سب اُسی نور کا ظہور ہے، وہی نور ہی ہر سمت، جب تک تم خود کو اُس کے رنگ میں نہیں رنگ لیتے، اُس کا قرب ممکن نہیں، اے خُرم' معاملہ تو تو نے خود بگاڑا، اس میں نور کا کیا قصور)

Scanned with CamScanner

33

کُجھ نہ سمجھیو ڈُن دے ڈُناں
تاں جو کاشِد موت دا پُناں
شابس شابس میڈا نَرچھنْ
جو کُجھ لبھ ہیں ڈِڈھ وِچ ٹُناں

(اے احمق تو کچھ بھی نہ جان پایا، حتیٰ کہ موت کا قاصد آن پہنچا، آفرین اے حریص پیٹو، جو کچھ ملے اسی شکم میں ٹھونستے رہو)

34

نہ مسجد دے قابل نہ مندر دے قابل
خدا نے اساڈی بنائی کیڑھی منزل
نہ اِتھ دین دنیا نہ اُتھ جا بہشتیں
بھلا اے جہیں ہووَنْ توں کیا ساکوں حاصل

(میں نہ مسجد کے لائق نہ مندر کے قابل، خدا جانے اُس نے میری کونسی منزل بنائی ہے، نہ یہاں دین دنیا اور نہ وہاں جنت کا حصول ممکن ہو سکا، بھلا یہ نعمتیں بنانے سے مجھے کیا حاصل)

Scanned with CamScanner

35

آپاں دا روح ڈر گیئے بابو مُلاں دے سُݨ جوش خروش
مونہہ لگسوں نہ خَجل تھیسوں مُلاں نہ کھا ایڈے جوش
ماہ رمضان توں ڈو ڈیہنہ پالہوں اِتی تڑھ کر کے چا پیسوں
عید دے چَن پیئے ڈِسسن اِنوں اُن پئے آسن ساکوں ہوش

(مُلا کا جوش خروش سُن کر میں تو دہل گیا، مگر میں کہاں اُس کے منہ لگ کر نادم ہوتا پھروں، ماہ رمضان سے دو دن پہلے اُس کے عشق کی مئے اس قدر پی لوں گا کہ اِدھر عید کا چاند دکھائی دے گا اور اُدھر میرے ہوش واپس آتے ہوں گے)

36

تیڈی رحمت دے ہوندیں کہیں گنہ کولوں نہیں ڈردا
جے توں توشہ ہیں رہ دا بُکھ کنوں کہیں جا نہیں مردا
تیڈے دیدار دا طالب ہاں میں توڑے وی جو کجھ ہاں
نہ طمع میکوں جنت دا نہ طمع میکوں کوثر دا

(تیری رحمت کے ہوتے ہوئے عصیاں سے کیسا خوف، گر تو ہی زادِ راہ ہے تو بھوک سے کیسا خطر، میں جو کچھ بھی ہوں بس تیری دید کا طالب کہ نہ مجھے جنت کا حرص اور نہ ہی کوثر کا لالچ)

Scanned with CamScanner

37

کوئی تھئے نہ تھیسی تیڈے تڑے دا
جیڑھا سِلانی نیلے دڑے دا
تیکوں نہ ہوسی بیا کیکوں ہوسی
خصمانہ خُرم کرماں سڑے دا

(تیرے ہمسر نہ کوئی ہوا نہ ہوگا، تو ہی اِن نیلگوں وسعتوں کا سیلانی ہے، تیرے سوا، کسی اور کو کیا پاس اس بدنصیب خُرم کا ہوسکتا ہے)

38

اُتھوں آیوم گند وِچ لِوڑیا منجھوں ننگا ننگ دھڑنگا
اِتھوں ٹُریوم تاں دھوتا پوتا سُتھرا پُتھرا بجیا سجھیا
وَسوں وچوں تاں کُجھ آندم سُنج بر وِچوں سبھ گھن گیوم
خُرم دنیا عجب وسندی اُوں جا دا اِتھ سَبھ کجھ لَبھدا

(وہاں سے جب آیا تو ننگ دھڑنگ گندگی سے بھرا، یہاں سے رُخصت ہوا تو نہایا دھویا، بنا سنورا ہوا، جہاں بہتات کا کہا جاتا ہے وہاں سے تو کچھ نہ لایا مگر اِس ویرانے سے سبھ کچھ لے کر جا رہا ہوں، اے خُرم یہ دنیا کیسا عجب تماشہ کہ اُس دنیا کا سب، کچھ اِس دنیا میں ملتا ہے)

Scanned with CamScanner

39

جَمَنْ لا توں اَج ڈِیہنہ توڑیں کیڑھا سُکھ ہُنچائی ربا
ایڈی وَڈی حیاتی دے وِچ کئی ہِک وی آس پُجائی ربا
ہر ویلے کُھلے ہیٹھ رکھیو ہر ہِک توں رَت پلوائی ربا
ہِک ظالم مَترائی ماء وانگوں کیا تھیا جو پال کھڑائی ربا

(اے میرے رب، عمر بھر کونسا سُکھ مجھے نصیب ہوا، کونسی اُمید بر آئی، جو بھی سلوک کسی نے کیا بُرا ہی کیا، کیا ہوا جو کسی سوتیلی ماں کی طرح پال پوس کر بڑا کر دیا)

40

بہشت وِچ ایہے معشوق تے شراب ہوسن
ایہے نظارے تاں اُتھاں وی انتخاب ہوسن
تڈاں کریندے ہیں ڈِیہنہ رات آپاں اے کثرت
جِنھاں کوں عشق نہ ہوسی اُتھاں خراب ہوسن

(بہشت میں بھی یہی معشوق، شراب اور یہی لاجواب نظارے، اسی لئے تو میں شب و روز ان کی مشق کرتا ہوں کہ جنھوں نے یہاں عشق نہ کیا وہ اُدھر کیا سرخرو ہوں گے)

Scanned with CamScanner

41

ڈو قِسماں دے بندے اکثر
دُنیا وِچ ویندن موجاں کر
جا وَت اصلوں بھولے بھالے
جا وَت ڈاڈھے تکھے تِکھر

(اِس عالم میں دوطرح کے آدمی مستفید ورازداں ہیں، یا تو نیک و بد سے بالکل باخبر، یا پھر ایسا بےخبر کہ جس سے کُل جہاں پوشیدہ ہو)

42

نِسے آپاں توڑے جو پکے نمازی
تے پیالیاں دے شُوڑنڑ دے ہیں شیر غازی
نہیں تھئی اساڈے ہتھوں پر کڈاہیں
سِوا جام دے کہیں تے دَستِن درازی

(گو کہ میں پکا نمازی نہ سہی، مئے عشق پینے کا شیر غازی ہی سہی مگر میں نے سوائے اُس کے عشق کے جام کے، کسی اور کی جانب ہاتھ نہیں بڑھایا)

Scanned with CamScanner

43

کہیں آپ جہے نال ڈیویں ہا ٹکراں
ڈِکھاویں ہا ڈو چار لذت دیاں پکڑاں
غریباں دے مَنکے بھَن کیتے آ گیں
میڈا یار ٹھاندن تیکوں ایہے اَکڑاں

(اگر کسی اپنے جیسے سے ٹکر لیتے تو کچھ لطف بھی تھا، غریبوں کے منکے توڑنے سے بھلا کیا حاصل، اے میرے دوست کیا تجھے اِس ڈھب کی اکڑفوں زیب دیتی ہے)

44

اَزل توں اَبد تک جیکوں علم ہووے
ضرورت وَل اَمزائش دی اوکوں پووے
بھلا کوئی کیا کر سگے اے جہیں دا
جیڑھا جاݨ بُجھ کے مَچل تھی کھڑووے

(جسے ازل سے ابد تک کا علم عطا ہوا، کیا ضروری ہے کہ اُسے آزمائش میں ڈالا جائے، اُس کا بھلا کوئی کیا کر سکتا ہے، جو جان بوجھ کر انجان بنے)

Scanned with CamScanner

حفیظ خان کی دیگر کُتب

کچ دیاں ماڑیاں	سرائیکی میں ڈراموں کی پہلی کتاب (اکادمی ادبیات پاکستان سے ایوارڈ یافتہ)	1989ء
ویندی رُت دی شام	سرائیکی افسانے (اکادمی ادبیات پاکستان سے ایوارڈ یافتہ)	1990ء
ماماں جمال خان	سرائیکی میں بچوں کے ڈراموں کی پہلی کتاب	1990ء
اتفاق سے نفاق تک	پاکستان کی آئینی تاریخ کا ایک فسوں خیز باب	1993ء
یہ جو عورت ہے	اُردو افسانے	1997ء
پہلی شب تیرے جانے کے بعد	اُردو نظمیں	1999ء
خواب گُلاب	بچوں کے سرائیکی ڈرامے	2003ء
اندر لیکھ دا سیک	سرائیکی افسانے	2004ء
رُٹھڑے پَندھ	سرائیکی ڈرامے	2005ء
رفعت عباس کی سرائیکی شاعری	تحقیق و تنقید	2006ء

Scanned with CamScanner

وہ شاعر جسے مولانا ظفر علی خاں ''غالب و خسرو ثانی'' کہتے تھے اور سَر شاہ دین ''قاآنیِ وقت اور قاآنی ثانی''۔ جسے سَر عبدالقادر نے ''ملک الشعراء'' اور ''فردوسیِ وقت'' کا خطاب دیا اور مولوی عزیزالرحمٰن نے ''حافظ شیرازی اور عمرِ خیام'' کا۔ لیکن محی للسان، سعدیِ زماں عُرفی دوراں اور انوریِ عصر کے نام سے یاد کیا جانے والا یہ شاعر اس لحاظ سے بدقسمت رہا کہ جس کی سنجیدہ تفہیم تَل وسیب اور بہاولپور کے لوگوں نے اُس کی زندگی میں ایک روایت شکن عوامی شاعر ہونے اور اُس کی غربت کے سبب نہ کی اور موت کے بعد سرائیکی وسیب نے اُسے اِس لئے بُھلا دیا کہ وہ محض بہاولپوری شاعر تھا، جسے یاد رکھنے کی چنداں ضرورت نہ تھی۔

Scanned with CamScanner

کسی عظیم شاعر کے نئے جنم کی بات کرنا بظاہر اتنا آسان نہیں۔ یہ ایسا ہے کہ ہم کہیں کہ اب تک اس شاعر کی تفہیم کا مرحلہ پوری طرح طے ہی نہیں ہو سکا۔ یا پھر یوں کہا جائے کہ ہم اس شاعر کی تفہیم کا ایک نیا در کھولنے چلے ہیں۔ یہ بظاہر ایک بلند بانگ دعویٰ ہے لیکن اگر کسی خطے کی زبان اور اُس کی ادبی روایات کی توانائی کے لحاظ سے بات کی جائے تو اسے ایک مخلصانہ کوشش کہا جائے گا۔ اسے ایک علمی وثقافتی تسلسل بھی کہا جاسکتا ہے جس کا پھیلاؤ ہمارے اندازے سے کہیں زیادہ ہے۔ بہر طور خُرم بہاولپوری کے ایک نئے جنم کی بات میں اس لئے بھی کر رہا ہوں کہ مجھے اُن کا چہرہ پہلے سے روشن تر دکھائی دے رہا ہے۔ اور وہ چہرہ ایسا نہیں ہے کہ جسے ہم نفسوں کو دکھایا نہ جا سکے۔ اُن کی مطبوعہ اور غیر مطبوعہ شاعری کے منتخبات اور ان کے تراجم پیش کرتے ہوئے میں ایک تحیر سے آشنا ہوا ہوں کہ جیسے ہمارے اجداد میں سے کوئی بزرگ اپنی تصویر کے چوکھٹے سے نکل کر ہمارے سامنے چلنے پھرنے لگے اور اپنی بھرپور توانائی اور خوشبو کے ساتھ دوبارہ ہماری زندگی میں رچ بس جائے۔

حفیظ خان

Scanned with CamScanner